مالا بُدّ منہ اُردو

المؤسوم بہ

کشف الحاجۃ

فقہ حنفی کے ابتدائی اہم اور ضروری مسائل پر
علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح کی مشہور و مقبول کتاب کا
سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ

مُترجم

حضرت مولانا محمد نور الدین صاحب چاٹگامی

باہتمام

نیاز مند حاجی محمد زکی عفی عنہ نبیرہ عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہٗ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ

کشف الحاجۃ

معروف بہ

مالابُدّ مِنہُ اُردو

باہتمام

نیازمند حاجی محمد زکی عفی عنہ نبیرۂ عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب مرحوم

ناشر

ایچ-ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس

پاکستان چوک، کراچی

تاریخ طبع

مطابق

قیمت

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔ وعلیٰ آلہ الطاہرین۔ وازواجہ المطہرات امہات المومنین۔ وخلفائہ الراشدین المہدیین وسائر الصحابۃ ائمۃ الدین۔ علیہم اجمعین۔

بعد حمد اور صلوٰۃ کے فقیر عصیاں آگیں **محمد نورالدین ولد محمد اشرف** غفر اللہ لہ ولوالدیہ متوطن **اسلام آباد** عرف چاٹگام کا حضرات اہل دین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ عاصی پڑھنے علوم تحصیل کرنے کے قصد سے اول عمر میں حسب تقدیر ملک ہندوستان میں گیا تھا پھر ایک مدت طویل کے بعد طرف وطن مالوف آبائی کے رجوع کرتے وقت ۱۲۶۲ھ ہجری قدسی میں جب دارالامارۃ **کلکتہ** کے اندر آ پہونچا تب بعض احباب وطنی نے فرمائش کی کہ رسالہ معتبرہ **مالا بدمنہ** تصنیف عالم حقانی مقبول حضرت سبحانی جامع علوم معقول ومنقول قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء مفسر کلام اللہ حضرت **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** قدس سرہٗ کا اردو زبان میں ترجمہ کرے تاکہ عوام کو نفع عام پہونچے پس اس عاجز گنہگار نے نسخۂ متبرکہ کا ترجمہ کرنا وسیلہ نجات کا سمجھ کر ارشاد احباب خاص کا بجا لاکر جو مقام دقت طلب تھا اس کو خوب سا واضح کردیا اور فوائد لابدی بھی جابجا لکھدئے کیونکہ غرض ترجمہ کرنے سے سمجھنا عوام کا ہے نہ کہ خواص کا اور نام اس ترجمہ کا **کشف الحاجۃ** رکھا اب معلوم کرنا چاہیئے کہ رسالہ مذکورہ نو کتاب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔

اوّل **کتاب الایمان**۔ اس میں ایک فصل ہے نماز کے اہتمام کے بیان میں۔

دوم۔ **کتاب الطہارت**۔ اس میں دس فصلیں ہیں **فصل پہلی** وضو کے بیان میں **فصل دوسری**۔ وضو توڑنے والی چیزوں کے بیان میں **فصل تیسری** غسل کے بیان میں **فصل چوتھی** غسل واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں **فصل پانچویں** نجاسات کے بیان میں **فصل چھٹی** نجاسات حکمی سے طہارت کرنے کے بیان میں **فصل ساتویں** نجاسات حقیقی سے طہارت کرنے کے بیان میں **فصل آٹھویں** پانی جاری اور پانی کثیر کے بیان میں **فصل نویں** کنوئیں کے بیان میں **فصل دسویں** تیمم کرنے کے بیان میں۔

سوم۔ **کتاب الصلوٰۃ**۔ اس میں پندرہ فصلیں ہیں **فصل پہلی** نماز کے وقتوں کے بیان میں **فصل دوسری** نماز کی شرطوں کے بیان میں **فصل تیسری** نماز کے ارکان کے بیان میں **فصل چوتھی** نماز کے واجبات کے بیان میں **فصل پانچویں** سجدۂ سہو اور جماعت اور امامت کے بیان میں **فصل چھٹی** سنت کے طریق پر نماز پڑھنے کے بیان میں **فصل ساتویں** نماز میں حدث ہونے کے بیان میں **فصل آٹھویں** وقتیہ نماز کے قضا پڑھنے کے بیان میں **فصل نویں** نماز کے مفسدات اور مکروہات کے بیان میں **فصل دسویں** بیمار کے نماز پڑھنے کے بیان میں **فصل گیارہویں** مسافر کی نماز کے بیان میں **فصل بارہویں** جمعے کی نماز کے بیان میں **فصل تیرہویں** واجب نمازوں کے بیان میں **فصل چودہویں** نفلوں کے بیان میں **فصل پندرہویں** سجدۂ تلاوت کے بیان میں۔

چہارم۔ **کتاب الجنائز**۔ اس میں تین فصلیں ہیں **فصل پہلی** شہید کے بیان میں **فصل دوسری** ماتم کے بیان میں **فصل تیسری** زیارت قبور کے بیان میں۔

پنجم۔ **کتاب الزکوٰۃ**۔ اس میں تین فصلیں ہیں **فصل پہلی** زکوٰۃ کے مصرف کے بیان میں **فصل دوسری** صدقۂ فطر کے بیان میں **فصل تیسری** صدقۂ نفل کے بیان میں۔

ششم۔ **کتاب الصوم**۔ اس میں تین فصلیں ہیں **فصل پہلی** قضا اور کفارہ واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں **فصل دوسری** نفل روزوں کے بیان میں **فصل تیسری** اعتکاف کے بیان میں

ہفتم۔ **کتاب الحج**۔

ہشتم۔ **کتاب التقویٰ**۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں **فصل پہلی** کھانے کی چیزوں کے بیان میں **فصل دوسری** لباس وغیرہ کے بیان میں **فصل تیسری** دلی وغیرہ کے بیان میں **فصل چوتھی** کسب اور تجارت کے بیان میں **فصل پانچویں** متفرقات اور آداب معاشرت اور حقوق الناس کے بیان میں۔

نہم۔ **کتاب الاحسان والتقرب**۔ خاتمہ کلمات کفر اور بدعت کے بیان میں

واللہ ولی التوفیق لہذا المرام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

کتاب ایمان کے بیان میں حمد اور تعریف خاص اُس ذات کے لئے ہے کہ جو آپ اپنی پاک ذات کے ساتھ موجود ہے اور تمام شے اس کے پیدا کرنے کے سبب سے موجود اور وجود اور بقا میں اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور وہ اکیلا ہے ذات اور صفات میں اور کاروبار میں اور کسی شخص کو اس کے ساتھ کسی کام میں علاقہ نہیں اور نہ وجود اس کا مانند وجود اشیا کے اور نہ حیات اس کی مانند حیات اشیاء کے اور نہ علم اس کا مثل علم مخلوق کے اور نہ سُننا اور نہ دیکھنا اور نہ ارادہ اور قدرت اور کلام اس کا مانند سُننے اور دیکھنے اور قدرت اور ارادے اور کلام مخلوقات کے ہاں حق تعالیٰ کی ان صفات کے ساتھ مخلوقات کی ان صفات کو شرکت اسمی ہے نہ حقیقی اور شرکت اسمی کے یہ معنی ہیں جس طرح حق تعالےٰ کو عالم کہتے ہیں اُسی طرح مثلاً زید کو بھی عالم کہتے ہیں لیکن اس عالم حقیقی کے علم کے کمال کے ساتھ کیا نسبت ہے اس مشت خاک کے علم کو وقس علیہ صفات الباقی اور تمام صفتیں اور سب کاروبار حق تعالےٰ کے بے مانند اور بے مثل ہیں یعنی جو اس کی ذات میں ہیں دوسرے کی ذات میں نہیں مثلاً اس کی صفتوں میں سے ایک صفت علم کی دیکھو کہ یہ صفت خاص اس کی ذات کے لئے قدیم ہے اور آگاہی بسیط یعنی وہ آگاہی شامل ہے سب کو کہ سارے معلومات ازلی اور ابدی کو ان کے مناسب احوال اور مخالف احوال کے سمیت ایک شامل ایک آن میں جان لیا اور خاص خاص وقتوں کو جو احوال ہر ایک کے گذرتے جاتے ہیں وہ بھی ایک آن میں معلوم کر لیا کہ زید مثلاً فلانے وقت میں زندہ ہے اور فلانے وقت میں مُردہ اور اسی طرح عمرو اور خالد اور بشیر وغیرہم کو بھی جانا اور جس طرح سے اس کے علم کی صفت شامل ہے سب کو اسی طرح اُس کا کلام بھی شامل ہے سارے کلام کو کہ تمام کتابیں اُتاری ہوئی تفصیل اُس کلام کی ہیں اور پیدا کرنا اور وجود میں لانا یہ صفت بھی خاص اس باری تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور کسی ممکن کو طاقت نہیں کہ ایک ممکن دوسرے ممکن کو پیدا کر سکے پس سارے ممکن خواہ جوہر ہوں خواہ عرض خواہ بندے کے کاروبار اختیاری سب کے سب مخلوق اس خالق کے ہیں بندہ خالق نہیں بنانے کام کا نہ کسی اور چیز کا لیکن اس خالق نے ظاہری اسباب اور وسیلے کو پردہ کر رکھا ہے اپنے کام کا۔

ف یعنی ظاہر میں کہتے ہیں مثلاً زید نے یہ کام کیا اور حقیقت میں کرنے والا اس کا حق تعالیٰ ہے نہ زید پر زید کو بیچ میں پردہ ڈالا بلکہ ظاہری اسباب کو دلیل کر دیا اپنے کام کے ثابت کرنے پر چنانچہ پتھر کے ملنے سے سارے عقلمند ہلانے والے کی طرف دوڑتے ہیں اور جانتے ہیں کہ پتھر کی ذات میں لیاقت اس حرکت کی نہیں بیشک اس کے لئے حرکت دینے والا کوئی اور ہے اسی طرح وہ عقلا کہ جن کی آنکھیں شریعت کے سرمے سے روشن ہوئی ہیں وہ جانتے ہیں کہ بندے کے افعال اختیاریہ کا خالق حق تعالیٰ ہے بندہ نہیں اس لئے کہ بندہ ممکن ہے اور ایک ممکن اپنے مانند دوسرا ممکن پیدا نہیں کر سکتا ہے خواہ وہ دوسرا ممکن کوئی فعل ہو افعال میں سے خواہ عرض ہو اعراض میں سے ہاں بندے کے اختیاری کاموں کے درمیان اور پتھر کی حرکت کے درمیان اس قدر فرق ثابت ہے کہ حق تعالےٰ نے بندے کو صورت قدرت اور صورت ارادے کی بخشی ہے نہ عین قدرت اور نہ عین ارادہ پس جب بندہ ارادہ اور قصد کسی کام کا کرتا ہے تو حق تعالےٰ اس کام کو پیدا کر دیتا ہے اور ظاہر میں لاتا ہے اس لئے کہ عادت حق تعالیٰ کی یوں جاری ہے کہ جس وقت بندہ کام کا ارادہ کرے آپ اس کو پیدا کر دیوے پس بسبب اس صورت ارادہ اور صورت قدرت کے بندے کو کاسب کہتے ہیں اور تعریف اور برائی اور ثواب اور عذاب یہ سب اس پر ثابت ہوتے ہیں اور پتھر کو حق تعالیٰ نے اس قدر صورت ارادہ اور صورت قدرت کی نہیں دی اس لئے اس کو کاسب بھی نہیں کہتے ہیں اور نہ وہ مستحق ثواب اور عذاب کا ہوتا ہے بلکہ وہ مجبور محض ہے پس پتھر اور حیوان کی حرکت کے فرق پر ایمان لانا واجب ہے اور انکار کرنا اس فرق کا کفر ہے اور خلاف شرع اور خلاف ظاہر عقل کے اور خدا کے سوا کسی کو خالق اشیا کا جاننا بھی کفر ہے اسی واسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے اندر فرقہ قدریہ مجوس ہیں۔

ف فرقہ قدریہ ایک فرقہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی امت میں سے ہے وہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے فعل کے قادر مطلق ہیں یعنی خالق ہیں اپنے افعال کے اور حق تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی چیز اس کے وجود میں حلول کرتی ہے۔

ف حلول کہتے ہیں ایک چیز کے ہر جز میں دوسری چیز کے ہر جز کا داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے ساری اشیاء کو احاطہ ذاتی کے ساتھ یعنی جو احاطہ مناسب اس کی ذات کو ہے لاکن گھیرنا اس کا اس طرح پر نہیں ہے کہ ہماری ناقص سمجھ کے لائق ہووے اور اللہ تعالیٰ قرب اور معیت احاطہ کے ساتھ رکھتا ہے اور اس کا قرب بھی اس طور پر نہیں کہ ہم لوگ سمجھیں کس واسطے کہ جو چیز ہمارے دریافت کے لائق ہے وہ چیز حق تعالیٰ کی پاک ذات کے شایاں نہیں اور جو چیز کشف اور شہود سے صاحبان کشف معلوم

کرتے ہیں حق تعالیٰ کی ذات اُس سے بھی پاک ہے پس ایمان غیب پر لانا چاہیے اور جو چیز صاحبانِ کشف کو کشف سے ظاہر اور واضح ہوتی ہے وہ شبہ اور مثال ہوتی ہے نہ ذات پس اس کو نیچے کلمۂ لا آکر کے چاہیے داخل کرنا اور دین کے بزرگوں نے اس طرح پر فرمایا ہے کہ ایمان لاتے ہیں ہم کہ حق تعالےٰ گھیرنے والا ساری اشیاء کا ہے اور قریب سب کے لاکن معنی احاطہ اور قرب اور معیت کے ہم نہیں جانتے ہیں کہ کیا ہے۔

ف۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جو چیز کشف اور شہود سے صاحبان کشف معلوم کرتے ہیں اور اُس شئے معلوم کو ذات باری کی سمجھتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ ذات اس کی نہیں ذات اُس کی اس شئے معلوم سے منزّہ ہے بلکہ ذات پاک حق تعالیٰ کی نوروں کے پردوں کے پرے ہے رسائی وہاں تک نہیں اور جو چیز کشف سے ظاہر ہوتی ہے وہ محض شبہ ہے نہ ذات پس اس شبہ کو نیچے کلمۂ لا آکر کے چاہیے داخل کرنا ہرگز اس شبہ کو ذات نہ چاہیے سمجھنا کیونکہ دین کے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ذات باری نے بیشک سب کو گھیرا ہے اور سب کے ساتھ قریب ہے لاکن معنی قرب اور احاطہ کے ہم نہیں جانتے ہیں کہ کیا ہیں یعنی اس کی حقیقت ہم کسی طرح دریافت نہیں کر سکتے ہیں نہ کشف سے اور نہ عقل سے اور جس طرح معنی قرب اور احاطہ کے معلوم نہیں اسی طرح معنی ان الفاظوں کے بھی معلوم نہیں کہ حدیثوں اور آیتوں میں وہ الفاظ وارد ہیں یعنی قائم ہونا اس کا عرش پر اور سمانا اس کا مومن کے دل میں اور اترنا اُس کا آخر شب میں دنیا کے آسمان پر اور اسی طرح لفظ ید اور وجہ کہ آیات قرآن کے اُن پر ناطق ہیں ان کے معنی بھی نہیں معلوم لاکن ایمان ان سب پر چاہیے لانا اور اُن کو ظاہری معنی پر حمل نہ چاہیے کرنا اور ان الفاظ کی تاویل میں نہ چاہیے آنا بلکہ ان کی تاویل علم الٰہی پر سپرد چاہیے کرنا ایسا نہ ہو کہ ناحق کو حق جانے تو کیونکہ خدا کی صفتوں اور کاروبار میں بشر کو فرشتوں کو بھی حیرانی اور نادانی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں پس بسبب نہ سمجھنے کے انکار کرنا آیتوں کا کفر ہے اور تاویل کرنی اس کی جہل مرکب۔

ف۔ یعنی انکار کر بیٹھنا اس طرح پر کہ خدا کے لئے نہ ید ہے اور نہ وجہ اور نہ استوار اور احاطہ بلکہ مراد ید سے قدرت ہے اور مراد وجہ سے ذات اور مراد استوار سے استیلا اور مراد احاطہ سے احاطۂ علمی نہ احاطۂ ذاتی پس اس طرح کا انکار کرنا کفر ہے اور اس پر تاویل کرکے مراد اپنی طرف سے مقرر کر لینا بڑی نادانی ہے۔ **بیت**

دور بینانِ بارگاہ الست ۔۔۔ غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست

اور ایک قسم دوسری قرب اور معیت حق تعالیٰ کی ہے کہ پہلی قسم کے ساتھ شرکت اس کے سوا اور
کچھ سا جھا نہیں اور یہ دوسری قسم خاص بندوں کو نصیب ہے۔ اعنی فرشتے اور انبیاء اور اولیاء کو
اور عوام مومن بھی اس قسم قرب سے بے نصیب نہیں اور یہ قرب مرتبے بے نہایت رکھتا ہے۔ اس
کے ٹھہرنے کی کوئی حد مقرر نہیں چنانچہ حضرت مولوی روم فرماتے ہیں۔ بیت

اے برادر بے نہایت در گہیست — ہرچہ بروی میرسی بروی مایست

خواہ بھلائی خواہ برائی جو ظاہر میں آوے خواہ کفر خواہ ایمان خواہ فرمانبرداری خواہ نافرمانی جو بندے
سے ظاہر ہووے سب حق تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ ہے پر حق تعالیٰ کفر اور نافرمانی سے راضی نہیں
بلکہ ان پر عذاب مقرر رکھا اور تابعداری اور ایمان لانے پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا
کا ارادہ اور رضامندی ایک چیز ہے بلکہ ارادہ اور چیز ہے اور رضامندی اور چیز ہے۔

نعت رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اور ہزار ہزار درود بے شمار تصدق اوپر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے کہ اگر وے لوگ بھیجے نہ
جاتے تو کوئی شخص راہ ہدایت کی نہ دیکھتا اور دین کے علموں میں نہ پہونچتا سارے انبیاءؑ برحق ہیں اوّل
ان کے آدم علیہ السّلام ہیں اور آخر ان کے اور بہتر ان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معراج پیغمبر علیہ السّلام کی
اور ان کا تشریف لے جانا رات کو مکہ شریف سے بیت المقدس کی مسجد میں اور وہاں سے ساتویں آسمان
پر اور سدرۃ المنتہیٰ پر جانا حق ہے اور کتابیں آسمانی جو نبیوں پر اتری ہیں توریت حضرت موسیٰؑ پر
اور انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اور زبور حضرت داؤدؑ پر اور قرآن حضرت محمد مصطفیٰؐ پر اور صحائف حضرت ابراہیمؑ پر
اور ان کے غیروں پر علیہم الصّلوٰۃ والسّلام تمام حق ہیں سارے انبیاءؑ اور خدا کی ساری کتابوں پر ایمان
چاہیے لانا لیکن ایمان لانے میں نبیوں اور کتابوں کی گنتی کا لحاظ نہ چاہیے رکھنا کس واسطے کہ گنتی انبیاء
اور کتابوں کی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہوئی اور تمام انبیاءؑ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہیں اور جو
امور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہوویں ان پر ایمان چاہیے لانا اور چاہیے
ایمان لانا اس بات پر کہ بیشک فرشتے بندے خدا کے ہیں اور پاک ہیں گناہوں سے اور نہ مرد ہیں
نہ عورت اور نہ محتاج طرف کھانے پینے کے نگاہ رکھنے والے وحی کے ہیں اور اٹھانے والے عرش
کے اور جس کام پر حکم کیے گئے ہیں اُسی پر قائم ہیں اور انبیاء اور فرشتے باوجود اس کے کہ ساری مخلوق
سے بہتر ہیں اور مقرب درگاہ الٰہی کے لیکن وہ سب خود اپنی ذات سے کچھ علم اور قدرت نہیں رکھتے ہیں

بلکہ اس مقدمہ میں جیسے اور مخلوق ہیں ویسے وہ ہیں ہاں مگر جس قدر علم اور قدرت خدا نے اُن کو دیا اس قدر
جانتے ہیں اور اس قدر کا اختیار رکھتے ہیں اور وہ لوگ خدا کی ذات اور صفات پر ایمان رکھتے ہیں مانند
سارے مسلمانوں کے اور خدا کی کنہ معلوم کرنے کے باب میں عاجزی اور قصور کے قائل ہیں اور بندگی کے
حقوق بجالانے میں بقدر طاقت کے کوشش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس بندگی پر ان کو جو توفیق
دی اس کے شکر گذار ہیں خدا کے خاص بندوں کو خدا کی صفتوں میں شریک ٹھہرانا اُن کو اس کی بندگی میں
شریک جاننا کفر ہے جس طرح اور کفار نبیوں کے انکار سے کافر ہوئے اسی طرح نصاریٰ حضرت
عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئے اور عرب کے مشرکوں نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا اور علم غیب
کا جاننا ان پر مسلم رکھا وہ بھی کافر ہوئے اور فرشتوں کو خدا کی صفتوں میں نہ چاہیے شریک کرنا اور غیر
انبیا کو یعنی شل وں وغیرہ کو انبیار کی صفات میں شریک نہ چاہیے کرنا اور عصمت انبیار اور فرشتوں
کے سوا اوروں کے لئے ثابت نہ چاہیے کرنا خواہ وہ صحابہ ہوویں خواہ اہل بیت خواہ اولیا اور تابعداری
نبیوں کے قول اور فعل کی چاہیے کرنا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی خبر دی اس پر ایمان چاہیے
لانا اور جو فرمایا اس پر عمل چاہیے کرنا اور جس چیز سے منع کیا اس سے باز چاہیے رہنا اور جس شخص کی بات
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل سے سر کے بال برابر خلاف ہو اُس کو ترک چاہیے کرنا اور پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ منکر اور نکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے اور عذاب قبر حق ہے خاص کر کافروں
کو اور بعض مسلمان گنہگاروں کو بھی ہوتا ہے اور بعد موت کے قیامت کے دن اُٹھنا حق ہے اور صور کا
پھونکنا مارنے اور جلانے کے لیے حق ہے اور اول صور میں پھٹ جانا آسمانوں کا اور گر پڑنا ستاروں
کا اڑنا پہاڑوں کا اور فنا ہونا زمین کا اور دوسرے صور میں نکل آنا مُردوں کا قبروں سے اور پھر پیدا ہونا
عالم کا بعد فنا کے حق ہے اور حساب دن قیامت کا اور گواہی دینی اعضا کی اور تولنا عملوں کا ترازوں
میں اور رکھنا پل صراط کا دوزخ کی پیٹھ پر کہ تلوار سے تیز زیادہ اور بال سے باریک زیادہ ہے حق ہے
اور اس پل صراط پر بعض مانند بجلی اور بعض مانند گھوڑے تیز رو کے اور بعض آہستہ چلے جائیں گے
اور بعض کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور شفاعت انبیاء اور نیک آدمیوں کی حق ہے اور حوض کوثر
حق ہے پانی اس کا سفید زیادہ دودھ سے اور میٹھا زیادہ شہد سے ہے اور اس کے پاس کوزے ہوویں
گے مانند ستاروں کے جو شخص اُس سے ایک بار پی ویگا اس کے بعد پیاسا نہ ہوویگا اور حق تعالیٰ
غفار ہے اگر چاہے گناہ کبیرہ کو بغیر توبہ بخش دیوے اور اگر چاہے صغیرہ پر عذاب کرے اور جو شخص صدق
دل سے توبہ کرتا ہے گناہ اس کا حق تعالیٰ موافق وعدے کے بیشک بخش دیتا ہے اور کفار ہمیشہ دوزخ

کے عذاب میں رہیں گے اور گنہگار مسلمان اگر دوزخ میں پڑیں گے تو آخرکار خواہ جلدی خواہ دیر سے بیشک نکلیں گے اور بہشت میں داخل ہو ویں گے اور بعد اس کے بہشت میں ہمیشہ رہیں گے اور مسلمان گناہ کبیرہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور نہ ایمان سے باہر ہوتا ہے اور جو اقسام دوزخ کے عذاب کے ہیں یعنی سانپ اور بچھو اور زنجیریں اور طوق اور آگ اور گرم پانی اور کانٹے اور پیپ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عذابوں کا ذکر فرمایا اور قرآن ان پر ناطق ہے سب حق ہیں اور جو اقسام بہشت کی نعمتوں کے ہیں یعنی کھانا پینا اور حوریں اور مکانات مصفا اور غیر ان کے یہ بھی حق ہیں اور بہشت کی نعمتوں میں سب سے عمدہ نعمت خدا کا دیدار ہے کہ سارے مسلمان حق تعالیٰ کو بہشت میں بغیر حجاب کے دیکھیں گے لاکن نہ کوئی کیفیت اور نہ کوئی مثال ہوگی۔

ف ۔ تحقیق اس کی یوں ہے کہ دنیا میں جب ہم کوئی چیز دیکھتے ہیں تو اس کے ساتھ دوسری چیز بھی دکھائی دیتی ہے اس سبب سے مقابلہ اور طرف اور دوسرے خصوصیات عقل کی نظر میں یہ سارے لحاظ ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے دیکھنے میں سب چیزیں محو ہوجائیں گی اور حق تعالیٰ کے ساتھ دوسری کوئی چیز اصلا دکھائی نہ دیگی اس سبب سے لحاظ جہت اور مقابلہ اور دوسرے خصوصیات کا عقل کی نظر سے ساقط ہوگا یہ خلاصہ ہے تقریر تفسیر عزیزیہ کا۔

بیان ایمان ایمان عبارت ہے تصدیق کرنا دل سے رغبت کے ساتھ اور اقرار زبان کے ساتھ لاکن اقرار زبانی ضرورت کے وقت ساقط ہوجاتا ہے۔

ف ۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ دل کے سچے اعتقاد سے رسول اور احکام شرع کو حق جاننا اور ان احکام پر رغبت کرنا اور زبان سے بھی اقرار کرنا اس کا نام ایمان ہے اور جو فقط اقرار زبانی ہو اور تصدیق قلبی نہ ہو تو اس کو ایمان نہیں کہتے ہیں اور جو دل میں یقین ہو اور زبانی اقرار موقوف ہو ضرورت کے لیئے تو اس کو ایمان کہتے ہیں مثلاً کسی شخص کو کافر زور سے کلمہ کفر کا کہلاوے اور وہ نہ کہے تو یقیناً مارا جائے تو اس صورت ناچاری میں اگر اقرار زبانی موقوف ہوجائے تو بھی ایمان باقی رہے گا اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب عادل تھے کوئی فاسق نہ تھا اگر کسی سے کبھی کوئی گناہ ظاہر ہوا پس وہ تائب ہوا اور بخشا گیا اور بہت آیتیں قرآن کی اور بہت حدیثیں صحابیوں کی تعریف سے پر ہیں اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ وہ سب آپس میں پیار اور ملاپ رکھتے تھے اور کافروں کے مقابلہ اور ان کی سزا دینے پر بڑے سخت تھے جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صحابہ آپس میں بغض اور دشمنی رکھتے تھے وہ شخص قرآن کا منکر ہے اور جو شخص ان کے ساتھ بغض

اور خفگی رکھتا ہے قرآن میں اُس کو کافر کہنا آتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تاکہ دوزخ میں ڈالے بسبب ان کے کافروں کو صحابہؓ یاد رکھنے والے قرآن کے اور روایت کرنے والے قرآن کے تھے پس جو شخص منکر صحابہ کا ہوگا اس کو قرآن اور قرآن کے سوا ایمان کی اور متواترات خبروں پر ایمان لانا ممکن نہ ہوگا۔

ف۔ وجہ ممکن نہ ہونے کی یہ ہے کہ قرآن کے سوا جو چیزیں ایمان کی ہیں یہ ساری ہم سب لوگوں کو صحابیوں کے وسیلے سے پہونچیں پس اگر اس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ فاسق یا فاجر کہا تو روایات اُن کی اس کے نزدیک ہرگز قابل سند کے نہ ہونگی جب روایات ان کی قابل سند کے نہ ہوئیں تو قرآن کا اترنا رسول علیہ السلام پر اور اس کا برحق ہونا کس طرح پر ثابت ہوگا اور اجماع صحابہؓ اور آیتوں سے ثابت ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سارے اصحاب سے افضل ہیں بعد ان کے عمر رضی اللہ عنہ اور سارے اصحاب نے ابوبکرؓ کو افضل جان کر اُن کی خلافت پر بیعت کی اور ابوبکرؓ کے حکم سے عمرؓ کی خلافت پر بیعت کی اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ کی افضلیت پر اجماع ہوا اور عمرؓ کے بعد تین دن صحابہؓ نے آپس میں مشورہ کیا پھر عثمانؓ کو افضل جان کر ان کی خلافت پر اجماع کیا اور بیعت کی اور عثمانؓ کے پیچھے تمام صحابہ مہاجرین اور انصار نے جو مدینہ میں تھے سب نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بیعت کی جس نے علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ قضیہ کیا وہ خطا پر تھا لاکن بدگمانی کسی صحابہ پر نہ چاہیئے کرنی اور ان کی آپس کی لڑائی قضیے کو نیک محل پر قیاس چاہیئے کرنا اور ہر ایک صحابہ کے ساتھ اعتقاد اور محبت چاہیئے رکھنی یہی عقیدہ اہل حق کا ہے یعنی اہل سنت اور جماعت کا۔

فصل در اہتمام نماز۔ نماز کی کوشش کرنے کا بیان

اوّل عقیدہ درست کرنا چاہیئے عقیدہ درست کرنے کے بعد بدنی عبادتوں میں سب سے عمدہ عبادت نماز ہے۔ صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیوند درمیان بندۂ مومن اور درمیان کفر کے ترک نماز ہے یعنی ترک نماز کفر میں پہونچاتا ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی بریدہؓ سے اور بریدہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عہد درمیان ہمارے اور درمیان آدمی کے نماز ہے جو شخص نماز ترک کریگا کافر ہوگا اور ابن ماجہ نے ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا ابی الدرداءؓ نے کہ وصیت کی مجھکو میرے دوست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ شرک خدا کے ساتھ نہ کر تو اگرچہ مارا جائے یا جلایا جائے تو اور نافرمانی باپ کی نہ کر تو اگرچہ حکم کریں تجھ کو کہ الگ ہو جا اپنی عورت سے اور مال اولاد اور مال سے نماز فرض قصداً ترک مت کر کہ جو شخص نماز فرض قصداً ترک کرتا ہے ذمہ خدا کا اُس سے چھوٹ جاتا ہے۔

ف۔ یعنی کسی حال پر حق تعالیٰ اس کی حمایت نہیں کرتا ہے اور احمد اور دارمی اور بیہقی نے روایت کی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اور عمرو نے آں سرور علیہ السلام سے کہ جو شخص نماز پر محافظت کرے گا اُس کو نور اور حجت اور خلاصی ہوگی دن قیامت کے اور جو محافظت نہ کرے گا اس کو نہ نور اور دلیل نہ خلاصی ہوگی اور ہو دیگا وہ شخص فرعون اور ہامان اور قارون اور اُبی بن خلف کے ساتھ اور ترمذی نے عبداللہ بن شقیقؒ سے روایت کی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی چیز کو نہ جانتے تھے کہ اس کا چھوڑنا سبب کفر کا ہووے مگر نماز کو یعنی نماز چھوڑنے سے جانتے تھے کہ ترک کرنے والا اس کا کافر ہوا بسبب ان حدیثوں کے امام احمد حنبلؒ قصداً ایک نماز ترک کرنے والے کو کافر جانتے ہیں اور امام شافعیؒ اس کو حکم قتل کا کرتے ہیں نہ حکم کفر کا اور نزدیک امام اعظمؒ کے اس شخص کو ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے جب تک توبہ نہ کرے واللہ اعلم پس چاہیے جاننا کہ نماز کے لیے شرائط اور ارکان ہیں چنانچہ عنقریب ذکر کیے جائیں گے اور نماز کے شرائط میں سے ہے پاک کرنا بدن کا نجاست حقیقی اور حکمی سے اور پاک کرنا مکان اور کپڑے کا پس چاہیے کہ پہلے مسائل طہارت کے سیکھیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا کریں۔

کتاب الطہارۃ

اس میں دس۱۰ فصلیں ہیں

فصل پہلی۔ وضو کا بیان

جان لو کہ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں پہلے۱ دھونا منہ کا ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں تک دوسرے۲ دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنی سمیت تیسرے۳ مسح کرنا چوتھائی سر کا چوتھے۴ دھونا دونوں پاؤں کا ٹخنے سمیت اگر داڑھی گھنی ہووے تو پہونچانا پانی کا داڑھی کے بالوں کے نیچے ضرور نہیں اگر ان چار اعضا سے ناخن کے برابر بھی سوکھا رہ جائے تو وضو درست نہ ہوگا اور نزدیک امام مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نیت اور ترتیب بھی وضو میں فرض ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے ایک عضو سوکھنے کے قبل دوسرے کا دھونا بھی فرض ہے اور نزدیک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بسم اللہ کہنی اور پانی منہ اور ناک میں ڈالنا بھی فرض ہے اور احمد اور مالکؒ کے نزدیک تمام سر کا مسح کرنا بھی فرض ہے پس احتیاط وہ ہے کہ یہ سب افعال ادا کئے جائیں اور یہ سب افعال نزدیک امام اعظمؒ کے سنت ہیں۔

مسئلہ۔ سنت وضو میں یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ پہونچوں تک تین۳ بار دھووے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین۳ بار پانی منہ میں ڈالے اور مسواک کرے اور تین۳ بار پانی ناک میں ڈالے اور ناک جھاڑے اور تین۳ بار تمام منہ دھووے اور تین تین۳ بار دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھووے اور مسح تمام سر کا ایک مرتبہ کرے اور دونوں کانوں کو بھی سر کے ساتھ مسح کرے اس کے لئے نیا پانی لینا شرط نہیں اور اگر پاؤں میں موزہ ہووے اور پورے وضو کے بعد موزہ پہنا گیا ہے تو مقیم کو چاہیے کہ حدث کے وقت سے ایک رات اور ایک دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالے اس موزہ پر مسح کرتا رہے اور مسافر کو چاہیے کہ حدث کے وقت سے تین رات اور تین دن تک موزہ پاؤں سے نہ نکالے اور

مسح موزہ پر کرتا رہے۔

ف۔ حدث کے وقت سے مسح کی مدت مقرر کرنے کی مثال یوں ہے کہ ایک مقیم نے مثلاً فجر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور اس کا وضو اس دن کی مغرب تک رہا جب مغرب کی نماز پڑھ چکا تب وضو ٹوٹا تو اُس مقیم کے مسح کی مدت اس مغرب سے لے کر دوسرے دن کی مغرب تک شمار ہے اور جو صبح کا وضو کر کے موزہ پہنا تھا اور اسی وضو سے اس دن کی مغرب پڑھی تھی تو اس کا حساب نہ ہوگا اور اگر موزہ پھٹا ہوا ہے اس طرح پر کہ چلنے میں تین انگلی کے برابر پاؤں ظاہر ہوتا ہے تو مسح کرنا اس موزے پر درست نہ ہوگا اگر ایک شخص باوضو ہے اس نے ایک موزے کو پاؤں سے اس حد تک نکالا کہ اکثر حصہ قدم کا اپنی جگہ سے موزے کی پنڈلی میں آیا یا موزے کے مسح کی مدت تمام ہوئی تو ان دونوں صورتوں میں موزے نکال کر دونوں پاؤں کو دھوئے اور دوہرانا تمام وضو کا ضرور نہیں مگر نزدیک مالکؒ کے اعادہ وضو کا ضرور ہے اور ہاتھ کی تین انگلی کے برابر موزے کا مسح کرنا فرض ہے پاؤں کی پیٹھ پر اور سنت مسح میں یہ ہے کہ پانچوں انگلیاں ہاتھ کی پانچوں پاؤں کی انگلیوں کے شروع سے پنڈلی تک کھینچے اور یہ نزدیک امام احمد کے فرض ہے اور اس میں احتیاط ہے اور پورے وضو کے بعد یہ دعا پڑھے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ کسی کی بندگی نہیں سوا اللہ کے کہ وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندے اس کے ہیں اور رسول اس کے بار خدایا کر دے تو مجھکو توبہ کرنے والوں میں اور کر دے تو مجھکو پاک لوگوں میں پاکی بولتا ہوں میں تیری اے اللہ اور مشغول ہوں تیری تعریف میں اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف۔ اور دو رکعت نماز پڑھے تحیۃ الوضو کی۔

فصل دوسری وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

جو چیز آگے یا پیچھے کی راہ سے نکل آوے وہ چیز وضو توڑنے والی ہے اور نجاست سائلہ مثل لہو یا پیپ کے بدن سے نکل کے اس مکان تک بہے کہ جس کا دھونا غسل یا وضو میں لازم ہوتا ہے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔

ف جان تو کہ نجاست کا بدن کے اندر سے نکل جانے کے بعد اس کا بہنا بھی شرط ہے اس
لئے کہ اگر نجاست بدن سے نکلے اور نہ بہے تو اس صورت میں وہ نجاست وضو نہ توڑے گی مثلاً لہو
کہ زخم کے سرے پر آ گیا اور نہ بہا تو یہ لہو وضو نہ توڑے گا اور دوسری شرط اس میں یہ ہے کہ بہنا اس
نجاست کا ایسے مکان پر پہنچ وے کہ جس کا دھونا فرض ہوتا ہے خواہ غسل کی حالت میں خواہ وضو کی
حالت میں تب وضو توڑنے والی ہوگی اور اگر نجاست بدن سے نکل کر بہے لاکن اس مکان پر نہ پہنچے
کہ جس کا دھونا فرض ہوتا ہے غسل یا وضو میں بلکہ اس مکان پر پہنچے کہ جس کا دھونا فرض نہیں
ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی وہ نجاست باہر آنے والی وضو نہ توڑے گی مثلاً آنکھ میں خون نکل
آیا لاکن آنکھ کے باہر نہ بہا تو اس خون کے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اس لیے کہ اندر آنکھ کے دھونا
نہ غسل میں فرض ہے نہ وضو میں اور قے منہ بھر کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے خواہ وہ قے کھانا ہو
خواہ پت خواہ لہو جما ہوا سوا بلغم کے اور نزدیک ابو یوسفؒ کے اگر بلغم پیٹ سے منہ بھر کر نکلے تو وضو
ٹوٹ جاوے اور اگر لہو تھوک سمیت نکل آوے اور تھوک کا رنگ سرخ کر دیوے تو وہ لہو وضو توڑ
گا اور اگر تھوک کا رنگ زرد کر دیوے تو نہ توڑے گا اور اگر تھوڑی تھوڑی قے کئی بار کی پس اگر
ایک متلی کے سبب سے کی ہے تو ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ قے جمع کی جاوے۔

ف۔ اگر جمع کرنے کے بعد منہ بھر ہے تو اس سے وضو ٹوٹے گا اور اگر اس قدر نہیں تو نہ
ٹوٹے گا اور نزدیک امام محمدؒ کے یہ ہے کہ اگر مجلس متحد ہے یعنی ایک مجلس ہے تو وہ قے جمع کیا جائے

ف یعنی نزدیک امام محمدؒ کے اتحاد مجلس کا معتبر ہے نہ اتحاد سبب کا پس اگر ایک مجلس میں
چند بار قے کی ہے تو اس کو بعد جمع کرنے کے دیکھا جائے کہ اگر وہ منہ بھر ہے تو وضو ٹوٹ جائے
گا اور اگر اس قدر نہیں تو نہ ٹوٹے گا اور نیند خواہ چت سو جاوے خواہ کروٹ پر خواہ تکیہ لگا کر کسی
چیز پر اس طرح پر کہ اگر تکیہ نکالا جاوے تو گر پڑے اور سو جانا کھڑے یا بیٹھے بغیر تکیے کے رکوع
یا سجدے میں ناقض وضو کا نہیں لاکن رکوع اور سجدہ سنت کے طور پر ہونا شرط ہے۔

ف۔ یعنی اس میں پیٹ ران سے دور رہے اور دونوں بازو زمین سے دور رہیں اور اگر ایسا
نہ ہووے بلکہ اس کے برعکس ہووے تو رکوع اور سجدے میں سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور
بالغ نمازی کے قہقہے کی ہنسی وضو توڑ دیتی ہے رکوع اور سجدے والی نماز میں اور دیوانگی اور بیہوشی
اور مستی سے بہرحال میں وضو ٹوٹتا ہے یعنی حالت نماز میں بھی اور اس کے غیر میں بھی اور مباشرت
فاحشہ وضو توڑتی ہے۔

ف۔ مباشرت فاحشہ اس کو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں ننگے ہوویں اور ایک کا بدن دوسرے
کے بدن سے لگ جاوے پر دخول نہ ہووے اور عضو مخصوص یا کسی عورت کو ہاتھ لگانے سے نزدیک
امام اعظمؒ کے وضو نہیں ٹوٹتا اور نزدیک دوسرے اماموں کے ٹوٹتا ہے اور اونٹ کے گوشت کھانے
سے نزدیک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وضو ٹوٹتا ہے اور بچنا ان سب سے بہتر ہے۔

فصل تیسری غسل کا بیان

فرض غسل میں تین ہیں۔ ایک تو بدن کا دھونا اور دوسرا غرغرہ کرنا تیسرا ناک میں پانی ڈالنا
اور سنت غسل میں یہ ہے کہ اوّل ہاتھ دھوئے بعد اس کے وضو کرے لیکن اگر پانی جمع ہونے کی جگہ
میں نہاوے تو پاؤں بعد نہانے کے دھو لیوے اور تین بار سارے بدن کو دھووے اور عورت پر
فرض ہے پانی پہونچانا گندھے ہوئے بالوں کی جڑ میں اور کھولنا[1] بالوں کا ضرور نہیں اور اگر مرد کے سر پر
بال ہوویں تو کھولنا ان کا اور سر سے جڑ تک دھونا ان کا فرض ہے۔

فصل چوتھی غسل واجب کرنیوالی چیزوں کا بیان

تین چیزیں غسل واجب کرنے والی ہیں۔ ایک ان میں سے وطی ہے واجب کرتی ہے غسل فاعل
اور مفعول پر خواہ قبل[2] میں ہو خواہ دُبر میں اگرچہ منی نہ نکلے دوسری ان میں سے نکلنا منی کا کود کر شہوت
کے ساتھ جاگتے میں وہ نکلے خواہ نیند میں اور خواب دیکھنے سے غسل واجب نہیں ہوتا بغیر انزال کے
اور اگر منی شہوت کے ساتھ کود کر خارج ہووے تو غسل واجب ہوگا لاکن منی جس وقت اپنے مکان
سے جدا ہووے اس وقت شہوت ہونا شرط ہے پس اگر منی اپنے مکان سے شہوت کے ساتھ جدا ہوئی
اور اس نے سر ذکر کو پکڑ لیا شہوت رک گئی بعد چھوڑنے کے نکل پڑی تو اس صورت میں بھی غسل واجب
ہوگا اور اگر بدون شہوت کے منی اپنے مکان سے جدا ہووے اور نکل پڑے تو امام اعظمؒ کے نزدیک
غسل واجب نہ ہوگا تیسری ان میں سے حیض اور نفاس ہے جب موقوف ہوں یہ دونوں تب
غسل واجب ہووے۔

---

[1] اور جو بال کھلے ہوں تو تمام بالوں کا دھونا فرض ہے۔
[2] قبل مقام پیشاب عورت کا اور دُبر مقام پاخانہ۔

مسئلہ۔ کمتر مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت اس کی دس دن پس اس مدت کے اندر جس رنگ کا لہو ہو خالص سپید کے سوا وہ لہو حیض کا ہے اور اکثر مدت نفاس کی چالیس روز ہے اور اس کی کمتر مدت نہیں پس اس چالیس روز کے درمیان جس رنگ کا لہو ہوگا سوا خالص سپید کے وہ لہو نفاس میں شمار ہوگا اور حیض کے دنوں میں جو خون تین دن سے کم ہو یا دس دن سے زیادہ خون حیض کا نہیں بلکہ بیماری ہے نماز اور روزہ کا مانع نہیں ہوتا اور اسی طرح حالت نفاس میں جو خون چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی ان دونوں کو مانع نہیں ہونے کا اور اگر کسی عورت کو اپنی عادت سے زیادہ ہو جاوے تو دس روز تک مرض نہ کہا جاوے گا اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو جتنے دن زیادہ عادت سے بڑھیں گے سوا تنے دن مرض کے ہیں اور جو عادت تھی سو قائم رہے گی۔

ف۔ مثلاً کسی عورت کو عادت حیض کی چھ روز تھی اس نے خلاف عادت کے دس دن تک لہو دیکھا اس صورت میں عادت سے بڑھ کر جو چار دن لہو دیکھا وہ بھی گنتی میں حیض کے ہوئے اور اگر مثلاً تیرہ دن لہو دیکھا تو اس صورت میں عادت کے بعد جو سات دن بڑھے وہ استحاضے میں شمار ہوں گے نہ حیض میں اور عادت جو اس کی تھی سو قائم رہی اور یا د ل حیض والی کہ جو لہو دس دن سے سوا ہوا وہ بیماری کہلاوے گی۔

ف۔ مثلاً ایک نو رس کی عورت نے پہلی بار چودہ روز تک لہو دیکھا پس دس دن حیض کے ٹھہرے اور چار دن استحاضے کے اور طہر کی مدت پندرہ دن سے کم نہیں ہوتی اور جو طہر اس سے کم ہو اور وہ طہر حیض کے اندر پایا جائے تو وہ بھی حیض میں گنا جائے گا نہ طہر میں۔

ف۔ مثلاً کسی عورت کو ہر چاند میں حیض کی عادت دس دن کی تھی جب اس کی عادت آپہونچی تب اس نے ایک دن خون دیکھا بعد اس کے آٹھ دن تک پاک رہی پھر دسویں دن لہو دیکھا اس صورت میں اجو بیچ میں آٹھ دن پاک رہی وہ حیض میں شمار ہوں گے اس لئے کہ طہر متخلل کم ہے پندرہ دن سے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس عورت نے ایک دن خون دیکھا بعد اس کے چودہ روز پاک رہی پھر پندرھویں دن خون دیکھا تو اس صورت میں اول کے دس دن حیض میں شمار ہوں گے اور آخر کے چھ روز پاکی میں یہ دونوں صورتیں موافق مذہب امام ابو یوسفؒ کے ہیں اور اکثر علماء کا فتویٰ اسی پہ ہے حیض اور نفاس میں نماز معاف ہو جاتی ہے اور روزے کو بھی وہ دونوں مانع ہوتے ہیں پہ روزے کا قضا کرنا ہوتا ہے اور وطی حیض اور نفاس میں حرام ہے نہ استحاضہ میں اور حیض اگر دس دن کے آگے موقوف ہو جاوے تو عورت کے نہائے بدون وطی درست نہ ہوگی مگر

اس صورت میں درست ہوگی کہ بعد موقوف ہونے حیض کے[1] وقت ایک نماز کا گذر جائے اور دس دن گزرنے کے بعد جب موقوف ہو تو بغیر غسل کے بھی وطی درست ہے اور اکثر اماموں کے نزدیک اس صورت میں بھی بغیر غسل کے وطی درست نہیں۔

مسئلہ۔ بے وضو کے قرآن چھونا درست نہیں اور بغیر ہاتھ لگائے پڑھنا درست ہے اور ناپاک[2] اور حیض اور نفاس والی کو نہ چھونا درست ہے اور نہ پڑھنا اور ان کو مسجد میں جانا اور کعبہ کا طواف کرنا بھی درست نہیں۔

فصل پانچویں نجاسات کا بیان

پیشاب جانور ماکول اللحم اور گھوڑے کا اور بیٹ چڑیوں غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے جو چوتھائی کپڑے سے کم میں بھر جاوے تو معاف ہے نماز اس کپڑے پر جائز ہوگی لاکن اگر تھوڑے پانی میں گرے گی تو پانی پلید کردے گی اور بیٹ حلال چڑیا ماکول اللحم کا پاک ہے سوائے مرغ اور بط کے۔

ف۔ ماکول اللحم کہتے ہیں ان جانوروں کو جن کا گوشت حلال ہے اور غیر ماکول اللحم اُن کو کہتے ہیں کہ جن کا گوشت حرام ہے۔ آدمی کا پیشاب اگرچہ طفل ہو اور گدہے اور تمام حیوان غیر ماکول کا پیشاب اور گو آدمی کا اور گوبر لید وغیرہ چارپایوں کا نجاست غلیظہ ہے اور جانور کا بہنے والا لہو بھی نجاست غلیظہ ہے اور شراب اور منی بھی اور نجاست غلیظہ دو قسم کی ہے ایک پتلی دوسری گاڑھی پتلی میں روپے کے مقدار ہتھیلی کے غار برابر گاڑھی میں ساڑھے چار ماشے کے اندازمعاف ہے لاکن تھوڑے پانی کو اس قدر بھی ناپاک کرتی ہے اور جھوٹا آدمی اور گھوڑے اور جانور ماکول کا اور پسینا ان سب کا اور پسینا گدھے اور خچر کا پاک ہے اور جھوٹا بلی اور چوہے اور گھر میں رہنے والے جانوروں کا اور پنجہ گیر چڑیوں کا مکروہ ہے اور جھوٹا کتے اور سؤر اور پھاڑنے والے چوپائے اور سوا ان کے اور حرام گوشت والے جانوروں کا نجس ہے اور پیشاب کی چھینٹیں اگر سوئی کے سر[3] کے مانند پڑجاویں تو معاف ہیں۔

---

[1] اور غسل کرنے کے لئے ۱۲۔

[2] جس کو غسل کرنا واجب ہے ۱۲۔

[3] جو نظر نہ آویں ۱۲۔

فصل چھٹی نجاست حکمی سے پاکی حاصل کرنے کا بیان

جان تو کہ نجاست حکمی سے پاکی حاصل نہیں ہوتی ہے مگر پانی سے خواہ وہ پانی مینہ سے اُترا ہو یا زمین سے نکلا ہو مانند پانی دریا اور کنوئیں اور چشمے کے مطلب یہ ہے کہ درخت اور پھل کے پانی سے جیسے پانی تربوز یا کیلے کا اس سے پاکی حاصل نہیں ہوتی اور اگر پانی میں کوئی پاک چیز گر جائے مانند مٹی اور صابون اور زعفران کے تو وضو اس سے درست ہے مگر جب اس پانی کو گاڑھا کر دے یا جز اُس کا پانی کے برابر یا پانی سے زیادہ مل جائے چنانچہ آدھ سیر گلاب آدھ سیر پانی میں مل گیا یا پانی کا نام باقی نہ رہا مثلاً نام اس کا شوربا یا سرکہ یا گلاب وغیرہ ہو گیا تو ان صورتوں میں وضو اور غسل اُس پانی سے بالاتفاق جائز نہ ہوگا اور نجس کپڑے وغیرہ کا اُس سے دھونا جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اور نزدیک امام شافعیؒ اور محمدؒ اور غیر ان دونوں کے جائز نہیں ۔

فصل ساتویں نجاست حقیقی سے پاکی حاصل کرنیکا بیان

جرمنی گاڑھی خشک کپڑے پر لگ جاوے تو کھرچنے سے کپڑا پاک ہوتا ہے اور تلوار وغیرہ مسح[1] کرنے سے پاک ہوتی ہے اور نجس زمین اگر خشک ہو جائے اور اثر نجاست کا اُس سے اٹھ جائے تو نماز اس پر درست ہو جائے گی نہ تیمم اور یہی حکم ہے اینٹ کے فرش کا اور درخت اور دیوار اور گھاس تر کھڑی ہوئی کا۔

ف ۔ یعنی یہ چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں جب نجاست خشک ہو کر اثر سمیت جاتی رہے اور کاٹی ہوئی گھاس بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوتی ہے اور جس چیز میں نجاست نظر آتی ہو اُس نجاست کا جسم دھو جانے سے وہ چیز نزدیک امام اعظمؒ کے پاک ہو جاتی ہے اور نزدیک بعض کے نجس کے جسم دور ہونے کے بعد اُس چیز کو تین دفعہ چاہیے دھونا اور ہر بار چاہیے نچوڑنا اگر ہو سکے اور نہ ہو سکے تو چاہیے خشک کرنا قطرے کے ٹپکنے تک اور نجاست غیر دکھائی دینے والی کو تین بار سے سات بار تک چاہیے دھونا اور ہر بار چاہیے نچوڑنا اور گوبر اگر جل کر راکھ ہو نزدیک امام محمدؒ کے پاک ہو جاتا ہے نہ نزدیک ابی یوسفؒ کے اگر گدھا نمک کی کان میں گرا اور نمک ہو گیا تو نزدیک امام محمدؒ کے پاک ہوتا ہے اور کھال

---

[1] یعنی پونچھنے سے ۱۲۔

مُردار کی کھال دباغت سے پاک ہوتی ہے۔

فصل آٹھویں پانی جاری اور پانی کثیر کا بیان

ان دونوں پانی میں نجاست پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے اور وہ پانی نجاست غیر مرئی پر بہنے سے ناپاک ہوتا ہے مگر جس وقت نجاست کا رنگ یا مزہ یا بُو اس میں ظاہر ہو تو نجس ہوگا اور اگر کتا پانی کی نہر میں بیٹھ جائے یا کوئی مردار اس میں گر جائے یا قریب پرنالے کے نجاست پڑی ہو اور مینہ کا پانی اس چھت کے پرنالے سے بہہ رہا ہو ان صورتوں میں اگر پانی سب یا اکثر نجاست کا ملا ہوا بہہ رہا ہے تو نجس ہوگا اور اگر ایسا نہیں تو پاک ہے اور تھوڑا سا پانی تھوڑی سی بھی نجاست گرنے سے پلید ہوتا ہے اور پانی قلتین کا کہ پانچ مشک پانی ہوتا ہے اور ہر مشک مقدار سو رطل کے ہے نزدیک اکثر اماموں کے آب کثیر ہے۔

ف۔ وزن ایک رطل کا چھتیس روپے کے برابر ہوتا ہے دہلی کے سکّے سے چنانچہ صدقۂ فطر کی فصل میں بیان اس کا آویگا پس ایک رطل پر حساب کر لینا چاہیے اور رطلوں کو اور نزدیک امام اعظمؒ کے آب کثیر اس کو کہتے ہیں کہ ایک طرف کے پانی ہلانے سے دوسری طرف کا پانی نہ ہلے اور پچھلے علماء نے اس کا اندازہ کیا کہ جس پانی کا چاروں طرف دس دس گز ہووے وہ آب کثیر ہے۔

فصل نویں کنویں کا بیان

اگر کوئی جانور کنویں میں گر کے مرجائے۔ پس اگر پھول گیا یا ریزہ ریزہ ہوا تو تمام پانی اس کنویں کا نکالنا ضرور ہے اور اگر نہ پھولا اور ریزہ ریزہ ہوا پس اس صورت میں اگر جانور بڑا ہے مثل بلی کے یا اس سے بھی بڑا تو بھی سارا پانی نکالنا چاہیے اور اگر تین جانور اوسط مرتبہ کے گر جائیں جب بھی یہی حکم ہے اور اگر جانور چھوٹا ہے مانند چوہے یا گوریا کے تو بیس ڈول کھینچنا چاہیے تیس تک اور کبوتر اور اس کے مانند کے مرنے سے چالیس ڈول نکالنا واجب ہے ساٹھ تک اور تین گوریا کا ایک کبوتر کا حکم ہے واللہ عالم۔

فصل دسویں تیمم کا بیان

اگر مصلی پانی پر قادر نہ ہووے اس سبب سے کہ پانی ایک کوس کے فرق پر ہے اور کوس چار ہزار قدم

لہ یعنی دھونے سے۔ ؎ کتب معتبرہ فقہ میں بلی کو متوسط جانوروں میں لکھا ہے ۱۲۔

کا یا اس کے پاس پانی موجود ہے لاکن بیماری پیدا ہونے کا یا صحت میں دیر لگنے کا یا مرض کی زیادتی کا خوف ہوتا ہے یا پانی کے گھاٹ پر دشمن یا پھاڑ کھانے والا جانور بیٹھا ہے یا پاس پانی ہے ڈرتا ہے کہ اگر اس پانی سے وضو کرے تو آپ پیاسا رہ جاوے یا کنواں پاس ہے پر ڈول اور رسی میسر نہیں ان سب صورتوں میں اسے جائز ہے کہ وضو اور غسل کے عوض تیمم کرے زمین کی جنس پر خواہ مٹی ہو خواہ بالو خواہ چونا خواہ گچ خواہ پتھر سرخ خواہ سیاہ خواہ مرمر بشرطیکہ یہ چیزیں پاک ہوویں۔ اول نیت تیمم کی کرکے پھر دونوں ہاتھ زمین پر مار کے ایک مرتبہ تمام منہ پر ملے اور پھر زمین پر مار کے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت ملے یہ تینوں چیزیں تیمم میں فرض ہیں اگر ناخن کے برابر بھی ہاتھ یا منہ سے کوئی عضو باقی رہے گا تو تیمم درست نہ ہوگا پس اگر ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو اُسے ہلاوے اور خلال انگلیوں میں کرے اور وقت سے قبل تیمم کر لینا درست ہے اور ایک تیمم سے کئی نمازیں فرض اور نفل پڑھنی بھی جائز ہیں اور جب پانی پر قادر ہوگا تب تیمم اس کا باطل ہوگا اور نماز کے اندر قادر ہوا تو نماز اس کی ٹوٹ گئی اگر کوئی نمازی کہ بدن اور کپڑا اس کا ناپاک ہے اور وہ بیچارہ پانی کے استعمال پر قدرت نہیں رکھتا ہے تو اس کو اس ناپاکی سمیت نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ ستر ڈھانکنے کے قدر کپڑا پاک اُسے میسر نہ ہو۔

مسئلہ۔ اگر وضو کے اعضا میں سے ایک عضو میں مرض ہے اور پانی پہونچانے میں اس عضو پر ضرر ہوتا ہے یا مرض بڑھتا ہے تو اس کو جائز ہے کہ اس عضو پر مسح کرے اور دوسرے اعضا کو دھووے اور اگر وضو کے اعضا میں سے اکثر اعضا میں زخم یا مرض ہو کہ دھونا ان اعضا کا ضرر کرتا ہے تو اس صورت میں تیمم کرے۔

کتاب الصلوٰۃ

اسمیں پندرہ فصلیں ہیں

فصل پہلی نماز کے وقتوں کا بیان

وقت آنے سے نماز فرض ہوتی ہے مسلمان عاقل بالغ پر اور جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو اس پر مسئلہ نماز کا وقت اگر تحریمہ کے قدر باقی رہ جاوے اور اس وقت میں کوئی کافر مسلمان ہو جاوے یا لڑکا بلوغ کو پہونچے یا دیوانہ ہوش میں آوے تو اس پر نماز اس وقت کی فرض ہوگی۔

ف - دوسرے وقت اس نماز کی قضا اس پر لازم ہوگی اور اگر نماز کے اخیر وقت میں عورت کا حیض یا نفاس موقوف ہو تو اس صورت میں اگر اس قدر وقت باقی رہے کہ اس میں نہانا اور تحریمہ کرنا ہو سکتا ہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہوگی اور اگر وقت میں اس قدر وسعت نہیں ہے تو نماز اس وقت کی اس پر فرض نہ ہوگی فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے نکلنے سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب کا کنارہ نظر آنے تک باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت بعد دوپہر کے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جب تک سایہ ہر چیزوں کا برابر ان چیزوں کے ہوتا ہے سایۂ اصلی کے سوا۔

ف - یعنی اس برابر ہونے میں سایۂ اصلی کو حساب میں شمار نہیں کرتے ہیں یہ قول امام ابی یوسفؒ اور امام محمدؒ اور باقی علماء کا ہے۔ اور امام اعظمؒ کی ایک روایت بھی اس قول کے موافق ہے اور دوسری روایت مفتیٰ بہ امام اعظمؒ سے یہ ہے کہ جب تک سایہ ہر چیز کا دو چند اس کے ہووے سوا سایۂ اصلی کے تب تک ظہر کا وقت نمازی کے ہاتھ سے نہ جائے گا اور سایۂ اصلی کہ وہ ڈیڑھ قدم کا ہوتا ساون میں اور اس کے قبل اور بعد ایک ایک قدم بڑھتا جاتا ہے چار تک بعد اس کے دو دو قدم ساتواں حصہ ہوتا ہے ہر چیز کا اور جب وقت ظہر کا تمام ہوتا ہے خواہ اول قول کے موافق خواہ ثانی قول کے موافق تب وقت عصر کا شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی زردی نہ آنے تک کامل وقت رہتا ہے اور بعد اس کے کراہت کا ہے سورج ڈوبنے تک اور اس وقت مکروہ میں اس دن کی عصر ساتھ کراہت تحریمی کے جائز ہے دوسری نماز فرض اور نفل جائز نہیں اور بعد غروب سورج کے مغرب کا وقت آجاتا ہے

سرخی ڈوبنے تک وقت اس کا رہتا ہے نزدیک اکثر علماء کے اور نزدیک امام اعظمؒ کے دو قول ہیں ایک
قول موافق ان ہی اکثر کے ہے اور دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ سپیدی ڈوبنے تک وقت مغرب کا
رہتا ہے اور ستارے ظاہر ہونے کے پیچھے نماز مغرب کی پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے اور مغرب کے وقت
تمام ہونے کے بعد وقت عشا کا شروع ہوتا ہے خواہ اول قول کے بعد خواہ ثانی قول کے بعد آدھی رات
تک رہا کرتا ہے نزدیک جمہور کے اور نزدیک امام اعظمؒ کے صبح صادق کے نکلنے تک رہتا ہے کراہت
تحریمی کے ساتھ اور وقت وتر کا عشاء کے بعد سے صبح صادق کے نکلنے تک رہتا ہے اور دیر کرنی نماز
ظہر کی گرمی میں اور دیر کرنی نماز عشاء کی تہائی رات تک مستحب ہے اور اجالا[1] کرنا فجر کے وقت اس حد
تک کہ قرأت مسنون کے ساتھ نماز اس میں ادا کر سکے اور بعد ادا کرنے کے اگر فساد ظاہر ہووے خواہ وضو
خواہ نماز میں پھر ساتھ قرأت مسنون کے یعنی ساتھ چالیس آیت کے نماز ادا کر سکے یہ مستحب ہے اور دوسری
نمازوں میں نزدیک فقیر کے جلدی کرنی بہت بہتر ہے مگر جس حال میں منتظر جماعت کے لئے ہووے تو
جلدی نہ کرے اور سورج نکلتے وقت اور دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت مطلق نماز منع ہے اور سجدہ
تلاوت کا اور نماز جنازہ کی بھی منع ہے لاکن نماز عصر اس دن کی آفتاب کے ڈوبتے وقت جائز ہے
بشرطیکہ غروب شروع ہونے کے قبل نیت باندھ لی ہو اور جب فجر کا وقت شروع ہو تو اس وقت[2] میں
فجر کی سنت اور نماز قضا کے سوا اور نفلیں پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد عصر اور قبل مغرب کے بھی[3] یہی حکم ہے۔

مسئلہ۔ ادا اور قضا نماز کے واسطے اذان اور تکبیر کہنی سنت ہے اور صفت اذان کی مشہور ہے

ف۔ یعنی اذان کہنے کے وقت منہ طرف قبلے کے کرے اور اپنی دونوں انگلیاں شہادت کی
دونوں کانوں میں رکھے اور جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے منہ داہنی طرف پھیرے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح
کہے تب بائیں طرف اور فجر کے وقت حی علی الفلاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم دو
مرتبہ کہے اور اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کے کہے اور مسافر کو اذان ترک کرنی مکروہ ہے اور جو شخص گھر
میں نماز پڑھتا ہے اذان شہر کی اس کو کفایت ہے۔

فصل دوسری نماز کی شرطوں کا بیان

شرطیں نماز کی چھ ہیں پہلی شرط پاک ہونا بدن نمازی کا نجاست حقیقی اور حکمی سے چنانچہ اوپر گزرا

۱؎ یعنی دیر کرنا ۱۲ ۲؎ یہ سب اوقات ۱۲ ۳؎ یعنی فقط نماز نفل مکروہ ہے ۱۲

چکا بیان ان دونوں کا دوسری شرط پاک ہونا کپڑے کا تیسری شرط پاک ہونا جائے نماز کا چوتھی شرط منہ کرنا قبلے کی طرف پانچویں شرط ستر ڈھانکنا مرد اور لونڈی کو ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک مگر لونڈی کو پیٹھ اور پیٹ کا ڈھانکنا زیادہ ہے مرد سے اور آزاد عورت کو سارا بدن ڈھانکنا فرض ہے منہ اور دونوں ہتھیلی ہاتھ اور پاؤں کے سوا۔

مسئلہ۔ جو اعضا کو ڈھانکنا اُن کا فرض ہے خواہ مرد خواہ عورت کو چوتھائی حصہ اگر ان میں سے کھل جائے تو نماز فاسد ہوتی ہے اور جو بال عورت کے سر کے لٹکتے رہتے ہیں یہ علیحدہ اعضاء میں شمار ہیں ان کی بھی چوتھائی کھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ۔ کتاب نوازل میں لکھا ہے کہ عورت کی آواز بھی ستر میں داخل ہے ابن ہمامؒ نے کہا کہ اس تقریر پر اگر عورت قرآن آواز سے پڑھے گی تو نماز اس کی فاسد ہوگی۔

مسئلہ۔ جس کو ستر ڈھانکنے کے لیے کپڑا میسر نہ ہو تو اس کو بغیر کپڑے کے بھی نماز پڑھنی جائز ہے۔

مسئلہ۔ اگر نمازی کو جہت کعبہ کی معلوم نہ ہو تو جس طرف اس کا دل گواہی دے اسی طرف سوچ کر نماز پڑھ لیوے اور بغیر سوچ کے اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ جو شخص قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے دشمن کے ڈر سے خواہ مرض کے سبب سے تو اس کو درست ہے کہ جدھر اسے طاقت ہو اُدھر نماز پڑھے۔

مسئلہ۔ نفل نماز شہر کے باہر سواری پر درست ہے سواری جس طرف جاوے اس طرف جاوے مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۔ چھٹی شرط ان شرائط میں سے نیت کرنی نماز کی ہے پس نفل اور سنت اور تراویح کے لیے مطلق نیت نماز درست ہے۔

ف۔ مثلاً دل میں یوں قصد کرے کہ نماز اللہ کی ادا کرتا ہوں اور نام نہ لے سنت یا نفل کا تو بھی درست ہوگی اور فرض اور وتر کے واسطے تحریمہ کے وقت نیت کا تعین کرنا اور کہنا چاہیے کہ ظہر کی نماز پڑھتا ہوں یا عصر کی یہ فرض ہے اور مقتدی پر فرض ہے اقتدا کی نیت کرنی امام کے پیچھے اور رکعتوں کے شمار کی نیت فرض نہیں ہے۔

ف۔ یہ چھ فرض نماز سے خارج ہیں کس واسطے کہ طہارت بدن وغیرہ اور چیزیں ہیں اور نماز اور چیز ایک دوسرے میں داخل نہیں ہاں یہ چھ چیزیں نماز کی شرط ہیں کہ بدون ان کے نماز صحیح نہیں ہوتی ہے اور جو چیز شرط ہوتی ہے وہ باہر ہوتی ہے مشروط سے۔

فصل تیسری نمازوں کے ارکان کا بیان

ف - یعنی ان فرضوں کے بیان میں جو نماز میں داخل ہیں۔ سات فرض ہیں اندر نماز کے ایک ان میں سے تحریمہ باندھنا لاکن تحریمہ کے لیے پاکی بدن اور ستر عورت اور منہ طرف قبلے کے ہونا شرط ہے جس طرح باقی ارکان میں بھی شرط ہے۔

ف - باقی ارکان سے مراد قیام اور قرأت اور رکوع اور سجدہ اور قعدۂ اخیرا ور دوسرا فرض ان میں سے قعدۂ اخیرہ کرنا فجر میں دو رکعت کے بعد اور ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار کے بعد اور مغرب اور وتر میں تین تین کے بعد اور نفل میں دو کے بعد اور تیسرا فرض نزدیک امام اعظمؒ کے نماز سے خارج ہونا کسی کام کے ساتھ اُس کی فرضیت امام اعظمؒ کے سوا اور کے نزدیک نہیں اور چوتھا فرض کھڑا ہونا ہر رکعت میں پانچواں فرض رکوع کرنا چھٹا فرض سجدے کرنا ساتواں فرض قرأت پڑھنی لاکن قرأت نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے فرض اور نفل کی ہر رکعتوں میں فرض ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے پانچوں وقت میں دو دو رکعت کے اندر فرض ہے اور وتر کی تینوں رکعتوں اور نفل کی ہر رکعت میں اور قومہ اور جلسہ اور قرار پکڑنا رکوع اور سجدے میں یہ سب فرض ہیں نزدیک امام ابی یوسفؒ کے اور اکثر علماء کے نزدیک فرض نہیں۔

ف - رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کا نام قومہ ہے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا نام جلسہ اور امام اعظمؒ کے نزدیک قرأت ایک آیت کی فرض ہے اور ابی یوسفؒ اور محمدؒ کے نزدیک تین آیت چھوٹی یا ایک آیت بڑی کہ تین آیت کے برابر ہو اور نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض ہے اور بسم اللہ بھی اس میں شامل ہے اس لیے کہ بسم اللہ فاتحہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے ان دونوں کے نزدیک اور سجدے میں پیشانی اور ناک رکھنی فرض ہے اور ضرورت میں ان دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک سجدے میں ماتھا اور ناک اور ہتھیلی دونوں ہاتھ کی اور دونوں گھٹنے اور انگلیاں دونوں پاؤں کی رکھنی فرض ہے اور نماز کے ارکان میں ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہے۔

ف - یعنی جو رکن ہر رکعت میں مکرر نہیں آتا ہے مثلاً رکوع اس میں ترتیب نگاہ رکھنی فرض ہے پس اگر کوئی شخص فراموشی سے پہلے رکوع میں گیا پھر جب یاد آیا رکوع سے سیدھا ہو کر سورۃ پڑھی اب اس پر فرض ہوا کہ پھر رکوع کرے اور اگر رکوع نہ کیا تو نماز اس کی فاسد ہوئی کس واسطے

کہ ترتیب فوت ہوئی رکن غیر مکرر میں اور اگر کسی نے ایک رکعت میں سجدہ کیا اور دوسرا سجدہ بھول گیا
پھر دوسری رکعت میں اس سجدے کی قضا کی اور سجدۂ سہو کر لیا تو اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

ف۔ اس صورت میں وجہ فوت نہ ہونے کی یہ ہے کہ سجدہ رکن غیر مکرر میں سے نہیں بلکہ رکن
مکرر میں سے ہے کس واسطے کہ سجدہ ہر رکعت میں مکرر آتا ہے اور جو رکن مکرر آتا ہے اس میں ترتیب
فرض نہیں بلکہ واجب ہے اور واجب ترک ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے ہاں سجدہ سہو کا
واجب ہوتا ہے پس ترتیب خلاف کرنے کے بعد جب سجدہ سہو کا وہ بجا لایا تب اس کی نماز کامل
ہوگئی اور اگر سجدہ سہو کا نہ کرتا تب بھی نماز جائز ہوجاتی پر نقصان کے ساتھ اور ابن ہمام نے حاکمؒ
کی کتاب کافی سے نقل کی ہے کہ کسی شخص نے نماز شروع کی اور قرأت اور رکوع دونوں کر لئے
اور سجدہ نہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور سجدہ کیا رکوع نہ کیا تو یہ تمام ایک رکعت ہوئی۔

ف۔ ان دونوں صورتوں میں ایک رکعت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں سجدہ
ترک کیا اور دوسری صورت میں رکوع پہلی صورت کا رکوع اور پچھلی صورت کا سجدہ مل کر
ایک رکعت پوری ہوئی اور اسی طرح پر اول رکوع کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور رکوع اور سجدے
کئے تو بھی ایک رکعت ہوئی اور اسی طرح اگر پہلے سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور رکوع کیا اور سجدہ
نہ کیا بعد اس کے کھڑے ہو کر قرأت پڑھی اور سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا یہ سب ایک رکعت ہوئی اور اسی طرح
پر اگر پہلے رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور دوسری میں بھی رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا اور تیسری میں سجدہ کیا اور
رکوع نہ کیا یہ سب بھی ایک رکعت ہوئی۔

ف۔ وجہ ان ساری صورتوں کی قیاس کر لینا چاہیئے پہلی دو صورت کی وجہ مذکور پر اور قعدۂ
اولیٰ کرنا اور اس میں اور آخری قعدے میں التحیات پڑھنی فرض ہے نزدیک امام احمدؒ کے نہ ان کے
غیر کے نزدیک مگر نزدیک امام اعظمؒ کے یہ تینوں چیزیں واجب ہیں اور آخری قعدے میں التحیات
کے بعد درود پڑھنا فرض ہے نزدیک امام شافعیؒ اور احمدؒ کے اور سلام پھیرنا بھی فرض ہے نزدیک
امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد رحمہم اللہ کے نہ نزدیک امام اعظمؒ کے بلکہ ان کے نزدیک واجب ہے اور
رکوع اور سجدے میں سر جھکاتے وقت اور ان دونوں سے سر اٹھاتے وقت تکبیریں کہنی اور رکوع
میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم ایک مرتبہ کہنا اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ایک بار کہنا اور رکوع
سے سیدھے ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھ کر
رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کہنا یہ سارے امور فرض ہیں امام احمدؒ کے نزدیک نہ ان کے غیر کے نزدیک لیکن اگر

بھول کر یہ سارے امور یا ان میں سے کوئی امر ترک کردے گا تو نماز فاسد ہوگی امام احمدؒ کے نزدیک بھی اور قرأت بھی پڑھنی مقتدی پر فرض ہے نزدیک امام شافعیؒ کے حنان کے غیر کے نزدیک بلکہ نزدیک امام اعظمؒ کے مقتدی پر حرام ہے قرأت پڑھنی۔

ف۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پاک ہے پروردگار میرا بڑا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے پروردگار میرا بلند سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قبول کیا اللہ نے واسطے اس کے جس نے تعریف کی اس کی رَبِّ اغْفِرْ لِيْ اے رب میرے بخش مجھکو۔

فصل چوتھی نماز کے واجبوں کا بیان

امام اعظمؒ کے نزدیک پندرہ چیزیں واجب ہیں ایک تو الحمد پڑھنی دوسرے الحمد کے ساتھ پوری سورۃ یا ایک آیت بڑی یا تین آیتیں چھوٹی نفل اور وتر کی ہر رکعت میں اور فرض کی دو رکعت میں پڑھنی تیسرے اگر چار رکعت فرض ہوں تو پہلی دو رکعت میں قرأت مقرر کرنی چوتھے قیام اور رکوع اور سجدے میں ترتیب نگاہ رکھنی۔

ف۔ یعنی ہر فرض اور واجب کو اس کے مقام پر ادا کرنا پانچویں رکوع اور سجدے میں ایک تسبیح کے قدر قرار پکڑنا چھٹے سیدھا کھڑا ہونا رکوع کے بعد ساتویں سیدھا بیٹھنا دونوں سجدوں کے بیچ میں قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر نمازی رکوع سے سجدے میں گیا بدون قومہ کرنے کے تو نماز اسکی ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک جائز ہوگی پر سجدہ سہو کا اس پر واجب ہوگا آٹھویں قعدۂ اولیٰ نویں التحیات پڑھنی اس میں دسویں پے در پے ارکان ادا کرنے پس اگر ایک رکعت میں دو رکوع کئے یا تین سجدے کئے یا پہلی التحیات کے بعد درود پڑھا اور تیسری رکعت کے قیام میں دیر لگی تو ان صورتوں میں سجدہ سہو کا لازم آویگا۔

ف۔ وجہ سجدہ سہو لازم آنے کی یہ ہے کہ پہلی صورت میں دوسرے رکوع کے سبب سجدہ کرنے میں دیر لگی اور دوسری صورت میں تیسرے سجدے کے سبب کھڑے ہونے میں دیر لگی اور تیسری صورت میں درود پڑھنے کے باعث تیسری رکعت کے قیام میں دیر لگی پس ان صورتوں میں ارکان کے پے در پے ادا ہونے میں خلل واقع ہوا اس لئے سجدۂ سہو لازم آگیا۔ گیارھویں التحیات پڑھنی آخری قعدے میں بارھویں قرأت پکار کے پڑھنی امام کو دو رکعت میں فجر اور مغرب اور عشاء اور جمعہ اور دونوں عیدوں کی اور آہستہ پڑھنی ظہر اور عصر اور دن کی نفلوں میں تیرھویں باہر ہونا نماز سے لفظ سلام کہہ کے چودھویں دعائے قنوت پڑھنی وتر میں پندرھویں دونوں عید کی نماز میں چھ چھ تکبیریں کہنی اور امام اعظمؒ کے نزدیک

فرض اور چیز ہیں اور واجب اور چیز فرض ترک کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے اور واجب ترک کرنے سے بھول کر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے پس اگر کسی نے بھول کر واجب ترک کیا پھر اس نے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز درست ہوئی اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو واجب ہے کہ نماز پھر پڑھے اور اگر واجب قصداً ترک کیا تو اس صورت میں بھی اعادہ نماز کا واجب ہے۔

ف۔ اور جو پھر کے نماز نہ پڑھی فرض اتر گیا پر واجب کے ترک سے گناہ سر پر رہا اور اماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہے۔

ف۔ یعنی وہ لوگ اسی فرض کو فرض بھی کہتے ہیں اور واجب بھی جن چیزوں کو امام اعظمؒ واجب کہتے ہیں ان کے نزدیک بعضی ان میں سے فرض ہیں اور بعض سنت مگر یہ لوگ فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو بعضے فرض کے ترک کرنے سے بھی لازم آتا ہے اور بعضے سنت کے ترک کرنے سے بھی۔

ف۔ مراد ان فرضوں اور سنتوں سے وہ فرض اور سنتیں ہیں کہ جن کو امام اعظمؒ واجب کہتے ہیں وہ لوگ ان میں سے بعض کو فرض ٹھہراتے ہیں اور بعض کو سنت واللہ اعلم بالصواب۔

فصل پانچویں سجدۂ سہو کا بیان

مسئلہ۔ سجدۂ سہو کا طریق یہ ہے کہ آخری قعدے میں التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کے دو سجدے کرے بعد اس کے پھر التحیات اور درود اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور اگر سلام پھیرنے کے قبل سجدۂ سہو کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ایک نماز میں کئی واجب بھول کر چھوڑ دے تو ایک بار سجدۂ سہو کر لینا کفایت کرتا ہے اور اگر امام سجدۂ سہو کرے تو مسبوق کو چاہیے کہ اس میں امام کی تابعداری بجا لاوے اگرچہ جس وقت امام نے سہو کیا تھا اس وقت اس سہو میں وہ شریک نہ تھا اور اگر مسبوق نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی نماز پڑھنے میں سہو کیا تو پھر سجدہ کر لیوے۔

ف۔ مسبوق اس کو کہتے ہیں کہ جس کی کچھ نماز ہاتھ سے گئی ہو یعنی امام جب ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے تب وہ آکر مل جاوے۔

مسئلہ۔ پانچوں وقت کی نمازوں میں جماعت فرض ہے نزدیک امام احمدؒ کے لیکن نماز منفرد بھی درست رکھتے ہیں اور داؤد رحمۃ اللہ کے نزدیک نماز منفرد کی اصلا درست نہیں اور شافعیؒ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے۔

ف۔ یعنی محلے کی مسجد میں اگر بعضے لوگ جماعت قائم کر لیں تو اوروں کے ذمے سے جماعت کی

فرضیت ساقط ہو جاتی ہے نہ فرضیت فرض کی اور امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے قریب واجب کے اور جماعت فوت ہو جانے کا احتمال ہو تو فجر کی سنت باوجود اس کے کہ سب سنتوں سے تاکید اس کی زیادہ ہے اس کو بھی چھوڑ دیوے اور شہر کے لوگ اگر ترک جماعت کی عادت کریں تو ان سے لڑائی کرنی چاہیے جب تک کہ جماعت قائم نہ کریں۔

مسئلہ۔ صرف عورتوں کی جماعت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور اماموں کے نزدیک درست ہے۔

مسئلہ۔ امامت کے لیے سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو اچھی قرأت جانتا ہو اور وہ ایسا ہو کہ نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مکروہات اور مفسدات اور مستحبات سے واقف ہو بعد قاری کے عالم بہتر ہے اور وہ عالم ایسا ہو کہ نماز صحیح ہونے کے قدر قرآن پڑھنا جانتا ہو اور اکثر علماء کے نزدیک قاری سے عالم بہتر ہے۔

ف۔ یعنی نرے قاری سے البتہ عالم بہتر ہے اور جو واقف ہو نماز کے احکام سے تو ایسا قاری بیشک اور بے شبہ نرے عالم سے بہتر ہے اور امامت فاسق کی مکروہ ہے پر اس کے پیچھے نماز جائز ہو گی اور قاری بالغ مرد کو لڑکے اور عورت اور امی کے پیچھے بھی درست نہیں اور فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے واسطے بھی درست نہیں اور کسی امی نے ایک قاری اور ایک امی کی امامت کی تو نماز تینوں کی باطل ہوتی اور بے وضو کے پیچھے نماز درست نہیں اور امام کی نماز فاسد ہونے سے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہوتی ہے اور کھڑے ہونے والے کی نماز بیٹھنے والے کے پیچھے اور وضو کرنے والے کی نماز تیمم کرنے والے کے پیچھے درست ہے اور رکوع اور سجدہ کرنے والے کی نماز اشارہ سے پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

مسئلہ۔ اگر ایک مقتدی ہو تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو اور دو مقتدی یا زیادہ دو سے ہیں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوویں اور اگر کسی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو نماز اس کی مکروہ ہوگی اور نزدیک امام احمدؒ کے نماز اس کی درست نہ ہوگی اور اگر مقتدی امام سے آگے بڑھ جائے گا تو نماز اس کی باطل ہوگی اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز مرد کی اپنے گھر میں پڑھنے سے تو ثواب ایک نماز کا رکھتی ہے اور نماز مرد کی محلے کی مسجد میں ثواب پچیس نماز کا اور نماز مرد کی جامع مسجد میں ثواب پانچسو نماز کا اور نماز مرد کی میری مسجد میں یعنی مدینے کی مسجد میں ثواب پچاس ہزار نماز کا اور نماز مرد کی خانہ کعبہ میں ثواب ایک لاکھ نماز کا رکھتی ہے۔

فصل چھٹی سنت کے طریق پر نماز پڑھنے کا بیان

طریق سنت کا یہ ہے کہ فرضوں میں اذان اور تکبیر کہی جاوے اور نزدیک حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے امام کھڑا ہووے اور نزدیک قَدْ قَامَتْ کے نیت کر کے تکبیر تحریمہ کرے اور دونوں ہاتھ کان کی لو تک اٹھاوے اور مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے اور داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے نزدیک ابوحنیفہؒ کے اور عورت دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھا کر سینے پر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے بعد اس کے امام اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ آہستہ پڑھے پاک ہے تو یا اللہ اور پاکی بیان کرتا ہوں ساتھ تعریف تیری کے اور بابرکت ہے نام تیرا اور بلند ہے بزرگی تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے بعد اس کے امام اور اکیلا نمازی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ آہستہ پڑھے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان راندے ہوئے سے شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے اور مسبوق کو جس قدر امام کے ساتھ نماز نہیں ملی اس کے ادا کرنے کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنی چاہیے نہ مقتدی کو۔

ف۔ یعنی مقتدی امام کے پیچھے اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھے اس واسطے کہ اعوذ باللہ اور بسم اللہ تابع قرأت کے ہیں اور قرأت پڑھنی مقتدی کو نہیں ہے بلکہ فقط امام کو ہے اور مسبوق کو قرأت پڑھنی ہوتی ہے اس قدر میں کہ امام کے ساتھ اس کو نہیں ملی بعد اس کے امام اور اکیلا نمازی الحمد پڑھے پھر امام اور مقتدی اور اکیلا نمازی آمین کہیں آہستہ سب۔ امام اور اکیلا پڑھنے والا سورۃ ملا دیں اور سنت یہ ہے کہ مقیم ہونے کی حالت میں فجر اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل پڑھے یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر اور عشا میں اوساط مفصل پڑھے بروج سے لم یکن تک اور مغرب میں قصار مفصل لم یکن سے آخر قرآن تک۔

ف۔ سورۂ حجرات سے بروج تک کی سورتوں کو طوال مفصل کہتے ہیں اور بروج سے لم یکن تک کی سورتوں کو اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو قصار مفصل لیکن اس طور پر لازم پکڑنا سنت نہیں کہ کبھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی اور کبھی مغرب کی نماز میں سورۂ طور والنجم اور سورۂ والمرسلات پڑھی اور اگر سب مقتدی بیکار ہوویں اور لمبی قرأت کی خواہش رکھتے ہوں تو امام کو جائز

ہے کہ قرآت دراز پڑھے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فجر کی ایک رکعت میں سورۂ بقرہ پڑھی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی دو رکعت میں سورۂ اعراف پڑھی اور عثمان رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف پڑھتے تھے لیکن مقتدیوں کے احوال پر نظر رکھنی ضرور ہے معاذ بن جبیل رضی اللہ عنہ نے ایک بار عشا کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی ایک مقتدی نے پیغمبر خدا علیہ السلام کے نزدیک شکایت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ کیا تو فتنہ اور بلا اور گناہ میں ڈالتا ہے لوگوں کو۔

ف۔ یعنی قرآت اس قدر دراز پڑھتے ہو کہ لوگ نماز چھوڑتے ہیں اور گناہگار ہوتے ہیں مثل سبح اسم اور والشمس اور ان کے مانند پڑھا کر غرض یہ ہے کہ مقتدیوں کے احوال پر نظر رکھنی بہت ہی ضرور ہے اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھی اور مقتدی چپ ہو کر امام کی قرآت کی طرف متوجہ رہے اور نفل نمازوں میں رغبت اور خوف کی آیات میں دعا مانگنا اور معافی چاہنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا اور بہشت کا سوال کرنا سنت ہے جب قرآت سے فراغت ہو تو اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا نزدیک ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے سنت نہیں لیکن اکثر فقہا اور محدثین اس کو سنت ثابت کرتے ہیں اور رکوع میں دونوں گھٹنے دونوں ہاتھ سے مضبوط پکڑے اور انگلیوں کو کھلی رکھے اور سر اور پیٹھ کو چوتڑ کے ساتھ برابر کرے اور جس قدر قرآت میں دیر کی اس کے مناسب رکوع میں بھی دیر کرے اور سبحان ربی العظیم تین بار یا پانچ یا سات بار کہے یعنی رعایت طاق کی رکھے اور ادنیٰ مرتبہ تین بار ہے اور مقتدی امام کے بعد رکوع اور سجدے میں جاوے اور مقتدی کو امام کے آگے رکوع[1] اور سجدے میں جانا حرام ہے پہلے امام سر اٹھاوے بعد اس کے مقتدی اور سر اٹھانے وقت نزدیک امام اعظم کے امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد اور اکیلا پڑھنے والا دونوں کہے اور نزدیک امام ابو یوسفؒ اور امام محمد کے امام بھی دونوں کہے بعد اس کے تکبیر کہتے ہوئے سب سجدہ میں جاویں پہلے دونوں گھٹنے رکھیں بعد اس کے دونوں ہاتھ پھر ناک اور ماتھا دونوں ہاتھ کے بیچ میں رکھیں اور انگلیاں دونوں ہاتھ کی ملا کر کعبہ کی طرف رکھیں اور بازو کو بغل سے اور پیٹ کو ران سے اور پنڈلی اور باہوں کو زمین سے دور رکھیں اور عورتیں ان سب کو ملا رکھیں قیام اور رکوع کے مناسب سجدے میں

---

[1] تقدیم مقتدی کی ارکان میں حرام ہے ۱۲ ہکذا فی مالا بد منہ فارسی ۱۲ عبدہ۔

دیر کرے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھے اور کمتر یہ ہے کہ تین بار
پڑھے آہستہ اور اطمینان کے ساتھ بعد اس کے اللہ اکبر کہتا ہوا سر اٹھاوے اور قرار کے ساتھ بیٹھکر
یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ۔ یا اللہ بخش
مجھکو اور رحم کر مجھ پر اور راہ دکھا مجھ کو اور روزی دے مجھ کو اور بلند کر مرتبہ میرا اور درست کر مجھ کو روایت
کیا اس کو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بعد اس کے اللہ اکبر کہہ کر پھر سجدہ کرے مانند پہلے
کے اور اسی طرح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اُٹھے اول منہ بعد اس کے دونوں ہاتھ بعد
اس کے دونوں گھٹنے اٹھا کر کھڑا ہووے اور دوسری رکعت پہلے کی طرح پڑھے لاکن اس میں ثنا اور
اعوذ نہ پڑھے اور جب دوسری رکعت تمام کرے تب بایاں پانوں بچھاوے اور اس پر بیٹھے اور دلہنے کو
کھڑا رکھے اور انگلیاں دونوں پانوں کی قبلہ کی طرف رکھے اور دونوں ہاتھ کو دونوں زانوں پر رکھے اور
داہنے ہاتھ کی خنصر اور بنصر کو بند کرکے اور بیچ کی انگلی اور ابہام کو ملا کر حلقہ کرے اور شہادت کی انگلی
کھلی رکھے اور التحیات پڑھے اور اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ پڑھنے کے وقت اشارہ کرے یہ اشارہ کرنا چاروں اماموں کی روایتوں سے ثابت ہے
لاکن مشہور مذہب امام اعظمؒ کا یہ ہے کہ اشارہ نہ کرے۔

ف۔ مختار یہ ہے کہ اشارہ کرے اس لئے کہ بہت فقہا اور محدثوں سے ثابت ہوا اور انگلیاں
دونوں ہاتھ کی کعبہ کی طرف متوجہ رکھے اور پہلے قعدے میں تشہد سے زیادہ نہ پڑھے اور پیچھے تشہد
کے اللہ اکبر کہتا ہوا تیسری رکعت کے لئے اٹھے اور اس اٹھنے میں دونوں ہاتھ اٹھانا بہت عالموں
کے نزدیک سنت ہے نزدیک ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ کے اور تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط الحمد للہ بسم اللہ
سمیت پڑھے آہستہ جب چاروں رکعتوں سے فارغ ہو تب قاعدہ اخیرہ کرے جس طرح پر قعدہ اولی
کے ساتھ اور اس میں بعد تشہد کے درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
یا اللہ رحمت خاص بھیج حضرت محمدؐ پر اور اوپر تابعداروں حضرت محمدؐ کے جیسے کہ رحمت بھیجی تو نے اوپر
ابراہیمؑ اور اوپر تابعداروں ابراہیمؑ کے تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے یا اللہ برکت اُتار اوپر محمدؐ کے
اور تابعداروں محمدؐ کے جیسے کہ برکت اتاری تو نے اوپر ابراہیمؑ کے اور اوپر تابعداروں ابراہیمؑ کے تحقیق
تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے بعد درود کے جو دعا مشابہ ساتھ الفاظ قرآن کے ہو وہ پڑھے اور جو دعائیں

کہ حدیث سے نقل کی گئی ہیں وہ بہتر ہیں خصوصاً یہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَ
اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ اَعُوْذُ
بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ
یا اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے دوزخ کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ
تیرے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے کانے دجال کے فتنے سے اور پناہ مانگتا
ہوں میں ساتھ تیرے زندگانی اور موت کے فتنے سے یا اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے
گناہ اور قرض سے اور عورت دونوں جلسوں میں بائیں چوتڑ پر بیٹھے اور دونوں پاؤں داہنی طرف سے
نکال دیوے اور جب دعا پڑھ چکے تب سلام پھیرے دونوں طرف اکیلا نمازی نیت فرشتوں کی کرے
ف۔ یعنی دل میں قصد کرے کہ میں فرشتوں پر سلام علیک کرتا ہوں اور امام نیت مقتدیوں
اور فرشتوں کی کرے اور مقتدی نیت امام اور قوم اور فرشتوں کی اور چاہیے کہ نماز حضور دل اور
تواضع کے ساتھ پڑھے اور سجدے کی جگہ نظر رکھے اور بعد سلام کے آیۃ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ
تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ
لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک بار پڑھے نہیں معبود
مگر اللہ اکیلا نہیں کوئی شریک اس کا اُسی کے لیے بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے تعریف اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے۔

فصل ساتویں نماز میں حدث کا بیان

اگر نماز میں حدث لاحق ہووے تو وضو کرے اور اسی پر نماز بنا کرے۔

ف۔ یعنی وضو اگر آپ سے ٹوٹ جائے تو وضو کرے اور اسی نماز کو پوری کرے جس مقام
میں حدث ہوا اسی مقام سے پڑھے اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اس کو پھر شروع سے نماز پڑھنی بہتر ہے
اور اگر امام ہو تو خلیفہ پکڑے بعد اس کے وضو کر کے مقتدیوں میں داخل ہو جائے اور اگر مقتدی
ہو تو وضو کر کے پھر اس مکان میں آوے جہاں سے گیا تھا اور اس عرصے میں جو کچھ امام پڑھ چکا ہو
اس کو ادا کرے بغیر قرأت کے پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاوے اور اگر امام نماز سے فارغ ہو تو
مقتدی مختار ہے اگر چاہے پہلے مکان میں پھر آوے اور اگر چاہے جس مکان میں وضو کیا اُسی مکان

میں نماز پوری کرے اور اگر قصداً حدث کرے گا تو نماز فاسد ہو گی بنا کرنی درست نہ ہو گی اور اگر نماز میں باولا ہوا یا احتلام ہوا یا کھلکھلا کے ہنسا یا نجاست منع کرنے والی نماز کی اس پر پڑی یا کوئی زخم لہو بہنے والا اس کو پہنچا یا وضو ٹوٹنے کے گمان پر مسجد سے نکل آیا پیچھے اس کے ظاہر ہوا کہ وضو نہیں ٹوٹا تھا یا مسجد کے سوا اور کسی جگہ میں نماز پڑھتا تھا اس جگہ وضو ٹوٹنے کے گمان سے صف سے الگ ہوا بعد اس کے معلوم ہوا کہ حدث نہیں ہوا تھا ان صورتوں میں نماز فاسد ہو گی بنا جائز نہ ہو گی اور اگر مسجد یا صف سے باہر نہیں ہوا تو بنا کرلے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد حدث لاحق ہوا تو وضو کر لیوے اور سلام پھیرے اور اگر التحیات کے بعد قصداً حدث کیا تو نزدیک امام اعظمؒ کے نماز اس کی تمام ہوئی۔

ف۔ وجہ تمام ہونے کی یہ ہے کہ نمازی کو کسی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنا فرض ہے نزدیک امام اعظمؒ کے پس قصداً حدث کا کرنا بعد تشہد کے یہ بھی ایک فعل ہے اور اگر التحیات کے بعد تیمم کرنے والا پانی پر قادر ہوا یا امی نے کوئی سورۃ سیکھی یا ننگا کپڑے پر قادر ہوا یا اشارے سے پڑھنے والا رکوع اور سجدے پر قادر ہوا یا مدت مسح کرنے کی تمام ہوئی یا موزہ تھوڑے عمل کے ساتھ پاؤں سے نکالا یا صاحب ترتیب کو قضا یاد آئی۔

ف۔ آگے کی فصل میں ذکر صاحب ترتیب کا آتا ہے یا قاری نے امی کو خلیفہ پکڑا یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آیا یا جمعہ کی نماز میں التحیات کے بعد عصر کا وقت داخل ہوا یا صاحب عذر کو مثل سلس البول وغیرہ والے کا عذر جاتا رہا یا زخم اچھا ہو کر اس کی پٹی گر پڑی ان صورتوں میں نزدیک امام اعظمؒ کے نماز باطل ہوئی اس سبب سے کہ مصلی کا باہر ہونا نماز سے اپنے اختیاری فعل کے ساتھ فرض تھا اور وہ فعل پایا نہیں گیا ان صورتوں میں کیونکہ یہ امور مذکورہ اس کے اختیار کے نہیں پس اگر کوئی امر ان ہی میں سے التحیات کے بعد حادث ہو جائے تو گویا کہ بیچ نماز میں ہوا اس لئے نماز اس کی باطل ہوئی اور نزدیک صاحبین کے باطل نہیں ہوئی۔

ف۔ اس باعث سے کہ ان کے نزدیک نماز سے فعل اختیاری کے ساتھ باہر ہونا فرض نہیں ہے پس التحیات کے بعد اگر کوئی امر ان ہی میں سے حادث ہو جائے گا تو نماز سے خارج ہونا ثابت ہو گا۔

ف۔ اگر امام کو حدث ہوا اس نے مسبوق کو خلیفہ کیا تو مسبوق نماز امام کی پوری کرکے پھر مدرک کو خلیفہ کرے تا مدرک قوم کے ساتھ سلام پھیرے اور مسبوق [illegible] کھڑا ہو کر اپنی نماز

تمام کرلے۔

ف۔ مدرک اس کو کہتے ہیں کہ جس نے تمام نماز امام کے ساتھ پڑھی۔

مسئلہ۔ اگر رکوع یا سجدے میں حدث لاحق ہو تو وضو کے بعد جب بنا کرے تب اس رکوع اور سجدے کو پھر ادا کرے اور اگر رکوع یا سجدہ میں یاد آیا کہ پہلی رکعت میں سے ایک سجدہ یا سجدہ تلاوت کا فوت ہوا تو اس سجدہ کو قضا کرے لاکن دہرانا اس سجدہ کا مستحب ہے واجب نہیں اور اگر امام کو حدث ہوا اور مقتدی ایک مرد ہے تو وہی مرد خلیفہ ہوگا بدون تعین کرنے کے اور اگر مقتدی ایک عورت ہے تو نماز دونوں کی فاسد ہوگی اور اگر مقتدی ایک لڑکا ہے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نماز امام کی فاسد نہ ہوگی اگر عورت یا لڑکے کو خلیفہ نہ کیا ہو۔

مسئلہ۔ اگر امام قرأت سے بند ہوجائے تو اس کو خلیفہ کرنا درست ہے اگر قرأت نماز جائز ہونے کی قدر نہ پڑھی۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص امام کو نماز میں پاوے تو جس رکن میں پایا اس رکن میں داخل ہوجائے اگر رکوع میں پایا تو رکعت ملی اور اگر رکوع میں نہ پایا تو رکعت نہ ملی پس جس وقت امام اپنی نماز سے فراغت کرے تو اس وقت جس قدر نماز اس کی فوت ہوئی اس کو پڑھ لیوے اور مسبوق کی نماز قرأت کے حق میں اول نماز کا حکم رکھتی ہے اور بیٹھنے کے حق میں آخر نماز کا حکم۔

ف۔ مثلاً اگر ایک رکعت فجر کی یا دو رکعت مغرب کی یا تین رکعت عشا کی امام کے ساتھ ملے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر ثنا اور اعوذ باللہ پڑھے جس طرح اول نماز میں پڑھتے ہیں بعد اس کے الحمد اور سورۃ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر قعدۂ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر مثلاً ایک رکعت مغرب کی ملی تو دوسری رکعت میں ثنا اور اعوذ باللہ کے بعد الحمد سورۃ سمیت پڑھ کر قعدۂ اولی کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور الحمد سورۃ سمیت پڑھ کے قعدۂ اخیرہ کرے اور سلام پھیرے۔

مسئلہ۔ مسبوق کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک ابو حنیفہؒ کے مگر شافعیؒ اس کو جائز رکھتے ہیں۔

ف۔ یعنی امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق جب اپنی فوتی نماز کو قضا پڑھتا ہو تو اس وقت اگر کسی نے اس کے پیچھے اقتدا کیا تو اس مقتدی کی نماز درست نہ ہوگی نزدیک ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اور نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے جائز ہوگی۔

ف۔ اگر نمازی دو رکعت کے بعد بھول کر تیسری رکعت کے لئے اٹھا اور قعدۂ اولی نہ کیا تو

جب تک نہ بیٹھنے کے قریب ہو بیٹھ جاوے اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا اور کھڑے ہونے کے قریب ہوگیا تو کھڑا ہو جاوے نہ بیٹھے اگر بیٹھے گا تو نماز فاسد ہوگی اور بعض کے نزدیک فاسد نہیں ہوتی ہے پر سجدۂ سہو کرنا ہوگا اور اگر چار رکعت کے بعد کھڑا ہوگیا تو جب تک پانچویں رکعت کے واسطے سجدہ نہیں کیا بیٹھ جاوے اور قعدۂ اخیرہ کر کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرلے اور جب پانچویں رکعت کے لئے سجدہ کیا تو نماز اس کی باطل ہوئی۔ اب اگر چاہے چھٹی رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدۂ سہو کرے اور چاہے چھٹی رکعت نہ پڑھے اُسی جگہ قعدۂ اخیرہ کرلے اور سلام پھیرے اس صورت میں چار رکعت نفل ہوگی اور ایک رکعت باطل۔

فصل آٹھویں وقتیہ نماز کی قضا پڑھنے کا بیان

اگر نماز کا وقت فوت ہو جائے تو قضا پڑھے اذان و تکبیر کے ساتھ مانند ادا کے پس اگر قضا جماعت کے ساتھ پڑھی جائے تو مغرب اور عشا اور فجر کی نماز میں قرآت پکار کے پڑھنی واجب ہے اور اکیلا پڑھتا ہو تو آہستہ پڑھے۔

مسئلہ۔ قضا اور وقتیہ نماز میں ترتیب فرض ہے اور فرض اور وتر میں بھی نزدیک امام اعظمؒ کے پس باوجود قضا یاد ہونے کے اگر نماز وقتیہ پڑھے گا تو نماز وقتیہ فاسد ہوگی پھر اگر فائتہ کی نماز نہ پڑھی دوسری وقتیہ کے ادا کرنے کے آگے پہلی وقتیہ کی فرضیت باطل ہوگئی اور اگر فائتہ کی قضا پڑھنے کے آگے پانچ نماز وقتیہ ادا کی تو یہ سب وقتیہ فاسد ہوئیں ساتھ فساد موقوف کے پس اگر بعد اس کے وقتیہ چھٹی پہلے ادا کرنے فائتہ کے پڑھی تو یہ سب وقتیہ صحیح ہوئیں نزدیک امام اعظمؒ کے نہ نزدیک صاحبینؒ کے۔

ف۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جو شخص صاحب ترتیب ہووے اس کو قضا اور وقتیہ میں نماز ترتیب کے ساتھ پڑھنی فرض ہے صاحب ترتیب اس کو کہتے ہیں کہ جس شخص کی نماز چھ سے کم قضا ہو خواہ ایک ہو خواہ دو خواہ تین خواہ چار خواہ پانچ اور جو پوری چھ ہوئیں تو وہ صاحب ترتیب نہیں رہا پس جب تک صاحب ترتیب ہے تب تک اس پر فرض ہے کہ اول قضا نماز پڑھ لیوے اس کے بعد وقتیہ پڑھے اور اگر قضا یاد رکھ کے وقتیہ پڑھے گا تو وقتیہ فاسد ہوگی مثلاً ایک نماز فوت

لہ یعنی پکار کے پڑھنا واجب نہیں بلکہ جائز و اولیٰ ہے ۱۲

ہوئی اس کو یاد رکھ کر ایک وقتیہ پڑھی تو یہ وقتیہ فاسد ہو گئی لاکن فساد اس کا موقوفی ہے یعنی اگر اس وقتیہ کے پیچھے یک لخت اور چھ وقتیہ پڑھا گیا اور اس فوتی کو ان کے بیچ میں نہ پڑھا تو یہ سب وقتیہ صحیح ہوئیں اور فساد وقتیہ اولی کا بھی اٹھ گیا اور اگر اس نے ایسا نہ کیا بلکہ فوتی کو یاد رکھ کر ایک وقتیہ پڑھی پھر دوسرے وقت میں وقتیہ سے پہلے اس فوتی کو پڑھا تو اس صورت میں وقتیہ فرضیت باطل ہوئی یعنی فرض نہ رہی نفل ہو گئی۔

مسئلہ۔ اگر عشاء بھول کر بے وضو پڑھ لے اور سنت اور وتر کو وضو کے ساتھ پڑھے تو عشاء کے ساتھ سنت پھر پڑھے اور وتر نہ پڑھے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے وتر بھی پڑھے

مسئلہ۔ ترتیب ساقط ہوتی ہے تین چیز کے سبب ایک تو وقتیہ نماز کے وقت تنگ ہونے کے سبب دوسرے بھولنے کے سبب تیسرے جس وقت اس کے ذمہ چھ یا زیادہ چھ سے نماز فائتہ ہوئیں خواہ نئی ہوں خواہ پرانی اس کے سبب۔

ف۔ مثلاً کسی نے چھ نمازیں قضا کیں اب ساتویں نماز ان چھ کے یاد رکھنے پر اس نے پڑھ لی تو بھی درست ہے پس جس وقت فوتی نمازیں ادا کر چکے گا تو ترتیب پھر عود کرے گی اور اگر چھ یا زیادہ چھ سے فوت ہوئیں اور کئی نمازیں ان میں سے قضا پڑھیں یہاں تک کہ کم چھ سے باقی رہیں تو نزدیک بعض کے اس صورت میں ترتیب رجوع کرے گی اور فتویٰ اس قول پر ہے کہ ترتیب رجوع نہ کرے گی جب تک تمام ادا نہ ہو گی۔

فصل نویں نماز کی فاسد کرنے والی اور مکروہ کرنے والی چیزوں کا بیان

کلام اگرچہ بھول کر ہو یا نیند میں نماز فاسد کرتا ہے اور اسی طرح سوال کرنا اس چیز کا کہ جو چیز آدمیوں سے بھی مانگنا ہو سکے۔

ف۔ مثلاً کہنا یا اللہ فلانی عورت کے ساتھ میرا نکاح کر دے اور نالہ کرنا اور درد سے آہ اور پریشانی سے اُف کہنا اور ساتھ آواز کے رونا درد یا مصیبت سے نہ بہشت اور دوزخ کے ذکر سے۔

ف۔ بہشت اور دوزخ کا ذکر سن کے رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور کھنکھارنا بے عذر اور چھینکنے والے کو یَرْحَمُکَ اللہؐ کہنا اور خوشخبری کا جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ساتھ

لہ جو خارج نماز ہے اس کا جواب مصلی کو یرحمک اللہ دینا ۱۲ عیدہ

دینا اور بری خبر کا جواب بِاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کے ساتھ اور خبر تعجب کا جواب سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے ساتھ دینا یہ امور نماز کو فاسد کرتے ہیں اور اگر اپنے امام کے سوا اور کو بتائے تو نماز فاسد ہوتی ہے اور اپنے امام کو بتانے سے فاسد نہیں ہوتی ہے اور کلام کرنا قصداً اور جواب دینا سلام کا خواہ قصداً ہو یا خواہ سہواً یہ دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں نہ سلام سہواً اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنا اور کھانا پینا اور عمل کثیر یہ سب نماز کو فاسد کرتے ہیں اور عمل کثیر وہ ہے کہ اس کام میں دونوں ہاتھ لگانے کی حاجت ہو اور نزدیک بعض کے عمل کثیر وہ ہے کہ اس کام کے کرنے والے کو دیکھنے والا جانے کہ شخص نماز میں نہیں اور بعض نے کہا کہ جس کام کو نمازی آپ کثیر سمجھے وہ عمل کثیر ہے اور اگر نجاست پر سجدہ کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کے تمام ہونے کے قبل دوسری نماز شروع کی نئے تحریمہ سے تو پہلی نماز باطل ہوگی اور اگر اس پہلی نماز کو پھر نئے تحریمہ کے ساتھ شروع کیا تو باطل نہ ہوگی اور جو کھانا کہ دانت میں لگا تھا اگر اس کو زبان سے نکال کر کھا لیا پس اگر وہ چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر چنے کے برابر ہے تو فاسد ہوگی اور اگر کسی مکتوب پر نظر کی اور معنی اس کے دریافت کئے تو نماز اس کی فاسد نہ ہوگی اور اگر زمین یا دکان پر نماز پڑھتا ہے اور اس کے سامنے سے کوئی چلا گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ جانے والا عورت یا گدھا یا کتا ہو لیکن انسان عاقل چلا گیا تو جانے والا گنہگار ہوگا مگر جس وقت کہ دکان بلند ہو اس طور پر کہ جانے والے کا سر نمازی کے پاؤں کے برابر ہو تو گنہگار نہ ہوگا اور سنت وہ ہے کہ نمازی میدان یا سر راہ میں ایک سترہ یعنی لکڑی کھڑی کر لے ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگلی کے برابر موٹی اور اپنے قریب[1] داہنے یا بائیں ابرو کے برابر کھڑی کرے اور سترہ سامنے رکھ دینا یا زمین پر خط کھینچنا فائدہ نہیں رکھتا ہے اور امام کا سترہ قوم کو کفایت کرتا ہے اور اگر سترہ نہ ہو تو نمازی گذرنے والے کو اشارے سے یا تسبیح کہہ کر گذرنے سے منع کرے نہ دونوں سے۔

ف۔ یعنی یوں نہ کرے کہ اشارہ بھی کرے اور تسبیح بھی کرے۔

مسئلہ۔ اگر دو تہ والے کپڑے پر نماز پڑھی اور اس کے استر کی تہ نجس تھی اس صورت میں اگر دونوں تہ سی ہوئی نہیں ہیں تو نماز صحیح ہوئی اور جو سی ہوئی ہیں تو صحیح نہ ہوگی اور بچھے ہوئے کپڑے پر نماز پڑھی اور ایک طرف اس کا نجس ہے تو نماز جائز ہوگی پاکی کی جانب ہلانے سے

---

[1] یعنی تین ہاتھ سے کم قریب ہونا چاہیئے ۱۲۔

ناپاک کی جانب ہلے یا نہ ہلے اور اگر کپڑا لمبا ہے کہ ایک طرف اس کا پہن کے نماز پڑھتا ہے اور جس طرف نجس ہے وہ زمین پر پڑا ہے اس صورت میں اگر مصلّی کے ہلنے سے نجس کی جانب ہلتا ہے تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر نہیں ہلتا ہے تو درست ہوگی۔

مسئلہ۔ مکروہ ہے کپڑے یا بدن کے ساتھ نماز میں کھیلنا اگر یہ عمل قلیل ہے اور اگر کثیر ہے تو نماز کو فاسد کرے گا اور مکروہ ہے کنکریاں سجدے کی جگہ سے ہٹانا مگر جس صورت میں کہ سجدہ ممکن نہ ہو تو ایک بار یا دو بار ہٹا دے۔

ف۔ اگر تین بار ہٹا دے گا تو نماز فاسد ہوگی اور مکروہ ہے انگلیوں کو مل کر اور کھینچ کر چٹخانا اور ہاتھ کمر پر رکھنا اور داہنی یا بائیں طرف منہ لانا بدون سینہ پھیرنے کے کعبے کی طرف سے اور اگر سینہ پھر جائے گا تو نماز فاسد ہوگی اور مکروہ ہے اقعا یعنی دونوں زانو کھڑے کر کے اور دونوں ہاتھ زمین میں رکھ کے چوتڑ پہ کتے کی بیٹھک بیٹھنا اور دونوں باہوں کو سجدے میں زمین پر بچھانا اور سلام کا جواب ہاتھ سے دینا اور فرض میں بے عذر چار زانو بیٹھنا اور کپڑے کو مٹی لگنے کی احتیاط سے سمیٹنا اور سدل ثوب یعنی کپڑے کو سر اور کندھے پر ڈال کر دونوں کنارے کو بدون ملانے کے لٹکا دینا اور جمہائی لینی چاہیے کہ جمہائی کو دفع کرے اور کھانسی کو جہاں تک ہو سکے دفع کرے اور انگڑائی لینا یعنی بدن کو سستی دفع کرنے کے لیے کھینچنا اور آنکھیں بند رکھنی بلکہ چاہیے کہ نظر سجدے کی جگہ رکھے اور سر کے بالوں کو سر پر لپیٹ کر گرہ دے کر نماز پڑھنی بلکہ سنت یہ ہے کہ اگر سر پر بال ہوویں تو بالوں کو چھوڑ دیوے تاکہ بال بھی سجدہ کریں اور نماز ننگے سر پڑھنی مگر عاجزی اور انکساری کے لیے مضائقہ نہیں اور آیتوں اور تسبیحوں کو ہاتھ سے شمار کرنا لیکن نزدیک صاحبینؒ کے یہ مکروہ نہیں ہے اور امام اکیلا مسجد کے طاق میں ہو اور سارے لوگ باہر ہوویں یا امام تنہا اونچے پر ہو اور سارے لوگ نیچے اور صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا ساتھ اس کے کہ صف میں جگہ ہے اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو ایک آدمی کو صف سے کھینچ کر اپنے ساتھ صف کر لیوے اور پہننا اس کپڑے کا کہ جس میں تصویر آدمی یا جانور کی ہووے یا تصویر سر پر یا سامنے منہ کے یا داہنے یا بائیں ہاتھ کی طرف ہووے اور اگر نیچے قدم یا پیچھے پیٹھ کے ہووے تو مضائقہ نہیں اور تصویر درخت[1] اور اس کے مانند کی اور اسی طرح تصویر سر کٹی ہوئی مضائقہ نہیں اور مارنا سانپ اور بچھو کا نماز میں مکروہ نہیں[2] ہے اور مکروہ نہیں ہے کہ

---

[1] یعنی غیر جاندار کی ۱۲ [2] اگرچہ عمل کثیر ہوا۔

امام مسجد میں کھڑا ہووے اور سجدہ مسجد کے طاق میں کرے اور مکروہ نہیں ہے نماز پڑھنی اس مرد کی پیٹھ کی طرف کہ بات کر رہا ہے اور کلام اللہ کی طرف یا تلوار لٹکی ہوئی یا شمع یا چراغ کی طرف۔

فصل دسویں بیمار کی نماز کا بیان

اگر بیمار کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے یا مرض بڑھنے کا خوف ہو تو نماز بیٹھ کر پڑھے اور رکوع اور سجدہ بجا لاوے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو اور کھڑے ہونے کی طاقت ہو تو نزدیک امام اعظمؒ کے فتویٰ یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنی اس کے لئے بہتر ہے کھڑے ہو کر پڑھنے سے پس بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے اور اشارہ سجدہ کا بہت جھک کر کرے رکوع کے اشارے سے اور اگر کھڑے ہو کر سر کے اشارے سے نماز پڑھے گا تو بھی درست ہے اور نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ کھڑے ہونے پر طاقت ہوتے ہوئے کھڑا ہونا ترک نہ کرے اور اگر کھڑے ہونے پر رکوع اور سجدہ پر طاقت نہیں رکھتا ہے تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھے تو چت لیٹے اور دونوں پاؤں کعبے کی طرف کرے یا کروٹ سے لیٹے اور منہ قبلہ کی طرف کر کے سر کے اشارے سے پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ کرنا سر کے اشارے سے ممکن نہ ہو تو نماز موقوف رکھے جب تک طاقت اشارے کی حاصل ہووے اور اگر اس عرصے میں مر گیا تو گنہگار نہ ہوگا اور اگر نماز کے بیچ میں بیمار ہو جاوے تو موافق اپنی طاقت کے نماز کو تمام کرلے اور اگر بیمار بیٹھ کر رکوع اور سجدے کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا۔ پھر نماز کے اندر کھڑے ہونے پر قادر ہوا تو کھڑا ہو جاوے اور اس نماز کو پوری کرے اور نزدیک امام محمدؒ کے نماز سرے سے شروع کرے اور اگر بیمار نماز اشارے کے ساتھ پڑھتا تھا اور نماز کے بیچ میں رکوع اور سجدے پر قادر ہوا تو اس صورت میں بالاتفاق نماز سرے سے شروع کرے اور جو شخص بیہوش یا دیوانہ رہا ایک رات اور ایک دن تک تو نماز اس ایک رات اور ایک دن کی قضا کرے اور اگر ایک رات اور ایک دن سے ایک ساعت بھی زیادہ گزرے گی تو قضا واجب نہ ہوگی اور نزدیک محمدؒ کے جب تک چھٹی نماز کا وقت نہ آوے گا تب تک قضا واجب ہوگی۔

فصل گیارہویں مسافر کی نماز کا بیان

جو کوس چار ہزار قدم کا کہلاتا ہے ویسے سولہ سولہ کوس کی تین منزل چلنے کے قصد سے جو شخص اپنے گھر سے نکل کر شہر کی عمارتوں سے باہر ہووے تو اس شخص کو چاہیے کہ چار رکعت فرض میں دو رکعت

بیٹھے اگر اس نے چار رکعت پڑھی اس صورت میں اگر دو رکعت کے بعد بیٹھا تھا تو نماز ادا ہوئی مگر یاں دُو رکعت فرض ہوئی اور دُو رکعت نفل لیکن فرض اور نفل اکٹھا کرنے کے سبب گنہگار ہوا اگر بھول کر ایسا کیا تو سجدۂ سہو کر لیوے کیونکہ سلام پھیرنے میں دیر لگی اور اگر دُو رکعت کے بعد نہیں بیٹھا تو فرض اس کا باطل ہوا چاروں رکعت نفل ہوئیں سجدہ سہو کر لیوے مسافر جب تک اپنے اصلی وطن میں داخل نہ ہوگا یا کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ روز یا زیادہ پندرہ دن سے رہنے کا قصد نہ کرے گا جب تک اس کو حکم قصر کا رہے گا اور میدان میں نیت اقامت کی معتبر نہیں اور جو کہ ہمیشہ میدان میں رہا کرتے ہیں اور کسی جگہ اقامت نہیں کرتے ہیں مگر دس پانچ روز تو ان لوگوں کو حکم ہے کہ ہمیشہ نماز اقامت کی پڑھیں قصر نہ کریں ہاں جس وقت یکبارگی اڑتالیس کوس چلنے کا ارادہ کریں تو اس وقت قصر پڑھیں اور اگر وقتیہ میں مسافر نے مقیم کے پیچھے اقتدا کی تو چار رکعت والی نماز میں مسافر پر چار رکعت لازم ہوگی اور وقت کے بعد یعنی قضا میں مسافر کو مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہیں اور مقیم کو مسافر کے پیچھے وقتیہ اور قضا دونوں میں اقتدا کرنا درست ہے جب مسافر دُو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہو کر دُو رکعت اور پڑھ لیوے۔

ف۔ مسافر کو قضا پڑھنے میں مقیم کے پیچھے اقتدا کرنا درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نماز وقتیہ میں امام کی تابعداری کے سبب مسافر پر فرض چار رکعت ہو جاتی ہے اور وقت کے بعد مسافر کا فرض بدلتا نہیں اور مقیم کو مسافر کے پیچھے قضا میں بھی اقتدا درست ہے بشرطیکہ دونوں کا ایک فرض ہو مثلاً عشا دونوں کی فوت ہوئی تو اس صورت میں مقیم کی اقتدا مسافر پر درست ہوگی ——— جب مسافر دُو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے تو مقیم کھڑا ہو کر باقی پڑھ لیوے اور وطن کی دو قسمیں ہیں ایک وطن اصلی دوسرے وطن اقامت اور وطن اصلی وطن اصلی ہی سے باطل ہوتا ہے اور وطن اقامت وطن اقامت سے اور وطن اصلی اور سفر کے سبب سے باطل ہوتا ہے۔

ف۔ مثلاً ایک مسافر نے کسی شہر میں اقامت کی تھی پھر چند روز کے بعد وہاں سے کسی اور شہر میں جا کر مقیم ہوا یا وطن اصلی یا اور کہیں سفر میں چلا گیا تو جو پہلی اقامت تھی وہ باطل ہوئی جب وہاں دوبارہ آویگا تو بدون نیت اقامت کے مقیم نہ ہوگا اور گھر میں جو نماز قضا ہوئے اس کو سفر میں چار رکعت پڑھے اور سفر میں جو قضا ہوئے اس کو گھر میں دُو رکعت۔

مسئلہ۔ سفر معصیت میں یعنی مثلاً چوری یا قزاقی کے لئے جو سفر کرتے ہیں اس میں تبدیل

اماموں کے نزدیک قصر نماز میں منع ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے قصر نماز میں واجب اور افطار روزے میں جائز اور اقامت اور سفر میں نیت متبوع کی معتبر ہے نہ تابع کی یعنی نیت امیر کی معتبر ہے نہ لشکری کی اور نیت مولیٰ کی معتبر ہے نہ غلام کی اور نیت خاوند کی معتبر ہے نہ جورو کی۔

فصل بارہویں ۱۲ جمعہ کی نماز کا بیان

جمعے کی صحت کے واسطے چھ چیزیں شرط ہیں جب وہ چھ پائی جائیں گی تب جمعہ ادا ہوگا اور جمعہ پڑھنے والے کے ذمہ سے ظہر ساقط ہوگی۔ پہلی شرط شہر کا ہونا کہ جس میں حاکم اور قاضی ہوویں یا کنارہ شہر کا بنا کیا گیا ہو شہر کے لوگوں کی حاجت کے لیے مثلاً مردے دفنانے یا لشکر جمع کرنے کے لیے پس نزدیک امام اعظمؒ کے دیہاتوں میں جمعہ درست نہیں اور نزدیک امام شافعیؒ اور اکثر اماموں کے دیہاتوں میں درست ہے شہر کے کنارے میں درست نہیں۔ دوسری شرط حاضر ہونا بادشاہ یا اس کے نائب کا تیسری شرط ظہر کا وقت ہو چوتھی شرط خطبہ پڑھنا لاکن نزدیک امام اعظمؒ کے ایک تسبیح کے برابر کفایت کرتا ہے اور نزدیک صاحبینؒ کے فرض وہ ہے کہ ذکر دراز ہو اور دو خطبے پڑھنا اس طور پر کہ شامل ہوویں حمد اور درود اور تلاوت قرآن اور مسلمانوں کی نصیحت پر اور اپنے نفس اور مسلمانوں کی استغفار پر یہ سنت ہے اور ترک ان کا مکروہ ہے پانچویں شرط جماعت اور وہ جماعت چالیس آدمیوں کی چاہیے نزدیک شافعی اور احمد رحمہما اللہ کے اور نزدیک ابوحنیفہ کے تین آدمی سوا امام کے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے دو آدمی سوا امام کے اگر نماز کے درمیان سے جماعت کے لوگ بھاگ جاویں تو امام اور باقی رہنے والوں کا جمعہ فوت ہوگا وہ لوگ ظہر سرے سے شروع کریں۔

ف۔ فوت ہونا جمعہ کا اس صورت میں ہے کہ تمام آدمی امام کے سجدہ کرنے سے قبل بھاگ جاویں اور اگر سارے نہ بھاگیں امام کے سوا تین آدمی رہ جائیں یا امام کے سجدے کے بعد سب بھاگ گئیں تو ان دونوں صورت میں جمعہ فوت نہ ہوگا۔ امام کو چاہیے جمعہ تمام کرے چھٹی شرط اذن عام یعنی کسی کو نہ روکے۔

مسئلہ۔ جمعہ لڑکے اور غلام اور عورت اور مسافر اور بیمار پر واجب نہیں اور اسی طرح اندھے پر بھی نزدیک امام اعظمؒ کے اگرچہ اس کو لیجانے والا میسر ہووے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کے اگر لیجانے والا میسر ہے تو اندھے پر جمعہ واجب ہے اور اگر میسر نہیں تو نہیں اور نزدیک احمد رحمہ اللہ کے غلام پر واجب ہے۔

مسئلہ۔ اگر غلام یا عورت یا بیمار یا مسافر نماز جمعہ کی ادا کریں تو ادا ہو گی اور ظہر ان سے ساقط ہو گی اور جو شخص شہر کے باہر رہتے ہیں اگر اذان جمعہ کی سنتا ہے تو اس پر لازم ہے جمعہ میں حاضر ہونا غلام اور بیمار اور مسافر کو اگر جمعہ میں امام ٹھہراویں تو درست ہے اگر مسافروں کی جماعت نے شہر کے اندر نماز جمعہ کی پڑھی اور مقیم ان میں کوئی نہ تھا تو نزدیک امام اعظمؒ کے جمعہ ان کا صحیح ہوگا اور نزدیک شافعیؒ اور احمدؒ کے درست نہیں جب تک چالیس آدمی مقیم آزاد تندرست ان میں نہ ہوویں۔

مسئلہ۔ ایک بے عذر نے اگر جمعہ سے آگے ظہر پڑھی تو ادا ہو گی۔ کراہت تحریمہ کے ساتھ پھر اگر وہ جمعہ کے واسطے چلا اور امام اب تک فارغ نہیں ہوا تو ظہر باطل ہوئی لیکن اگر نماز جمعہ ملے تو بہتر اور اگر نہ ملے تو ظہر پھر ملے اور نزدیک صاحبین رحمہما اللہ کے اگر نماز جمعہ ہاتھ نہ لگے تو ظہر باطل نہ ہو گی۔

مسئلہ۔ معذور اور قیدی کو جمعہ کے دن نماز ظہر کی جماعت کے ساتھ پڑھنی مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ جس شخص نے امام کو جمعہ میں التحیات یا سجدہ سہو کے اندر پایا اور نماز میں داخل ہو تو وہ شخص بعد سلام امام کے دو رکعت جمعے کی تمام کرے بعد نزدیک محمدؒ کے اگر دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا تو چار رکعت ظہر کی تحریمے پر تمام کرے۔

مسئلہ۔ جب جمعہ کی پہلی اذان کہی جاوے تب جانا اس کی طرف واجب ہوتا ہے اور اس وقت خرید و فروخت حرام ہوتا ہے اور جب امام منبر پر چڑھے خطبہ پڑھنے کو تب بات کہنی اور نماز پڑھنی منع ہے جب تک خطبے سے فارغ نہ ہو اور جب امام منبر پر بیٹھے تب اذان دوسری اس کے روبرو کہی جاوے اور لوگ امام کی طرف متوجہ رہیں اور جب خطبہ تمام ہو چکے تکبیر کہے۔

مسئلہ۔ جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھنی سنت ہے اور ایک روایت میں سبح اسم اور ہل اتاک پڑھنی سنت ہے۔

مسئلہ۔ ایک شہر میں جمعہ کئی جگہ درست ہے اور امام اعظمؒ کی ایک روایت میں سوا ایک جگہ کے جائز نہیں اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر شہر کے درمیان نہر جاری ہووے تو اس کی دونوں طرف جمعہ پڑھنا درست ہے۔

فصل تیرھویں واجب نمازوں کا بیان

اکثر اماموں کے نزدیک پانچوں وقت کے فرض کے سوا اور کوئی نماز واجب نہیں اور نزدیک امام اعظمؒ

؎ خواہ قریب ہو خواہ بعید اور سننا اور چپ رہنا واجب ہے ۱۲ در مختار سلئے اور بیٹھنا سنت ہے ۱۲ عالمگیری

کے نماز وتر کی واجب ہے اور عید الفطر اور عید الضحےٰ کی بھی اوروں کے نزدیک یہ تینوں سنت موکدہ ہیں۔

ف۔ نماز کے واجبات کی فصل میں گذرچکا کہ امام اعظمؒ کے سوا اور اماموں کے نزدیک فرض اور واجب ایک چیز ہے اور وتر میں تین رکعت ہے نزدیک امام اعظمؒ کے ایک سلام کے ساتھ اور تینوں رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور تیسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع کے قبل قنوت پڑھا کرے تمام سال اور نزدیک شافعیؒ کے رمضان کے آخری پندرہ دنوں میں قنوت پڑھے اور نزدیک اکثر اماموں کے رکوع کے بعد قومے میں پڑھنی سنت ہے اور قنوت فجر کی نماز میں پڑھنی بدعت ہے اور نزدیک شافعیؒ کے سنّت ہے اور مستحب ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں قُلْ یٰاَیُّھَا الکافِرُون اور تیسری میں قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے۔

مسئلہ۔ نماز عید کے شرائط وجوب اور ادا کے مانند نماز جمعہ کے ہیں یعنی جن شرطوں سے نماز جمعہ کی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے ان ہی شرطوں سے نماز عید کی واجب ہوتی ہے اور ادا ہوتی ہے مگر فرق یہ ہے کہ عید میں خطبہ شرط نہیں بلکہ سنّت ہے کہ بعد نماز عید کے دو خطبے پڑھے مانند جمعے کے اور ان میں مناسب اس دن کے احکام صدقۂ فطر یا احکام قربانی کے اور تکبیر ایام تشریق کے بیان کرے۔ عید الفطر کے دن سنت یہ ہے کہ پہلے کچھ کھاوے اور صدقۂ فطر کا دیوے اور مسواک اور غسل کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگاوے اور تکبیر کہتا ہوا عیدگاہ میں جاوے لیکن تکبیر پکار کے نہ کہے اور جب سورج بلند ہو اس قدر کہ آنکھ اس کے دیکھنے سے جھلملاوے اس وقت سے دوپہر کے قبل تک دونوں عید کی نماز کا وقت ہے اور جب نماز عید کی پڑھنے لگے تو تحریمہ کے بعد پہلی رکعت میں تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھاوے اور تکبیروں کے بعد ثنا[1] پڑھے اور دوسری رکعت میں قرأت کے پیچھے رکوع سے پہلے تین تکبیر زوائد کی کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھاوے بعد اس کے تکبیر رکوع کی کہے یہ چھ تکبیریں اور تکبیر رکوع کی نماز عیدین میں واجب ہیں اور اگر یہ فوت ہوں تو سجدۂ سہو لازم آئیگا اور اگر قصداً ترک کرے گا تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور دونوں عید کی نماز اگر کسی نے امام کے ساتھ نہ پائی تو پھر اس کی قضا نہیں اور اگر کسی عذر کے سبب نماز عید الفطر کی امام اور قوم سے فوت ہوجاے

---

[1] اور درمختار اور طحطاوی اور مختصر وقایہ وغیرہ میں ثنا کا پڑھنا بعد تکبیر تحریمہ قبل تکبیر زوائد کے لکھا ہے اور اعوذ بسم اللہ بعد تکبیر زوائد پڑھے ۱۲۔

تو دوسرے دن اس کو ادا کریں نہ بعد اس کے اور عید الضحیٰ کی نماز بارہویں تک بھی جائز ہے اور نماز عید الضحیٰ کی مانند نماز عید الفطر کے ہے مگر فرق اتنا ہے کہ عید الضحیٰ میں مستحب ہے کہ قبل نماز کے کچھ نہ کھاوے بلکہ بعد نماز کے اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھاوے اور قبل نماز کے بھی کھانا مکروہ نہیں اور قربانی کرنی قبل نماز کے درست نہیں اور عید الضحیٰ میں تکبیر عیدگاہ کی راہ میں پکار کے کہتا جاوے۔

مسئلہ۔ ایام تشریق میں تکبیر یں کہنی ہر فرض نماز کے بعد جب جماعت کے ساتھ پڑھی جاوے مقیم پر شہر میں واجب ہے اور نویں ذی الحجہ کی صبح سے دسویں کی عصر تک ایام تشریق کے ہیں نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبین کے تیرہویں کی عصر تک اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے اور اگر عورت یا مسافر مقیم کے پیچھے اقتدا کریں تو ان پر تکبیر کہنی واجب ہوگی تکبیر آواز بلند کے ساتھ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے نہیں کوئی معبود بندگی کے لائق سوا اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور واسطے اللہ کے ہے ساری خوبی اور اگر امام ترک کرے تو بھی مقتدی ترک کرے۔

فصل چودہویںؐ نفلوں کا بیان

فجر کی نماز کے قبل سنت دو رکعت ہے اس میں سورۂ کافرون اور قل ہو اللہ پڑھے اور نماز ظہر اور جمعے کے قبل چار رکعتیں ہیں ساتھ ایک سلام کے اور بعد ظہر کے دو رکعت ہیں اور بعد جمعے کے چار رکعتیں اور نزدیک ابی یوسفؒ کے بعد جمعے کے چھ رکعت اور مستحب ہے کہ ظہر کے بعد چار رکعت پڑھے دو سلام کے ساتھ اور نماز عصر کے قبل دو رکعت یا چار رکعت پڑھنی مستحب ہے اور بعد نماز مغرب کے دو رکعت سنت ہے اور بعد اس کے چھ رکعتیں اور مستحب ہیں کہ ان کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں اور ایک روایت میں نماز مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھنی آئی ہیں اور قبل عشار کے چار رکعت مستحب ہیں اور بعد عشار کے دو رکعت سنت اور چار رکعت اور مستحب ہے اور بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی مستحب ہے پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون پڑھے نماز تہجد کی سنت مؤکدہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں فرمائی اور اگر کبھی فوت ہو جاتی تو بارہ رکعت دن کو پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد کی حدیث میں چار رکعت سے کم نہیں آئی اور بارہ رکعت سے زیادہ بھی ثابت نہیں ہوئی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز تہجد کے

بعد پڑھتے تھے سنت اسی طرح پر ہے جس کو اپنے نفس پر اعتماد ہو تو وہ وتر تہجد کے بعد آخر رات کو پڑھے کہ یہ بہتر ہے اور اگر اعتماد نہ ہو تو سونے کے قبل پڑھ لیوے کہ اس میں احتیاط ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وتر سمیت تہجد سات رکعت پڑھی اور کبھی نو رکعت اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی تیرہ رکعت اور کبھی پندرہ رکعت اور کبھی دو دو رکعت اور کبھی چار چار رکعت اور کبھی سب کی سب ایک سلام کے ساتھ اور کبھی دو دو رکعت تازہ وضو اور مسواک کے ساتھ پڑھی اور بعد ہر دو رکعت کے سو گئے اور پھر جاگے اور تہجد میں قیام بہت دراز فرماتے تھے یہاں تک کہ دونوں پاؤں مبارک سوج جاتے اور پھٹ جاتے تھے اور کبھی چار رکعت پڑھی پہلی رکعت میں سورۂ بقر دوسری میں سورۂ آل عمران تیسری میں سورۂ نسا چوتھی میں سورۂ مائدہ پڑھی اور جس قدر قیام فرمایا اسی قدر رکوع اور اسی قدر قومہ اور اسی قدر سجدہ اور اسی قدر جلسہ ادا فرمایا اور کبھی ایک رکعت میں یہ چاروں سورتیں جمع فرماتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وتر کی ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کیا لیکن مستحب یہ ہے کہ ہر روز اس قدر پڑھے کہ ہمیشہ پڑھ سکے ایک مہینہ میں ایک ختم کرے یا دو ختم یا تین ختم اور اکثر صحابہ سات رات میں ختم فرماتے تھے اول رات میں تین سورۃ پڑھتے تھے سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء اور دوسری رات میں پانچ سورۃ پھر سات پھر نو پھر گیارہ پھر تیرہ پھر آخر قرآن تک اور اس ختم کو فمی بشوق نام رکھتے ہیں۔

ف۔ مراد فا سے سورۂ فاتحہ اور میم سے سورۂ مائدہ اور یا سے سورۂ یونس اور بآ سے سورۂ بنی اسرائیل اور شین سے سورۂ شعراء اور واؤ سے سورۂ والصّٰفّٰت اور قاف سے سورۂ قٓ اور چاہیے کہ قرآن ترتیل کے ساتھ پڑھے۔

ف۔ ترتیل کے معنی آہستہ آہستہ اور صاف پڑھنا اور حروف اور مدا اور تشدید کو بخوبی ادا کرنا اور وعدہ وعید کے مقام میں غور کرنا اور مستحب یہ ہے کہ صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھکر سورج نکلنے تک ذکر میں مشغول رہے جب سورج نکل چکے تب دو رکعت نفل پڑھے ثواب ایک حج اور ایک عمرے کا پاوے گا اور اگر چار رکعت پڑھے گا تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس دن کے آخر تک اس کی مرادوں کے لیے میں بس ہوں یعنی ساری پوری کروں گا اور اس نماز کو نماز اشراق کی کہتے ہیں نماز چاشت کا بیان یوں ہے کہ جب سورج گرم ہو جاوے دوپہر کے قبل چاشت کی نماز آٹھ رکعت پڑھنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے اور دوپہر ڈھلنے کے بعد ظہر کے قبل چار رکعت نفل پڑھنی حدیث سے ثابت ہوئی۔

ف ۔ وظائف النبی میں لکھا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ابتدائے نبوت سے آخر عمر تک یہ چار رکعتیں ساتھ ایک سلام کے پڑھا کیا کرتے تھے اور قرآت اس میں لمبی پڑھا کرتے تھے اور جب تازہ وضو کرے تب دو رکعت تحیۃ الوضو کی پڑھنی سنت ہے اور جس وقت مسجد میں داخل ہو اُس وقت دو رکعت تحیۃ الوضو کی پڑھنی سنت ہے اور عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا سنت ہے نفل میں جماعت مکروہ ہے مگر رمضان میں سنت ہے کہ ہر رات عشاء کے بعد بیس رکعت جماعت سے پڑھے دس سلام کے ساتھ اور ہر رکعت میں دس آیت پڑھے کہ تمام رمضان میں قرآن ختم ہو جائے اور قوم کی سستی کے سبب اس سے کم نہ کرے اور اگر قوم کو رغبت زیادہ سننے کی ہووے تو تمام رمضان میں دو یا تین یا چار ختم کرے اور ہر چار رکعت کے بعد چار رکعت کے انداز بیٹھے اور ذکر میں مشغول رہے اس بیٹھنے کا نام ترویحہ ہے اور بعد تراویح کے وتر جماعت کے ساتھ پڑھے اور رمضان کے سوا اور دنوں میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنی مکروہ ہے ۔

نماز استخارہ کا بیان

اگر کوئی کام آگے آوے تو سنت ہے کہ استخارہ کرے اس طریق سے کہ پہلے وضو کرے اور دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بعد اس کے حمد اور درود پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَقَدِّرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ یا اللہ تحقیق میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے اس کام میں تیرے علم کی مدد کے ساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی حاصل ہونے کیلئے تیری قدرت کے وسیلہ کے ساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے مراد اپنی تیرے بڑے فضل سے پس بیشک تو قدرت رکھتا ہے ہر چیز پر اور میں نہیں قدرت رکھتا ہوں کسی چیز پر اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے چھپی ہوئی باتوں کو یا اللہ جو تو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام بہتر ہے میرے لئے میرے دین اور میری دنیا اور میری زندگانی اور میرے انجام کار میں پس حکم کر اور موجود کر اس کو میرے لئے اور آسان کر اس کو میرے لئے پھر برکت ہووے میرے لئے اس میں اور جو جانتا ہے کہ بیشک یہ کام برا ہے میرے لئے اور میرے دین اور میری دنیا اور میری زندگانی اور میرے

---

[1] دونوں لکیروں کی جگہ پڑھتے وقت اپنے مقصود کا خیال کریں ۔

انجام کار میں پس پھیر اس کو مجھ سے اور پھیر مجھکو اُس سے اور حکم کر اور موجود کر میرے لئے نیکی جہاں کہیں ہووے پھر راضی کر مجھکو ساتھ اس کے۔

نماز توبہ کا بیان

اگر کوئی گناہ ظاہر ہووے تو چاہیئے کہ جلد وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور استغفار کرے اور گناہ سے توبہ کرے اور جو گناہ کر چکا ہے اس پر پشیمان ہووے اور دل میں قصد کرے کہ آیندہ گناہ پھر اختیار نہیں کریں گے۔

نماز حاجت کا بیان

اگر کسی کو کوئی حاجت آگے آوے تو وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور تعریف خدا کی کرے اور درود رسول پر بھیجے پھر یہ دعا کرے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْاَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْعِصْمَۃَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّنْ حَوَآئِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ھِیَ لَکَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ نہیں کوئی معبود مگر اللہ حلم والا بزرگ پاک ہے مالک عرش بڑے کا تمام تعریف ہے اللہ کے لئے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے مانگتا ہوں میں تجھ سے خصلتیں اچھی کہ واجب کرنے والی ہوں تیری رحمت کی اور مانگتا ہوں میں تجھ سے ان کاموں کو کہ لازم کرنے والے ہوں تیری بخشش کو اور چاہتا ہوں بہتری ہر نیکی سے اور بچاؤ ہر گناہ سے اور سلامتی ہر گناہ سے نہ چھوڑ میرے لئے کوئی گناہ مگر بخشے تو اُس کو اور نہ چھوڑ تو کوئی غم مگر کہ دور کرے تو اس کو اور نہ چھوڑ کوئی قرض مگر کہ ادا کر دیوے تو اُس کو اور نہ چھوڑ تو کوئی حاجت دنیا اور آخرت کی حاجتوں سے کہ وہ تیرے نزدیک اچھی ہووے مگر جاری کر دے اس کو اے بہت مہربان مہربانوں کے۔

صلوٰۃ التسبیح کا بیان

صلوٰۃ التسبیح تمام چھوٹے بڑے گناہوں کی مغفرت کے لئے ہے خواہ وہ گناہ خطاءً ہو خواہ قصداً خواہ پرانے پر خواہ نیا۔ میں حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی طریقہ اس کا یوں ہے کہ چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد قرأت کے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے اور رکوع[1] میں دس بار اور قومے میں

---

[1] بعد تسبیح رکوع ۱۲

دس بار اور سجدے[1] میں دس بار اور جلسے[2] میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس بار پس ہر رکعت میں پچھتر بار کہ چاروں میں تین سو بار ہوتے ہیں پڑھے اور اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز پڑھا کرے نہیں تو ہفتہ میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار یا برس میں ایک بار یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ چار رکعت میں چار سورۃ مسبحات میں سے پڑھے (مسبحات کی سات سورتیں ہیں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ حدید اور سورۂ حشر اور سورۂ صف اور سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابن اور سورۂ اعلیٰ)

نماز سورج گہن کا بیان

جب سورج گہن لگے تو سنت ہے کہ جمعہ پڑھنے والا امام دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کرے مثل اور نمازوں کے اور قرأت میں پڑھے لاکن آہستہ پڑھے اور نزدیک صاحبین کے پکار کے پڑھے اور نماز کے پیچھے ذکر میں مشغول رہے جب تک آفتاب صاف ہو جائے اور اگر جماعت نہ ہو تو اکیلا پڑھے خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار رکعت اور اسی طرح چاند کے گہن اور تاریکی اور تند ہوا اور زلزلہ اور ان کے مانند میں پڑھے

نماز استسقا کا بیان

پانی کے لئے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی فقط دعا مانگی اور کبھی جمعے کے خطبے میں دعا کی اور عمر رضی اللہ عنہ پانی مانگنے کے لئے باہر گئے اور فقط استغفار کیا اس واسطے امام اعظمؒ کے نزدیک پانی کی طلب میں نماز پڑھنی سنت موکدہ نہیں ہے بلکہ کہا ہے کہ مینھ کی طلب میں دعا و استغفار ہے اور اگر اکیلا نماز پڑھے تو درست ہے لیکن صحیح روایت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہوا استسقا میں نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی اسی واسطے امام ابی یوسفؒ اور محمدؒ اور باقی علماء نے کہا کہ امام مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ عیدگاہ میں جاوے اور کفار ساتھ نہ ہوویں پس امام جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اور قرأت پکار کے پڑھے اور نماز کے بعد مانند عید کے دو خطبے پڑھے اور استغفار

---

[1] بعد تسبیح سجدہ ۱۲

[2] مذہب حنفیہ میں اس کے بدلے سورۃ ختم کرنے کے بعد دس بار پڑھے اس لئے کہ مذہب حنفیہ میں جلسۂ استراحت نہیں اور عالمگیری میں ہے کہ بعد ثنا کے پندرہ بار پڑھ کے اعوذ فاتحہ پڑھے اور سورۃ کے بعد دس بار پڑھے ۱۲ عبدہ۔

کرے اور دعا استسقا کی حدیث کی دعاؤں میں سے پڑھے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَرِیْئًا مُّرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ رَآئِثٍ مُّضِرٍّ ع المنبات اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ اور ما تحداس کے یا اللہ برسا ہم پر مینھ فریاد کو پہونچنے والا سیراب کرنے والا بہت ارزانی کرنے والا نفع دینے والا نہ ضرر کرنے والا جلدی برسنے والا نہ دیر کرنے والا فراخ کرنے والا رو ئیدگی کا یا اللہ پانی دے اپنے بندوں کو اور جانوروں کو اور اتار رحمت اپنی اور زندہ کر شہر مُردہ اپنے کو اور امام چادر اپنی پھیر اوے نہ قوم۔

ف - چادر پھیرانے کا طریق یوں ہے کہ دایاں سرا بائیں طرف ہو جاوے اور بایاں سرا داہنی طرف اور اندر کا رخ باہر اور باہر کا رخ اندر۔

مسئلہ - نفل اگر شروع کیا تو واجب ہوئی پھر اگر فاسد کیا تو دُو رکعت قضا کر لیوے اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے اگر چار رکعت کی نیت کی اور پہلے قعدے سے آگے فاسد کیا تو چار رکعت قضا کرے اور اسی طور پر اختلاف ہے اس صورت میں کہ چار رکعت نفل پڑھی چاروں میں قرأت ترک کی یا اخیر کی دو میں سے فقط ایک میں پڑھی پس ان تینوں صورتوں میں نزدیک امام اعظمؒ اور محمدؒ کے دُو رکعت قضا کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور اگر پہلی دُو رکعت میں یا آخری دُو رکعت میں قرأت ترک کی یا پہلی دو میں سے ایک میں یا پچھلی دو میں سے ایک میں ترک کی تو ان چاروں صورتوں میں دُو رکعت قضا کرے گا بالاتفاق اور اگر پہلی دُو رکعت میں سے ایک میں قرأت کی اور تینوں میں نہ کی یا پہلی دُو میں سے ایک میں کی اور آخری دو میں سے ایک میں کی ان دونوں صورتوں میں نزدیک محمدؒ کے دُو رکعت قضا کرے گا اور نزدیک شیخین کے یعنی امام اعظمؒ اور ابی یوسفؒ کے چار رکعت اور قعدۂ اُولیٰ ترک کرنے سے نزدیک امام محمدؒ کے نماز باطل ہوتی ہے اور نزدیک شیخین کے باطل نہیں ہوتی لیکن سجدۂ سہو کر لیوے اگر ایک عورت نے نذر کی کہ کل نماز نفل پڑھوں گی میں یا روزہ رکھوں گی پس حائض ہوئی تو اس پر قضا لازم آوے گی۔

مسئلہ - نفل بدون عذر کے بیٹھ کر پڑھنی بھی جائز ہے کھڑے ہونے کی طاقت ہونے کے ساتھ اور اگر کھڑا ہو کر شروع کیا اور بیٹھ کے تمام کیا تو بھی درست ہے مگر مکروہ ہے لاکن عذر میں مکروہ نہیں اور عذر کے سبب دیوار میں تکیہ لگا کر نفل پڑھنی جائز ہے۔

مسئلہ - شہر کے باہر سواری پر نفل پڑھنی درست ہے۔ اشارے سے رکوع اور سجدہ کرے جس طرف سواری جاوے اگر سواری پر شروع کیا بعد اس کے زمین پر اترا تو اسی نماز کو

رکوع اور سجدے کے ساتھ پوری کرے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے سرے سے شروع کرے اور اگر زمین پر شروع کیا اور بعد اس کے سوار ہوا تو نماز اس کی فاسد ہوئی اس صورت میں بنا نہ کرے بالاتفاق۔

فصل پندرھویںؔ سجدۂ تلاوت کا بیان

سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے جس نے آیت سجدہ پڑھی اس پر یا جس نے سنی اگرچہ قصد سننے کا نہیں رکھتا تھا اس پر اور امام کے پڑھنے سے مقتدی پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور مقتدی کے پڑھنے سے کسی پر واجب نہیں ہوتا ہے نہ مقتدی اور نہ امام پر ہاں جو شخص نماز میں داخل نہیں اس نے سنا تو اس پر واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر نماز کے خارج کسی نے آیت سجدے کی پڑھی اور نمازی نے سن لی تو نمازی نماز کے بعد سجدہ کر لیوے اگر نماز کے اندر سجدہ کرے گا تو درست نہ ہوگا لاکن نماز باطل نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر امام نے آیت سجدے کی پڑھی اور ایک شخص نماز میں داخل نہ تھا اس نے آیت سنی بعد اس کے اس امام کے پیچھے اس نے اقتدا کیا پس اگر امام کے سجدہ کرنے کے آگے اقتدا کیا ہے تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اس رکعت میں داخل ہوا تو ہرگز سجدہ نہ کرے یعنی نہ نماز کے اندر اور نہ بعد نماز کے اور اگر دوسری رکعت میں داخل ہوا تو بعد نماز کے سجدہ کر لیوے مانند اس شخص کے جس نے اقتدا نہیں کیا ہے اور جو سجدہ تلاوت کا نماز میں واجب ہوا نماز کے بعد اس کی قضا نہیں۔

ف۔ یعنی واجب تھا ادا کرنا اس کا نماز میں اور اگر ادا نہ کیا تو بعد نماز کے اس کو قضا نہ کرے کیونکہ منع ہے قضا کرنا نماز کے بعد لاکن وہ شخص گنہگار ہوا سوا توبہ کے چارہ نہیں۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے آیت سجدے کی خارج نماز کے پڑھی اور سجدہ نہ کیا بعد اس کے نماز میں شروع کیا اور اسی آیت کو پھر پڑھا تو ایک سجدہ کفایت کرے گا اور اگر سجدہ کیا بعد اس کے نماز میں شروع کیا اور پھر اسی آیت کو پڑھا تو پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ۔ اگر ایک شخص نے ایک مجلس میں ایک آیت سجدے کی کئی بار پڑھی تو ایک سجدہ کفایت کرے گا اور اگر دوسری آیت پڑھی یا مجلس بدل گئی تو دوسرا سجدہ کرے اور اگر پڑھنے والے

ہے اور سُننے والی کی متعدد تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ آوے گا اور سُننے والے پر متعدد اور اگر مجلس سُننے والی کی واحد ہے اور پڑھنے والے کی متعدد تو سُننے والے پر ایک سجدہ ہے اور پڑھنے والے پر متعدد۔

مسئلہ۔ کیفیت سجدہ کرنے کی یہ ہے کہ نماز کی شرطوں کے ساتھ یعنی طہارت بدن وغیرہ کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جاوے اور تسبیحات پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھاوے اور تحریمہ اور التحیات اور سلام سجدۂ تلاوت میں نہیں۔

مسئلہ۔ مکروہ ہے کہ تمام سورۃ پڑھے اور آیت سجدے کی چھوڑے اور اگر آیت سجدے کی پڑھے اور ساری نہ پڑھے تو مکروہ نہیں مگر سجدے کی آیۃ کے ساتھ دو ایک اور آیت ملانی بہتر ہے اور بہتر یہ ہے کہ آیت سجدے کی آہستہ پڑھے تاکہ سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہووے۔

کتاب الجنائز

جنازے کا بیان

موت کو ہمیشہ یاد رکھنا اور جس چیز میں وصیت کرنی واجب ہے اس وصیت نامے کو سا تھ
رکھنا مستحب ہے بلکہ جس وقت گمان موت کا غالب ہو اس وقت واجب ہے حدیث میں آیا ہے
کہ جو شخص ہر روز بیس مرتبہ موت کو یاد کرے گا مرتبہ شہادت کا پاوے گا۔

مسئلہ۔ جب مسلمان مرنے کے قریب ہووے تو کلمہ شہادت کا اس کے پاس پڑھا جاوے۔

ف۔ یعنی پڑھ پڑھ کے اس کو سُنا دیں کہ وہ سنے اور سیکھے اور اس کو نہ کہیں کہ تو بھی پڑھ
اور سورۂ یٰسٓ اس کے سر کے پاس پڑھی جاوے اور جب مر چکے منہ بند کیا جاوے اور آنکھیں بھی
اور دفنانے میں جلدی کی جاوے۔

مسئلہ۔ جب نہلانا چاہیں تب عُود جلا کے اول تختہ کو تین بار خوشبو کریں اور میت کا
ستر چھپا کے اور سارے بدن سے کپڑے اتار کرکے اس تختے پر لا دیں اول نجاست حقیقی بدن
سے پاک کی جاوے بعد اس کے بدون کلی کروائے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وضو کرایا جاوے

ف۔ دُرِ مختار میں لکھا ہے کہ جب ناپاک یا حیض یا نفاس کی حالت میں مرے تب مضمضہ[1] اور
استنشاق کرایا جاوے گا بالاتفاق اور ان کے سوا اوروں کو ایک ٹکڑا کپڑا تر[2] کرکے ہونٹھ اور منہ
اور حلق پاک کیا جاوے بعد اس کے پانی سے نہلایا جاوے کہ جس میں تھوڑی بیری کی پتی یا مانند
اس کے ڈال کے جوش کیا گیا ہو اور اس کی داڑھی اور سر کے بالوں کو گل خیرو یا اس کے مانند کے
ساتھ دھو دیں اس کے بعد اول بائیں کروٹ لٹا کر داہنی طرف دھو دیا پھر داہنی کروٹ

---

[1] اس طرح سے کہ کپڑا انگلی میں لپیٹ کے مُردے کے منہ اور ناک کے اندر سے پونچھ دے ۱۲

[2] اور انگلی میں لپیٹ کے ۱۲

لٹا کر بائیں طرف دھودیں اور تکیہ لگا کے بٹھا کر اس کے پیٹ کو نرم نرم ملیں اگر کچھ نکلے تو پاک کر لیں
دوہرانا غسل کا ضرور نہیں پیچھے اس کے کپڑے سے بدن خشک کر کے خوشبو سر اور داڑھی پر اور کافور
سجدے کی جگہ پر مل دیویں اور کفن پہنا دیں مرد کو تین کپڑے سنت ہیں بقول ابوحنیفہ کے ایک
کفنی کہ آدھی پنڈلی تک ہووے اور دو چادر سر سے قدم تک اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو تین چادر میں کفن دیا گیا۔ پیراہن[1] اس میں نہ تھا اور دستار باندھنا بدعت ہے اور
اگر تین کپڑے میسر نہ ہوں تو کفایت ہیں اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک چادر میں دفن کئے گئے جب سر
چھپاتے تھے تو پاؤں ننگے ہوتے تھے اور جب پاؤں چھپاتے تھے تو سر ننگا ہوتا تھا آخر پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے اس چادر کو سر کی طرف کھینچ لیا اور پاؤں پر گھاس ڈال دی اور عورت
کو دو کپڑے زیادہ دیئے جاتے ہیں ایک دامنی کہ سر کے بالوں کو اس سے لپیٹ کر سینے پر رکھتے ہیں۔

ف۔ اور وہ دو گز کی لمبی اور ایک بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور دوسرا سینہ بند کہ بغل سے
زانو تک ہوتا ہے۔

ف۔ وہ تین گز کا لمبا اور بغل سے زانو تک کا چوڑا ہوتا ہے اور اگر پانچ کپڑے میسر نہ ہوویں
تو تین کفن کفایت کرتے ہیں اور ضرورت کے وقت جو میسر ہو سکے اور مسلمان میت کو غسل دینا اور کفن
وگور کرنا اور جنازے کی نماز پڑھنی اور دفنانا فرض کفایہ ہے۔

ف۔ کفایہ اس کو کہتے ہیں کہ جو بعض لوگ ادا کریں تو سب چھوٹ جاویں اور اگر کوئی ادا نہ
کرے تو سب گنہگار ہوں اور بدون نہلانے اور کفنانے کے نماز جنازے کی درست نہیں۔

ف۔ جب کفنانے کا قصد کریں تو پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دیں پھر بخورات جلا کے
تین بار کفنوں کو خوشبو دیں اور عطر لگا دیں پس میت کو کفنی پہنا کے ازار اور لفافے پر لٹا کر سر اور
داڑھی پر اس کے خوشبو مل کر ازار کو بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی طرف سے اور اسی طرح لفافے
کو لپیٹیں اور اگر عورت ہووے تو سینہ بند اس کا لفافہ اور ازار کے بیچ میں رکھیں بعد اس کے کفنی پہناویں
اس کے پیچھے دامنی سر پر رکھ کر بالوں کو دو حصے کر کے دامنی سے لپیٹ کر کندھے کے دونوں طرف
سے کفنی پر رکھیں بعد اس کے اول ازار کو لپیٹیں تب سینہ بند کو پھر لفافے کو اور جنازے کی امامت
کے لئے بادشاہ اولیٰ ہے بعد اس کے قاضی پھر محلے کا امام پھر ولی اقربا یعنی سب اقربا میں سے جو شخص

---

[1] اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قمیص بھی اس میں تھا اور یہی معتبر ہے ۱۲

زیادہ قریب ہو جیسا باپ پھر بیٹا پھر پوتا پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا و علی ہذا القیاس لاکن میت کا
باپ امامت کے لئے بہتر ہے اس کے بیٹے سے اور نماز جنازے کی چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد
سبحانک اللہم پڑھے آخر تک اور نزدیک امام اعظمؒ کے جنازے کی نماز میں الحمد پڑھنا جائز نہیں اور
اکثر علماء جائز رکھتے ہیں اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے اور تیسری کے بعد میت اور سب مسلمانوں
کے واسطے دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا
وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ
مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ بِرَحْمَتِکَ یَا
اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ یا اللہ بخش تو ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضروں کو
اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو
یا اللہ جس کو تو زندہ رکھے ہم میں سے پس زندہ رکھ تو اس کو اسلام پر اور جس کو مارے تو ہم میں سے پس مار
تو اس کو ایمان پر یا اللہ نہ محروم کر تو ہم لوگوں کو اس کے ثواب سے اور نہ فتنہ میں ڈال ہم لوگوں کو بعد اس
کے اور لڑکے کے جنازے پر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا
وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا یا اللہ کر تو اس کو ہمارے لئے آگے ہو پہنچنے والا
منزل میں اور اسباب تیار کرنے والا اور کر دے تو اس کو ہمارے لئے اجر اور توشہ آخرت کا اور کر دے
تو اس کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور مقبول ہو جاوے تیری جناب میں شفاعت اس کی اور
اگر لڑکی ہو تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا
لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرے اور جو شخص امام کی تکبیر کے بعد حاضر
ہووے پس جس وقت امام دوسری تکبیر کہے اس وقت امام کے ہمراہ تکبیر کہہ کر داخل نماز کے ہو جاوے اور
امام کے سلام پھیرنے کے بعد پہلی تکبیر کو قضا کر لیوے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے اس شخص کو امام کی
دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں نانند اس شخص کے کہ امام کے تحریمے کے وقت حاضر تھا اور امام
کے ساتھ اس نے تکبیر تحریمہ کی نہ کہی بلکہ جب امام تکبیر کہہ چکا تب وہ تکبیر کہہ کر نماز میں داخل ہوا پس جس
طرح اس شخص کو دوسری تکبیر کی انتظاری کرنی ضرور نہیں اسی طرح جو شخص بعد تکبیر کہنے امام کے حاضر
ہووے اس کو بھی تکبیر کہہ کر داخل ہونا چاہیے انتظار کرنا دوسری تکبیر کا ضرور نہیں اور نماز جنازے کی گھوڑے
کی سواری پر پڑھنی درست نہیں اور نماز جنازے کی مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے اور نماز جنازے کی میت
غائب پر پڑھنی اور جو عضو کہ کم آدھے بدن سے ہووے اس پر پڑھنی درست نہیں اور لڑکا پیدا

ہو کر آواز کرنے کے بعد مرگیا تو اس پر نماز پڑھی جاوے اور اگر آواز نہیں کی تو نماز نہ پڑھی جاوے۔ ایک لڑکا نا سمجھ دارالحرب سے پکڑ آیا بدون ماں باپ اس کے یا اس کے ماں باپ کے ساتھ پکڑا آیا اور اس کے ماں باپ دونوں میں سے ایک مسلمان ہے یا وہ لڑکا آپ عقلمند اور مسلمان ہے پس اگر وہ دارالاسلام میں مرجاوے گا تو اس پر نماز پڑھی جاوے گی۔

ف۔ یعنی اس کی کئی صورت ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک لڑکا نا سمجھ دارالحرب سے اکیلا دارالاسلام میں پکڑا آیا بعد اس کے مرگیا تو اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ ماں باپ کے ساتھ پکڑا آیا اور اس کے ماں باپ دونوں میں سے ایک مسلمان ہے پھر وہ لڑکا نا سمجھ دارالاسلام میں مرگیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز پڑھی جاوے گی تیسری صورت یہ ہے کہ اگر ماں باپ کے ساتھ پکڑا آیا اور ماں باپ دونوں اس کے کافر ہیں لاکن وہ لڑکا آپ عقلمند ہے اور مسلمان پھر وہ دارالاسلام میں مرگیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز پڑھی جاوے گی اور سنت یہ ہے کہ جنازے کو چار آدمی اٹھاویں اور جلدی چلیں لیکن دوڑیں نہیں اور ہماری جنازے کے پیچھے چلیں اور جب تک جنازہ زمین پر رکھا نہ جاوے تب تک نہ بیٹھیں اور سنت یہ ہے کہ قبر بغلی کی جاوے اور میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں داخل کیا جاوے اور وقت رکھنے کے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُولِ اللّٰہِ کہا جاوے اور منہ کعبہ کی طرف کیا جاوے اور قبر عورت کی وقت دفنانے کے پردہ کی جاوے اور کچی اینٹ یا بانس قبر میں رکھ کر اس پر مٹی ڈالی جاوے اور قبر ایسی کوہان اونٹ کے کی جاوے اور پکی اینٹ اور لکڑی رکھنی اور چونا اور گچ قبر میں کرنا مکروہ ہے اور یہ جو اولیا کی قبروں پر مکانات بلند بنایا کرتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کے کام کیا کرتے ہیں یہ سب کام حرام ہیں یا مکروہ اور بغیر پڑھے نماز جنازے کی اگر میت کو دفن کیا جائے تو اس کی قبر پر نماز جنازے کی پڑھی جاوے تین دن تک بعد تین دن کے قبر پر نماز پڑھنی درست نہیں نزدیک امام اعظمؒ کے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب سات برس کے بعد احد کے شہیدوں پر نماز جنازے کی پڑھی شاید کہ یہ پڑھنا خاص شہیدوں کے لئے تھا اس سے کہ بدن ان کا ریزہ ریزہ نہیں ہوتا ہے۔

فصل پہلی شہیدوں کا بیان

جو شخص اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق کے ہاتھ سے مارا گیا یا لڑائی کی جگہ میں مرا ہوا ملا اور اس پر قتل کا نشان موجود ہے یا اس کو کسی مسلمان نے ظلم سے مارا اور اس کے مارنے سے اس مسلمان پر دیت

واجب نہ ہوئی اور وہ شخص جو مارا گیا وہ بالغ یا دیوانہ یا ناپاک یا عورت حائض یا نفاس والی نہ ہو تے اور وہ شخص مرنے سے آگے کھانے یا پینے یا علاج کرنے یا خرید و فروخت یا وصیت کرنے سے فائدہ حاصل کرنے والا نہ ہو اور بعد زخمی ہونے کے ایک نماز کا وقت اس پر نہ گذرا ہو تب وہ شخص شہید کہلائے گا اس کو غسل نہ چاہیے دینا اور بدن کے کپڑے کے ساتھ اس کو دفن چاہیے کرنا لیکن اس پر نماز چاہیے پڑھنی اور اگر یہ شرطیں نہ پائی جاویں تو وہ شخص ظلم سے مارا گیا ہو اگرچہ ثواب شہادت کا پاوے گا لیکن شہید نہ کہلاوے گا بلکہ غسل اور کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جاوے گی۔

ف۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو مارا لیکن ظلم سے نہیں مارا بلکہ خطا سے مارا یعنی تیر چھوڑا شکار پر اور وہ تیر لگ گیا کسی مسلمان پر تو اس صورت میں اس قاتل پر دیت واجب ہوگی اور وہ مقتول شہید نہ کہلاوے گا اور اسی طرح نابالغ یا دیوانہ یا ناپاک یا عورت حائض یا نفاس والی یہ لوگ اگرچہ اہل حرب یا اہل بغی یا قزاق کے ہاتھ سے مارے جاویں شہید نہ کہلاویں گے اگرچہ ثواب شہادت کا دے جاویں گے اور اسی طرح جس شخص کو لڑائی کی جگہ سے زخمی اٹھا لاتے اور بعد اٹھا لانے کے اس نے کچھ کھایا پیا یا کچھ بیچا یا مول لیا یا وصیت کی یا ایک وقت فرض نماز کا اس پر گذر گیا پس یہ شخص شہید نہ کہلاوے گا اگرچہ ثواب شہید کا اس کو خدا بخشے گا اور حد یا قصاص میں جو مارا گیا وہ شہید نہیں اس کو غسل دیویں اس پر نماز پڑھیں اور اگر قزاق یا باغی مارا جاوے تو غسل دیا جاوے اس پر نماز نہ پڑھیں۔

فصل دوسری ماتم کا بیان

اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے تو اس عورت پر واجب ہے سوگ کرنا چار مہینے دس دن تک عدت کے دنوں میں مراد سوگ سے یہ ہے کہ زینت نہ کرے اور کپڑا رنگا ہوا اور زعفرانی نہ پہنے اور استعمال خوشبو اور تیل اور سرمہ اور مہندی کا نہ کرے مگر کوئی عذر کے سبب ان چیزوں کو استعمال کرے تو مضائقہ نہیں اور خاوند کے گھر سے باہر نہ نکلے مگر دن کو اگر ضرورت کے لئے نکلے تو رات کو اسی گھر میں رہا کرے ہاں جس صورت میں کوئی بزور گھر سے نکال دیوے یا گھر گرا پڑتا ہے یا خوف کرتی ہے اس گھر میں اپنی جان یا اپنے مال پر تو ان صورتوں میں اس گھر سے نکل جانا مضائقہ نہیں اور خاوند کے سوا اگر دوسرا کوئی عورت کے اقربا میں سے مر جاوے تو اس کے لئے تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے اور زیادہ تین دن سے حرام ہے۔

مسئلہ۔ میت پر غم کرنا اور آنکھ سے آنسو بہانا جائز ہے اور رونے میں آواز بلند کرنی اور بیان کرنا اور گریبان پھاڑنا اور سر اور منہ پر ہاتھ مارنا حرام ہے اکثر صحیح حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کو عذاب کیا جاتا ہے اس کے اہل کے نوحہ کرنے کے سبب سے اور اس بات میں عالموں کے اقوال مختلف ہیں بعض قائل ہیں اس بات کے کہ میت پر عذاب کیا جاتا ہے اس کے اہل کے نوحہ کرنے کے سبب اور بعض اس بات کے قائل نہیں اور جو حدیثیں اس باب میں وارد ہیں ان حدیثوں کی وہ لوگ تاویل کرتے ہیں اور فقیر کے نزدیک تفسیر کے یہ ہے کہ میت اگر اپنی حالت زندگی میں بیان کرنے کی عادت رکھتا تھا یا بیان کرنے پر وصیت کر گیا تھا یا بیان پر راضی رہتا تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل مجھ پر بیان کریں گے اور ان کو وہ منع نہ کر گیا تو ان صورتوں میں اس پر عذاب کیا جاوے گا اس کے اہل کے بیان کرنے سے اور اگر وہ زندگی میں عادت بیان کی نہیں رکھتا تھا اور نہ وصیت کر گیا اور نہ وہ اس پر راضی رہتا تھا اور نہ وہ جانتا تھا کہ میرے اہل مجھ پر نوحہ کریں گے تو اس پر عذاب نہ کیا جاوے گا۔

مسئلہ۔ سنت یہ ہے کہ مصیبت میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اور میرے اور میت کے گھر والوں کے لئے مصیبت کے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔

فصل تیسری قبروں کی زیارت کا بیان

قبروں کی زیارت کرنی مردوں کو درست ہے نہ عورتوں کو اور سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جا کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَیَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ سلام ہے تم پر اے رہنے والے قبروں کے مسلمانوں اور مومنوں میں سے تم ہم سے پہلے پہونچے اور ہم تمہارے پیچھے پہونچتے ہیں اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تمہارے ساتھ ملیں گے رحم کرے اللہ اگلوں پر ہم میں سے اور پچھلوں پر یعنی زندوں اور مردوں پر مانگتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت بخشے اللہ ہم کو اور تم کو اور رحم کرے اللہ ہم پر اور تم پر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جو کوئی قبرستان میں گزرے اور قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھ کے مردوں کو بخشے تو وہاں کے مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب دیا جائے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی الحمد اور قل ہو اللہ اور سورۃ تکاثر پڑھ کر ثواب ان

سورتوں کا مُردوں کو بخشے گا تو مردے اس کے لئے شفاعت کرنے والے ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی سورۂ یٰسین قبرستان میں پڑھتا ہے حق تعالےٰ مُردوں سے عذاب تخفیف کرتا ہے اور پڑھنے والے کو بھی مُردوں کی گنتی کے برابر ثواب ملتا ہے۔

ف۔ اکثر علمائے محققین اس قول پر ہیں کہ اگر کوئی مُردے کو ثواب نماز یا روزے یا صدقہ یا دوسری عبادت مالی یا بدنی کا بخش دیوے تو پہونچتا ہے۔

مسئلہ۔ انبیاؑ اور اولیاؒ کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنا اور مرادیں[1] انھوں سے مانگنی اور نذر ان کے لئے قبول کرنی حرام ہے بلکہ ان چیزوں میں سے بہت چیزیں ایسی ہیں کہ کفر میں پہنچاتی ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان فعلوں کے کرنے والوں پر لعنت کی ہے اور ان امروں سے منع فرمایا ہے اور کہا کہ میری قبر کو بُت مت کرو۔

ف۔ یعنی جس طرح کفار بُتوں کو سجدہ کرتے ہیں اسی طرح میری قبر کو سجدہ نہ کیا کرو۔

---

[1] اگر معطی حقیقی ان کو نہ سمجھے اور معطی بالواسطہ سمجھ کر مراد مانگے تو جائز ہے۔

کتاب الزکوٰۃ

اسلام کے رکنوں میں دوسرا رکن زکوٰۃ ہے جب عرب کی بعض قوم نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد چاہا کر زکوٰۃ نہ دیویں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قصد جہاد کا فرمایا اور اس قول پر اجماع منعقد ہوا کہ جو شخص زکوٰۃ دینا واجب نہیں جانتا ہے وہ کافر ہے اور ترک کرنے والا فاسق۔

ف۔ یعنی جو شخص اعتقاد رکھتا ہے کہ زکوٰۃ دینا مالدار پر واجب نہیں پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق اور جو شخص جانتا ہے کہ زکوٰۃ دینا مالدار پر واجب ہے لاکن باوجود واجب جاننے کے زکوٰۃ دیتا نہیں پس وہ شخص بڑا گنہگار ہے نہ کافر۔

مسئلہ۔ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مسلمان آزاد عاقل بالغ پر جب وہ مالک نصاب کا ہووے اور وہ نصاب ضروری بکار سے زیادہ اور قرض سے بچی ہوئی ہو اور وہ نصاب قابل بڑھنے کے ہووے اور اس پر ایک برس پورا گزرا ہو اور نصاب کے مالک ہونے کے بعد سال تمام ہونے کے قبل اگر ایک سال یا کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی ادا کرے گا تو بھی ادا ہوگی اور ایک نصاب کے مالک نے اگر پہلے سے کئی نصاب کی زکوٰۃ ادا کی اور زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ان نصابوں کا مالک ہوا تو بھی ادا کرنا جائز ہوگا پس نابالغ اور دیوانے کے مال میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور نزدیک امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کے واجب ہوگی کہ لڑکے اور دیوانے کی طرف سے اس کا ولی ادا کر دے۔

مسئلہ۔ مال ضمار میں جو مال کہ گم ہو گیا یا دریا میں گر پڑا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس پر گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کیا اور مکان اس کا بھول گیا یا کسی پر قرض ہے لیکن وہ قرضدار انکار کرتا ہے اور اس پر گواہ نہ ہوں یا بادشاہ یا کسی ظالم نے کہ جس کی فریاد دوسرے کے پاس نہیں لے جاسکتے ہیں ایسے شخص نے ظلم سے لے لیا پس اس طرح کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں اگر یہ مال پھر ہاتھ میں آوے گا تو بھی پچھلے دنوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر اقرار کرنے والے پر قرض ہووے اگرچہ وہ اقرار کرنے والا مفلس ہے یا جس قرض کا قرضدار انکار کرتا ہے اور اس پر گواہ ہوں یا قاضی جانتا ہو یا گھر میں مال

دفن کیا ہے اور مکان اس کا بھول گیا پس اس طرح کا مال جب ہاتھ آوے گا تب زکوٰۃ اس کی واجب ہوگی بابت پچھلے دنوں کے۔

مسئلہ۔ قرض جس وقت وصول ہوگا تو اس وقت زکوٰۃ اس کی دینی ہوگی تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ اگر قرض بدل تجارت کا ہے تو جس وقت وہ قرض ہاتھ میں آوے گا اس وقت بعد قبض کرنے چالیس درم کے زکوٰۃ دینی ہوگی۔

ف۔ مثلاً ایک گھوڑا تجارت کا بیچا پس جس وقت قیمت گھوڑے کی ہاتھ میں آویگی اس وقت بعد قبض چالیس درم کے زکوٰۃ دینی واجب ہوگی اس میں سال گزرنے کی شرط نہیں اور اگر قرض بابت تجارت کے نہیں ہے بلکہ بدل مال کے ہے مانند قرض تاوان مغصوب کے تو اس صورت میں نصاب قبض کرنے کے بعد زکوٰۃ دینی واجب ہوگی۔

ف۔ مثلاً کسی نے ایک گھوڑا کسی کا غصب کیا اور وہ گھوڑا اس غاصب کے ہاتھ میں ہلاک ہوا بعد اس کے اس گھوڑے کی قیمت غاصب سے گھوڑے کے مالک کے ہاتھ لگی پس جس وقت وہ قیمت اس کے ہاتھ میں آئی اس وقت بعد قبض بقدر نصاب زکوٰۃ دینی واجب ہوگی اس میں بھی سال گزرنے کی شرط نہیں اور اگر قبض تجارت کا بدل نہیں اور مال کا بدل بلکہ وہ قرض بدل ہے مہر اور خلع اور اس کے مانند کا تو اس کے نصاب کے قبض کرلے کے بعد جب سال اس پر تمام ہوگا تب زکوٰۃ دی جائے گی نزدیک امام اعظمؒ کے۔

ف۔ مثلاً کسی عورت کو مال مہر کا ملا یا کسی مرد نے مال لیکر عورت کو طلاق دی وہ مال اس کے ہاتھ میں آیا پس یہ مال اگر بقدر نصاب ہے تو بمجرد قبض کرنے کے زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہوگی جب تک اس مال پر سال نہ گزرے گا نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے اس صورت میں بھی بمجرد قبض کرنے نصاب کے زکوٰۃ واجب ہوگی سال تمام ہونے کی شرط نہیں ہاں جو قرض بدل دیت اور بدل ارش جنایت اور بدل کتابت کا ہے تو اس قرض میں بمجرد قبض کرنے نصاب کے زکوٰۃ دینی واجب نہ ہوگی نزدیک صاحبینؒ کے بھی بلکہ نصاب قبض کرنے کے بعد جب سال اس پر گزرے گا تب زکوٰۃ دینی ہوگی۔

مسئلہ۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے نیت شرط ہے خواہ ادا کرتے وقت نیت ادا کی کرے خواہ زکوٰۃ کی قدر اپنے اور مال سے جدا کرتے وقت نیت کرے۔

مسئلہ۔ اگر سارا مال للہ دیا اور نیت زکوٰۃ کی نہ کی تو بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اور اگر بعض

مال صدقہ کیا تو نزدیک ابی یوسفؒ کے کچھ ساقط نہ ہوگی اور نزدیک محمدؒ کے جس قدر صدقہ کیا اس قدر کی زکوٰۃ ساقط ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل تھی اور درمیان سال میں کم ہوگئی تھی تو بھی زکوٰۃ تمام سال کی واجب ہوگی سال کے درمیان کا نقصان معتبر نہیں۔

مسئلہ۔ مال بڑھنے والا جس میں کہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ مال تین قسم کا ہے۔

ایک قسم۔ نقدی یعنی سونا اور چاندی خواہ روپیہ اشرفی ہو یا تیز یا زیور یا برتن سونے اور چاندی کے اور نصاب سونے کی بیس مثقال ہے کہ ساڑھے سات تولے ہوتے ہیں اور نصاب چاندی کی دوسو درہم ہیں دہلی کے سکے سے چھپن بھر وزن ان کا ہوتا ہے اور سونے کے نصاب میں سے زکوٰۃ کے فرض کی مقدار چالیسواں حصہ ہے اور اسی طرح چاندی کے نصاب میں سے بھی اگر سونا نصاب سے کم ہوا اور اسی طرح چاندی بھی نصاب سے کم ہو تو نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے یہ ہے کہ دونوں کو باعتبار قیمت کے ایک جنس کر کے نصاب پوری کی جاوے اور قیمت کرنے میں فائدہ فقیروں کا نگاہ رکھا جاوے

ف۔ یعنی جن ایام میں سونے کی قیمت میں فائدہ فقیروں کا ہووے تو ان ایام میں چاندی کو سونے کی قیمت میں لگاویں اور جن ایام میں چاندی کی قیمت میں فائدہ فقیروں کا ہووے تو ان ایام میں سونے کو چاندی کی قیمت میں لگاویں اور نزدیک صاحبینؒ کے یہ ہے کہ ساتھ اعتبار اجزا کے نصاب پوری کی جاوے نہ باعتبار قیمت کے۔

ف۔ یعنی سونا اور چاندی دونوں کے جزاگر برابر ہیں تو دونوں کو ملا کر نصاب پوری کی جائے گی اور اگر جز دونوں کے برابر نہیں ہیں تو نصاب باعتبار قیمت کے پوری نہ کی جائے گی پس اگر سونا دس مثقال ہے اور چاندی سو درہم تو نزدیک تینوں[1] کے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سو درہم چاندی اور پانچ مثقال سونا ہے اور قیمت پانچ مثقال سونے کی برابر سو درہم چاندی کے ہے تو زکوٰۃ امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہوگی نہ نزدیک صاحبینؒ کے اور جو سونا اور چاندی کھوٹا ہو اگر کھوٹا پن اس کا کم ہے تو حکم اس سونے اور چاندی کا حکم خالص کا ہے اور اگر کھوٹا پن اس کا غالب ہے تو حکم اس کا حکم اسباب کا ہے۔

قسم دوسری۔ مال نامی میں سے مال تجارت کا ہے جو مال کہ تجارت کی نیت سے مول لیا ہے اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اگر کسی نے کسی کو مال بخشا یا اس کے لئے وصیت کی یا عورت کو مہر میں

---

[1] یعنی نزدیک امام اعظمؒ اور صاحبینؒ کے ۱۲۔

جیسے ہاتھ آیا یا صلح یا قصاص کے صلے میں مال ہاتھ آیا اور اس مال کے مالک ہوتے وقت نیت تجارت کی کی تو نزدیک ابی یوسفؒ کے اس مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی نہ نزدیک محمدؒ کے اور اگر میراث میں مال ہاتھ آیا اگرچہ مورث لے مرتے وقت نیت تجارت کی کی تھی تو بھی وہ مال تجارت کا نہ ہوگا اور زکوٰۃ اس میں واجب ہوگی "جبتک تجارت نہ کرے"

مسئلہ۔ اگر ایک غلام تجارت کے لئے مول لیا بعد اس کے اس کو خادم کیا پس وہ غلام مال تجارت کا نہ رہا اور جو لونڈی غلام واسطے خدمت کے مول لئے گئے اور اس نے ان میں نیت تجارت کی کی تو وہ لونڈی غلام مال تجارت کے نہ ہوں گے جب تک وہ بیچے نہ جائیں گے۔

مسئلہ۔ مال تجارت کا سونے یا چاندی کے ساتھ یعنی ان دونوں میں سے جس میں فائدہ فقیر کا ہووے اس کے ساتھ قیمت کرے پس جب دونوں قسم میں سے جس کی نصاب کے برابر وہ مال پہونچے تو چالیسواں حصہ اس مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے۔

قسم تیسری۔ مال نامی میں سے چرنے والے جانور ہیں یعنی اونٹ اور گائیں اور بکریاں نر اور مادہ ملے ہوئے اور اسی طرح گلے گھوڑے کے کہ آدھے برس سے زیادہ میدان میں چرا کرتے ہیں ان میں زکوٰۃ واجب ہے اور میدان کے چرنے والے جانوروں کے نصاب کی تفصیل اور جس قدر میں زکوٰۃ ان میں واجب ہوتی ہے اس کی تفصیل بہت طول رکھتی ہے اور ان ملکوں میں یہ سب مال زکوٰۃ واجب ہونے کے مقدار میں نہیں پہونچتے ہیں اس واسطے ان چیزوں کی زکوٰۃ کے مسئلے ذکر نہیں کئے گئے اور اسی طرح مسئلے احکام عشری زمین کے ذکر نہیں کئے گئے اس سبب سے کہ ان ملکوں میں زمین عشری نہیں ہے اور مسئلے عشر لینے والوں کے بھی جو شاہراہوں پر بیٹھتے ہیں بیان نہیں کئے گئے۔

ف۔ مسائل سوائم کے اگرچہ مصنف علیہ الرحمۃ نے بالکل ذکر نہیں کئے لیکن یہ عاجز بطور اختصار کے ذکر کرتا ہے تاکہ لوگ مسائل سے آگاہ ہو ویں۔

مسئلہ۔ جان تو کہ جس کے پاس پانچ اونٹ حاجت اصلی سے زیادہ ہوں اور وہ اونٹ اکثر سال جنگل میں چرتے رہے ہوں اور برس ان پر گذرے تو ان پانچ اونٹ میں ایک بکری زکوٰۃ دیوے پس اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیس کو پہونچے پینتیس[۲] تک پس ان میں ایک بچہ مادہ ایک برس کی دیوے پھر جس وقت چھتیس کو پہونچے پینتالیس تک پس ان میں ایک بچہ مادہ دو برس کی دیوے اور جس وقت چھیالیس کو پہونچے ساٹھ تک پس ان میں حقہ یعنی تین برس

---

[۱] پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ۱۲

کی اونٹنی کہ قابل جست کرنے اونٹ کے ہو دیوے اور جس وقت اکسٹھ کو پہونچے پچھتر تک ان میں جذعہ
یعنی چار برس کی بوتی کہ پانچویں برس میں لگی ہو دیوے اور جب وقت چھتر کو پہونچے نوّے تک
پس ان میں دو بوتیاں دو برس کی دیوے اور جس وقت اکیانوے کو پہونچے ایک سو بیّس تک
پس ان میں تین تین برس کی دو اونٹنیاں کہ قابل جست کرنے اونٹ کے ہو دیں دیوے اور جس
وقت زیادہ ہوں ایک سو بیّس سے تو حساب سر نو سے شروع کیا جاوے یعنی جب ایک سو بیّس
پر پانچ اونٹ زیادہ ہوں تو ایک سو بیّس کی تین تین برس کی دو اونٹنیاں اور پانچ کی ایک
بکری دیوے اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری دیا کرے جب پچیّس پوری ہو دیں پینتیس تک
پس ان میں ایک بوتی مادہ برس روز کی دیوے پس بموجب ترتیب پہلی کے حساب کرتا جاوے۔

مسئلہ۔ اور تیس گائے بیلوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب تیس پوری ہوں اور برس ان پر
گزرے تو ایک تبیعہ پڑیا پاڑا برس دن سے زیادہ دو برس سے کم کی دیوے اور جب چالیس
ہوں تو ایک مُسنہ یعنی دو برس سے زیادہ تین برس سے کم کا بچہ نر ہو یا مادہ دیوے اور جب ساٹھ
ہوں تو دو تبیعے دیوے اور جب ستّر ہوں تو ایک مُسنہ اور ایک تبیعہ دیوے اور جب اسّی ہوں
تو دو تبیعے دیوے اور جب نوّے ہوں تو تین تبیعے دیوے اور جب سو ہو دیں تو دو تبیعے اور
ایک مسنہ دیوے اسی طور سے ہر ایک تیس میں تبیعہ اور ہر چالیس میں مسنہ دیا کرے گائے
بھینس کی زکوٰۃ ایک طور ہے اور ان میں نر اور مادہ دونوں دینا درست ہے اونٹ میں سوا مادہ
کے نر دینا نہیں آیا۔

مسئلہ۔ چالیس بکری سے کم میں زکوٰۃ نہیں جب چالیس پوری ہوں اور برس ان پر گزرے
تو ایک بکری زکوٰۃ دیوے ایک سو بیّس تک جب ایک سو اکیس ہوں تو دو بکری زکوٰۃ دیوے
دو سو تک جب دو سو سے ایک زیادہ ہو تو تین بکری دیوے پھر جب چار سو ہوں تو چار
بکریاں دیوے پھر ہر سینکڑے میں ایک بکری دیا کرے بھیڑ بکری کی زکوٰۃ ایک طور ہے زکوٰۃ میں
چاہے بکری دے چاہے بکرا دے چھوٹے بڑے سب جانور گن کے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ۔ جو گھوڑے اور گھوڑیاں اکثر سال جنگل میں چرتی ہوں اور وہ تجارت کے لئے نہ ہوں
پس ان میں زکوٰۃ نہیں ہے امام شافعیؒ اور صاحبینؒ وغیرہم کے نزدیک اور امام اعظمؒ کے نزدیک
اگر گھوڑے اور گھوڑیاں ملی ہوں تو زکوٰۃ دینی چاہیے فی راس ایک دینار دیوے یا اس کی قیمت مقرر
کرکے دو سو درہموں میں سے پانچ درہم دیوے لیکن فتاویٰ میں لکھا ہے کہ فتویٰ صاحبینؒ کے

قول یہ ہے۔

مسئلہ ۔ اگر کسی مسلمان یا کسی ذمی نے کہیں سونا یا چاندی یا تانبا ان کے مانند جنگل میں پایا تو پانچواں حصہ اس سے حاکم لیوے اور چار حصے اُس پانے والے کو دیوے اگر وہ زمین کسی کی ملک نہ ہووے اور اگر وہ کسی کی ملک میں ہے تو ایک حصہ حاکم لے اور چار حصے زمین والے کو حوالے کرے پانے والے کو کچھ نہ ملے گا اور اگر اپنے گھر میں پایا تو نزدیک امام اعظمؒ کے اس میں پانچواں حصہ حاکم کو دینا واجب نہیں اور نزدیک صاحبینؒ کے واجب ہے اور اگر اپنی کھیتی کی زمین میں پایا اس میں دو روایتیں ہیں ایک میں ہے کہ پانچواں حصہ حاکم کو نہ دیوے اور ایک میں ہے کہ دیوے

مسئلہ ۔ اگر مال گاڑا ہوا پایا اگر اس میں نشان اسلام کا ہے مانند سکہ اسلام کے تو اس کا حکم گرے ہوئے مال کا ہے اس میں مالک کو تلاش کر کے پہونچانا چاہیے اور اگر اس میں نشان کفر کا ہے تو پانچواں حصہ حاکم مسلمان لیوے اور باقی پانے والے کو دیوے۔

فصل پہلی زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہ کا بیان

زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہ وہ فقیر ہے کہ نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور وہ مسکین ہے کہ مالک کسی چیز کا نہ ہو اور مکاتب ہے کہ مال کتابت کے ادا کرنے میں محتاج ہے اور قرضدار ہے کہ وہ مالک نصاب کے مال کا ہے لاکن نصاب اس کے قرض سے کم ہے اور غازی ہے کہ اسباب غزا کا نہیں رکھتا ہے اور وہ آدمی ہے کہ مال وطن میں رکھتا ہے اور وہ سفر میں ہے وطن سے دور اور مال ساتھ نہیں رکھتا ہے پس اگر چاہے ان جماعت میں سے ایک جماعت کو دیوے یا چاہے ان سب کو دے۔

ف ۔ یعنی مثلاً اگر چاہے فقیروں کی جماعت کو حصہ کر دیوے یا چاہے ہر فرقے کے لوگوں کو تقسیم کر دیوے دونوں وجہ سے درست ہے لاکن زکوٰۃ دینے والا مال زکوٰۃ کا اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کو اور عورت اپنے شوہر اور شوہر اپنی جورو کو اور اپنے غلام اور مدبر اور مکاتب اور اُم ولد کو نہ دیوے اور اس غلام کو نہ دیوے کہ جس کا بعض آزاد ہوا ہو اور کافر کو نہ دیوے اور سید اور ان کے غلام کو نہ دیوے مگر صدقہ نفل کا مضائقہ نہیں کہ ادب سے ان کی خدمتوں سے گزرانے اور

---

[1] اسی طرح حج اور مقابلہ اور راہ اور نہر اور حج اور جہاد ۱۲ عالمگیریہ

کے بنانے میں اور میت کے کفن اور میت کے قرض ادا کرنے میں خرچ نہ کرے اور دولتمند کے چھوٹے لڑکے کو نہ دیوے۔

مسئلہ۔ اگر زکوٰۃ خرچ کرنے کی جگہ گمان کر کے زکوٰۃ دی بعد اس کے ظاہر ہوا کہ زکوٰۃ لینے والا دولتمند تھا یا سید یا کافر یاں باپ یا شوہر یا جورو تو زکوٰۃ دینے والے کو پھر زکوٰۃ دینی لازم نہیں نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک ابی یوسفؒ کے پھر دینی لازم ہے۔

مسئلہ مستحب ہے کہ ایک فقیر کو اس قدر دیوے کہ اس دن محتاج سوال کا نہ ہو۔

مسئلہ۔ نصاب کے اندازیا نصاب سے زیادہ ایک فقیر غیر قرضدار کو دینا یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مال زکوٰۃ کا بھیجنا مکروہ ہے مگر جس وقت یگانہ اس کا دوسرے شہر میں ہو یا وہاں کے لوگ بڑے محتاج ہوں تو درست ہے۔

مسئلہ۔ جس شخص کو ایک دن کا کھانا میسر ہو اس کو سوال کرنا چاہیئے۔

فصل دوسری صدقۂ فطر کا بیان

صدقۂ فطر واجب ہے ہر آزاد مسلمان پر کہ مالک نصاب کا ہو اور زیادہ ہو قرض اور ضرورت کی حاجتوں سے اور نامی ہونا نصاب کا اس میں شرط نہیں پس جو شخص اس طرح کی نصاب کا مالک ہوگا اس پر صدقہ لینا حرام ہے صدقۂ فطر کا اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے دیوے اگر وہ اولاد مالک نصاب کی نہ ہووے اور اگر مالک نصاب کی ہووے تو ان کے مال سے دیوے اور اپنے خدمتی غلاموں کی طرف سے دیوے اگرچہ غلام مدبّر ہو اور تجارتی غلاموں کی طرف سے نہ دیوے اور ام ولد کی طرف سے دیوے نہ اپنی جورو اور اپنی اولاد بالغ اور اپنے غلام مکاتب کی طرف سے اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے مگر پھر آنے کے بعد اس کی طرف سے دیوے علاوہ ایک غلام یا کئی غلام کئی آدمی کی شرکت میں ہو دیں تو نزدیک امام اعظمؒ کے صدقۂ فطر ان غلاموں کا کسی پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ صدقۂ فطر کا واجب ہوتا ہے عید کے دن کی فجر طلوع ہونے کے ساتھ پس جو کوئی عید کی صبح آنے سے آگے مر گیا یا صبح کے بعد پیدا ہوا یا اسلام لایا صدقۂ فطر کا اس پر واجب نہ ہوگا اور عید سے آگے بھی صدقۂ فطر کا ادا کرنا جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ عیدگاہ کی طرف نکلنے کے آگے ادا کرے اگر عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا بعد اس کے جب چاہے قضا کرے۔

مسئلہ۔ مقدار صدقۂ فطر کی گیہوں یا گیہوں کے آٹے یا گیہوں کے ستو سے آدھا صاع ہے اور جو یا جو سے ایک صاع اور کشمش میں آدھا صاع ہے گیہوں کے مانند نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے ایک صاع ہے مانند جو اور صاع ایک ظرف ہے کہ آٹھ رطل مسور یا ماش یا جو غلہ مانند ان کے ہے اس میں سماتا ہو اور نزدیک ابی یوسفؒ کے صاع وہ ظرف ہے کہ جس میں پانچ رطل اور تہائی رطل سماوے اور رطل بیس استار کا ہوتا ہے ہر استار ساڑھے چار مثقال کا ہے پس وزن ایک رطل کا دہلی کے سکے سے چھبیس روپیہ کے برابر ہوتا ہے اور صدقۂ فطر میں غلے کے عوض اس کی قیمت دینی بھی جائز ہے۔

فصل تیسری صدقۂ نفل کا بیان

صدقۂ نفل ماں باپ اقربا اور یتیموں اور ہمسایہ اور سوال کرنے والوں کو ان کے غیروں کو دیوے کس واسطے کہ حق تعالیٰ کے کلام سے ان کو دینا ثابت ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے کیا چیز خرچ کریں تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے کی سو ماں باپ کو اور نزدیک والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافروں کو دو اور جو کرو گے بھلائی سو اللہ کو معلوم ہے۔

ف۔ لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن جس قدر ٹھکانے پر خرچ ہو تو ثواب زیادہ ہے لاکن بہتر یہ ہے کہ جو مال اصلی حاجتوں اور قرض اور نفقوں اور واجبی حقوق سے زیادہ ہو وہ دیوے اور گناہ کے کام میں خرچ نہ کرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح کے بعد ایک برس کا خرچ ازواج مطہرات کو دیتے تھے اور اپنی ذات پاک کے لیے کچھ جمع نہیں کرتے تھے جو کچھ میسر ہوتا خدا کی راہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا یعنی خرچ کر یا بلالؓ جو کچھ کہ رکھے تو اور عرش کے مالک سے اندیشہ فقر کا

مت رکھو اور مال کو بیہودہ خرچ کرنے والے کو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے شیطان کا بھائی فرمایا اور بیہودہ خرچ وہ ہے کہ اس میں نہ ثواب ہو اور نہ فائدہ دنیا کا اور نفس کی خوشی نفس کے حق سے زیادہ کرنی منع ہے۔

مسئلہ۔ صدقۂ نفل میں سے پہلے بنی ہاشم کو دیجے اس واسطے کہ زکوٰۃ ان کو لینی حرام ہے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت پر نظر کر کے ان کی خدمتوں میں تواضع اور تعظیم کے ساتھ گزرانے۔

مسئلہ۔ صدقۂ نفل ذمی کو درست ہے نہ حربی کو۔

مسئلہ۔ ضیافت مہمان کی تین دن سنت مؤکدہ ہے بعد اس کے مستحب۔

کتاب الصوّم

روزے کا بیان

اسلام کے ارکانوں میں سے تیسرا رکن روزے مہینے رمضان مبارک کے ہیں اور وہ فرض قطعی ہے ہر مسلمان مکلف پر جو فرض نہ جانے اس کو سوکا فر ہے اور جو بغیر عذر کے اس کو ترک کرے تو بڑا گنہگار ہے اور بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی کہ نیک عمل بنی آدم کا زیادہ دیا جاتا ہے ثواب اس کا دس چند سے سات سو چند تک حق تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ کہ بیشک روزہ میرے لئے ہے اور میں آپ روزے کی جزا ہوں۔

مسئلہ۔ روزہ ادا ہونے کی شرط نیت ہے یعنی بدون نیت کے روزہ ادا نہ ہوگا اور حیض اور نفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے کہ حیض و نفاس کے ساتھ بھی روزہ صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ روزہ چھ قسم پر ہے ایک تو روزۂ رمضان دوسرا روزۂ قضا تیسرا روزۂ نذر معین چوتھا روزہ نذر غیر معین پانچواں روزۂ کفارہ چھٹا روزہ نفل پس نزدیک امام اعظمؒ کے رمضان کا روزہ مطلق نیت کے ساتھ اور ساتھ نیت فرض وقت اور ساتھ نیت نفل کے ادا ہوتا ہے۔

ف۔ مطلق نیت کی صورت یہ ہے کہ جی میں کہے کہ میں نے نیت روزے کی کی اور نیت فرض وقت کی صورت یوں ہے جی میں کہے کہ میں نے اس رمضان مبارک کے فرض روزے کی نیت کی اور صورت نیت نفل کی اس طرح ہے کہ دل میں کہے کہ میں نے نیت نفل کی کی اور اگر نیت قضا یا کفارے کی کی پس وہ نیت کرنے والا اگر مقیم اور صحیح و سالم ہے تو فرض وقت کا ادا ہوگا نہ قضا نہ کفارہ اور اگر وہ بیمار یا مسافر ہے اور اس نے قضا یا کفارے کی نیت کی تو قضا اور کفارہ ادا ہوگا نہ فرض وقت کا اور نزدیک صاحبین کے اگر مریض یا مسافر ہے تو بھی فرض وقت کا ادا ہوگا نہ قضا اور کفارہ اور نزدیک مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد رحمہم اللہ کے

روزۂ رمضان شریف کے لئے بھی تعیین کرنی نیت فرض وقت کی ضرور ہے اور نذر معین نزدیک
امام اعظمؒ کے جس طرح ساتھ نیت نذر کے ادا ہوتا ہے اسی طرح مطلق نیت کے ساتھ اور ساتھ
نفل کے بھی ادا ہوتا ہے اور اگر اس نذر معین میں دوسرے واجب کی نیت کی تو وہ دوسرا واجب
ادا ہوگا نہ وہ نذر معین اور نزدیک اکثر اماموں کے نذر معین بغیر تعیین کرنے نیت نذر کے ادا نہیں
ہوتا اور نفل جس طرح نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے اسی طرح مطلق نیت کے ساتھ بھی ادا
ہوتا ہے بالاتفاق اور نذر معین اور قضا اور کفارے میں نیت تعیین کرنی شرط ہے بالاتفاق۔
مسئلہ۔ روزے کی نیت کا وقت بعد سورج ڈوبنے کے صبح ہونے تک ہے اور
صبح ہونے کے پیچھے جائز نہیں مگر نفل روزے میں دوپہر کے قبل تک درست ہے نزدیک
شافعیؒ اور احمدؒ کے اور نزدیک مالکؒ کے صبح کے بعد نفل کی نیت بھی درست نہیں اور
نزدیک امام اعظمؒ کے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کی زوال سے دوپہر کے قبل تک
درست ہے اور قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین کی نیت صبح ہونے کے بعد بالاتفاق درست نہیں
اور نزدیک تینوں اماموں کے رمضان کے تیسوں روزوں کے لئے ہر رات الگ الگ نیت
کرنی شرط ہے اور امام مالکؒ کے نزدیک سارے رمضان کے واسطے پہلی رات کی ایک نیت
کفایت ہے اگر رمضان کی اوّل رات میں تیس روزے کی نیت کسی نے کی اور درمیان رمضان
کے اسے جنون ہوا اور کئی دن اسی جنون میں گذر گئے اور کوئی چیز روزہ توڑنے والی اُس میں اُس
سے ظاہر میں نہ آئی تو نزدیک امام مالکؒ کے روزے اس کے صحیح ہوئے اور نزدیک تینوں
اماموں کے جنون کے دنوں کے روزے قضا کرے اس واسطے کہ اس میں نیت فوت ہوئی اور
اگر سارے مہینے رمضان کے باؤلا رہا تو روزے ساقط ہوئے قضا واجب نہ ہوگی اور اگر رمضان
میں ایک ساعت بھی باؤلے کو افاقہ ہوا تو پچھلے دنوں کے روزے قضا کرے خواہ وہ بالغ ہونے
کے وقت دیوانہ ہوا یا بعد بلوغت کے ہوا۔
مسئلہ۔ رمضان کے مہینے کا چاند دیکھنے سے یا شعبان کے تیس دن تمام ہونے سے
روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے اور اگر آسمان میں مثلاً ابر یا غبار ہو تو رمضان کے چاند کے لئے ایک
مرد یا ایک عورت عادل کی گواہی کفایت ہے خواہ وہ آزاد ہو خواہ غلام یا باندی اور اسی طرح
شوال کے چاند کے لئے دو مرد آزاد عادل یا ایک مرد اور دو عورت آزاد عادل کی گواہی لفظ شہادت
کے ساتھ شرط ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان اور شوال کے چاند کی گواہی کو ایک بڑی جماعت
چاہیئے۔

مسئلہ۔ اگر رمضان کا چاند ایک آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا پھر تیسویں کو چاند دیکھا نہ گیا تو افطار کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر دو آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا تھا اور تیس دن گزر گئے تو افطار جائز ہوگا اگرچہ چاند دیکھا نہ جائے۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے چاند رمضان یا شوال کا اپنی آنکھ سے دیکھا[1] اور قاضی نے گواہی اس کی قبول نہ کی تو دونوں صورتوں میں چاہیئے کہ وہ شخص روزہ رکھے اور اگر افطار کرے گا تو قضا واجب ہوگی نہ کفارہ۔

مسئلہ۔ شک کے دن یعنی تیسویں شعبان کو جب چاند دیکھا نہ جائے اور مطلع صاف نہ ہو تو روزہ رکھے مگر نفل کی نیت سے مضائقہ نہیں اگر وہ دن معتادی نفل روزے کے موافق پڑ جائے۔

ف۔ یعنی ایک شخص کی عادت ہے کہ ہر پیر یا جمعرات کو روزہ نفل رکھتا ہے اتفاقاً وہ تاریخ شک کی اسی دن واقع ہوئی تو اس کو اس دن روزہ رکھنا منع نہیں اور اگر ایسا نہ ہو خواص روزہ رکھیں۔

ف۔ جو لوگ شک کے دن کی نیت جانتے ہوں وہ رکھیں اور نیت اس دن کی روزہ نفل کی کرے نہ غیر اس کے کی اور عوام دوپہر کے بعد افطار کریں نزدیک امام اعظم کے اور اس دن رمضان کی نیت یا دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اسی طرح تردد نیت کے ساتھ بھی روزہ رکھنا مکروہ ہے اور تردد کی صورت یوں ہے کہ جی میں کہے کہ آج اگر دن رمضان کا ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے اور اگر دن رمضان کا نہیں ہے تو یہ روزہ دوسرے واجب کا ہے یا نفل کا لاکن بہر تقدیر جس نیت کے ساتھ روزہ رکھے گا جب رمضان ثابت ہوگا تو وہ رمضان کا ہوگا نزدیک امام اعظمؒ کے۔

فصل پہلی قضا اور کفارہ واجب کرنیوالی چیزوں کا بیان

اگر کسی نے رمضان کے روزے میں جماع کیا یا جماع کیا گیا قصداً تیل یا دُبر میں یا کھایا یا پیا قصداً خواہ غذا خواہ دوا روزہ اس کا فاسد ہوا اس پر قضا اور کفارہ واجب ہوگا یردہ آزاد کرے اور اگر میسر نہ ہو تو یک لخت دو مہینے روزے رکھے کہ ان میں رمضان عیدین اور ایام تشریق نہ ہو

[1] یعنی انتیسویں تاریخ کو ۱۲

اور اگر اس دو مہینے کے بیچ میں کوئی روزہ فوت ہو جائے خواہ عذر سے خواہ غیر عذر سے تو روزے پھر
سے شروع کرے مگر حیض اور نفاس کی ضرورت میں افطار کرنا مضائقہ نہیں اور اگر مثلاً بسبب پیری
کے طاقت روزے کی نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے لیکن جن
ساٹھ آدمیوں کو صبح کو کھلاوے انہی کو پھر شام کو کھلاوے یا ہر ایک کو غلہ صدقہ فطر کے قدر
دیوے اور نزدیک شافعیؒ اور احمدؒ کے بدون وطی کے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے اور قضا یا
کفارہ یا نذر کا روزہ توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے بالاتفاق اور جس وجہ سے کفارہ
واجب ہوتا ہے اگر اسی وجہ پر ایک رمضان میں دو یا کئی روزے توڑے تو اس صورت میں اگر
اول کے کفارہ دینے کے بعد دوسرا اتفاق ہوا تو دوسرے کے لئے کفارہ علیحدہ دیوے اور اسی طرح
قیاس کرے تیسرے اور چوتھے میں بعد جو روزہ اول کا کفارہ نہیں یہاں تک کہ رمضان آخر
ہو گیا تو سب کے واسطے ایک کفارہ کفایت ہے اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک دونوں
تقدیر میں ہر روزے کے لئے الگ الگ کفارہ چاہیئے اور اگر دو رمضان میں دو روزے فاسد
کئے اور اول روزے کا کفارہ نہیں دیا تو اس صورت میں بالاتفاق کفارہ الگ الگ واجب ہوگا
اگر خطا سے افطار کیا۔

ف۔ مثلاً کلی کرنے میں بدون قصد کے حلق میں پانی اتر گیا یا بسبب زبردستی کے افطار کیا
خواہ جماع خواہ اور کسی چیز کے ساتھ یا حقنہ کیا گیا یا کان یا ناک میں دوا ڈالی گئی یا پیٹ یا سر کے زخم
میں دوا ڈالی گئی پس وہ دوا اس کے دماغ یا پیٹ میں پہونچی یا کنکر یا لوہا یا وہ چیز کہ دوا و غذا کی قسم
سے نہیں نگل گیا یا قصداً منہ بھرتے کی یا رات جان کر کھانا سحری کا کھایا اور پیچھے معلوم ہوا کہ صبح
تھی یا سورج ڈوبنے کے خیال سے افطار کیا اور وہ ڈوبا نہ تھا یا بھول کر کھانا کھایا اور خیال کیا
کہ روزہ میرا فاسد ہوا بعد اس کے پھر قصداً کھایا یا سوتے آدمی کے حلق میں کسی نے پانی ڈالا یا
عورت سے سوتے میں یا دیوانگی یا بیہوشی کے حال میں وطی کی گئی ان صورتوں میں قضا کا روزہ واجب
ہوگا نہ کفارہ اور اگر کسی نے رمضان میں نہ روزے کی نیت کی اور نہ نیت افطار کی کی اور روزہ توڑنے
والی کوئی چیز اس سے ظاہر عمل میں نہ آئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب ہے نہ کفارہ اور اگر رمضان
میں نیت روزے کی نہ کی اور کھانا کھایا تو نزدیک امام اعظمؒ کے کفارہ واجب نہ ہوگا اور نزدیک
صاحبینؒ کے واجب ہوگا اور اگر روزہ بھول گیا اور اس حال میں کھانا کھایا یا پانی پیا یا جماع کیا تو
روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ قضا واجب ہوگی اور احتلام ہونا اور دیکھنے کے ساتھ شہوت ہو کر انزال

ہونا اور بدن پر تیل ملنا اور آنکھوں میں سرمہ لگانا اور غیبت کسی کی کرنی اور پچھنے لگانا اور بغیر قصد کے قے ہونی اگرچہ بہت ہو اور قصد سے تھوڑی سی قے کرنی اور کان میں پانی ڈالنا یہ چیزیں بھی روزہ فاسد نہیں کرتی ہیں اور اگر ذکر کے اندر تیل یا دوسری کوئی چیز داخل کی تو نزدیک امام اعظمؒ کے روزہ فاسد نہ ہوگا اور نزدیک ابی یوسفؒ کے فاسد ہوگا اور اگر مردہ عورت یا چوپائے کے ساتھ یا قبل اور دبر کے سوا اور کسی اعضا میں وطی کی یا عورت کا بوسہ لیا یا شہوت سے مساس کیا ان صورتوں میں اگر انزال ہوگا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر انزال نہ ہوا تو فاسد نہ ہوگا اور کھانے میں سے کچھ دانت میں باقی رہا اس کو ہاتھ سے نکال کر کھایا تو روزہ ٹوٹ جاوے گا پر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر زبان کی نوک سے نکال کر کھایا پس اگر وہ چنے کے برابر ہے تو قضا واجب ہوگی اور اگر چنے سے کم ہے تو نہ ٹوٹے گا اور اگر دانہ تل کا ثابت نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر منہ میں رکھ کر چبایا تو فاسد نہ ہوگا اور قے منہ بھر اگر منہ میں آئی پھر اس کو قصداً نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تھوڑی سی قے منہ میں آئی اور بغیر قصد کے اندر گئی تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر منہ بھر بدون قصد کے اندر گئی تو نزدیک ابی یوسفؒ کے فاسد ہوگا نہ نزدیک محمدؒ کے اور اگر تھوڑی سی قے قصداً نگل جاوے تو نزدیک محمدؒ کے فاسد ہوگا نہ نزدیک ابی یوسفؒ کے اور مکروہ ہے روزہ میں چکھنا یا چبانا کسی چیز کا بغیر عذر کے اور لڑکے کے لئے کھانا چبا کر دینا ضرورت کی صورت میں جائز ہے اور کلی کرنی اور ناک میں پانی ڈالنا بے ضرورت اور غسل کرنا اور تر کپڑا بدن پر لپیٹنا دفع گرمی کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اس واسطے کہ یہ امور بے صبری پر دلالت کرتے ہیں اور نزدیک ابی یوسفؒ کے مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ۔ روزہ دار اگر رات میں ناپاک ہوا اور اس حالت ناپاکی میں صبح کی روزہ اس کا نہ ٹوٹے گا لیکن مستحب یہ ہے کہ صبح نکلنے کے آگے غسل کرے۔

مسئلہ۔ علماء متفق ہیں اس بات پر کہ روزے میں جھوٹ کہنے یا غیبت کسی کی کرنی یا کسی کو برا کہنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا پر سخت مکروہ ہے اور نزدیک اوزاعی رحمہ اللہ کے روزہ اس کا فاسد ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ترک نہ کیا جھوٹ بولنا اور گناہ کا کام پس حق تعالیٰ محتاج اس کے روزے کا نہیں یعنی روزہ اس کا مقبول نہیں۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کھانا کھاتا تھا یا وطی کر رہا تھا اس وقت فجر ہوگئی پس فجر ہوتے ہی اس نے کھانا منہ سے ڈال دیا اور ذکر جماع کرنے سے کھینچ لیا اس صورت میں نزدیک جمہور

کے روزہ اس کا صحیح ہوگا اور نزدیک مالکؒ کے باطل ہوگا۔

مسئلہ۔ جس مریض کو روزہ رکھنے میں مرض بڑھنے کا ڈر ہو اس کو افطار کرنا جائز ہے اور مسافر کو جن کی تفصیل اوپر گذر چکی ان کو بھی جائز ہے پس اگر مسافر کو روزہ ضرر کرنے والا نہ ہو تو اس کو بہتر ہے کہ روزہ رکھے اور اگر مسافر جہاد میں ہو یا روزہ اس کو مضر ہو تو اس کو افطار کرنا بہتر ہے اور اگر روزہ قریب ہلاکی کے پہونچا دے تو اس حال میں افطار کرنا واجب ہے۔ اگر اس حال میں روزہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا اور جن بیماروں اور مسافروں نے افطار کئے تھے اگر اس مرض اور سفر کے حال میں وہ مرگئے تو قضا ان پر واجب نہ ہوگی اور اگر بیمار چنگے ہونے کے پیچھے اور مسافر مقیم ہونے کے بعد مرگئے تو جتنے دن مرض سے اچھے ہوکے اور مسافرت سے مقیم ہوکے جیتے رہے اتنے دنوں کے روزے ان پر واجب ہوں گے اور جب انھوں نے قضا نہ کئے تو ان کے ولی پر واجب ہے کہ ان کے تہائی مال سے ہر روزے کے عوض ایک مسکین کا کھانا صدقۂ فطر کے اندازے پر دیوے لیکن یہ صدقہ دینا ولی پر اس وقت واجب ہوگا کہ مریض اور مسافر مرتے وقت صدقہ دینے کو کہہ کر مرے ہوں اور بدون کہنے کے ولی پر واجب نہ ہوگا ہاں اگر ولی اپنی طرف سے احسان کرے تو درست ہے۔

مسئلہ۔ قضا رمضان کی اگر چاہے یک لخت ادا کرے اور اگر چاہے متفرق رکھے اگر سال بھر میں قضا نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو پہلے اس دوسرے رمضان کے روزے ادا کرے بعد اس کے پچھلے رمضان کے روزے قضا کرے اور اس صورت میں کچھ صدقہ اس پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ جو نہایت بڑھاپے طاقت روزہ رکھنے سے عاجز ہے وہ افطار کرے اور ہر روزے کے عوض صدقۂ فطر کے برابر کھانا دیوے پھر اگر طاقت روزے کی آجاوے قضا اس پر واجب ہوگی۔

مسئلہ۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت اگر اپنی جان یا اپنے بچے کی جان پر خوف کرے تو افطار کرے پھر قضا کرے اس پر صدقہ واجب نہ ہوگا۔

فصل دوسری نفل روزے کا بیان

نفل روزہ شروع کرنے سے واجب ہوتا ہے مگر جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اُن دنوں میں شروع کرنے سے واجب نہیں ہوتا ہے۔

ف۔ یعنی روزہ عید الفطر اور عید الضحےٰ اور ذیحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کو منع ہے اور نفل روزہ بغیر عذر کے توڑنا درست نہیں اور عذر کے ساتھ درست ہے اور ضیافت بھی عذر ہے اس میں افطار کر لیوے بعد اس کے قضا کرے۔

مسئلہ۔ اگر رمضان کے دنوں میں سے کسی دن میں لڑکا بالغ ہوا یا کافر مسلمان یا مسافر مقیم ہوا یا حیض والی پاک ہوئی یا بیمار نے تندرستی پائی پس ان سب پر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہے اس میں کھانا پینا موقوف کریں اور لڑکے اور نومسلم نے کھانا پینا موقوف کیا یا نہ کیا دونوں صورت میں ان دونوں پر قضا واجب نہ ہوگی مگر مسافر اور حائض اور بیمار پر واجب ہوگی۔

مسئلہ۔ عید الفطر اور عید الضحےٰ کے دنوں اور ایام تشریق کے دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے ان دونوں میں روزہ شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتا ہے لیکن اگر کسی نے نذر کیا کہ میں ان دنوں میں روزہ رکھوں گا یا نذر کی تمام سال روزہ رکھنے کی تو دونوں صورت میں ان دنوں میں افطار کرے اور قضا کرے اور اگر روزہ رکھے گا تو گنہگار ہوگا لاکن نذر اس کے ذمے سے ساقط ہوجائے گی اور قضا اس پر نہ آوے گی۔

ف۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے گا گویا کہ اس نے تمام سال روزہ رکھا بعض علماء نے کہا کہ شوال میں چھ روزے عید الفطر سے ملا کر نہ رکھے یعنی یوں نہ کرے کہ عید کی دوسری سے شروع کرکے عید کی ساتویں کو تمام کرے بلکہ متفرق رکھے اس لئے کہ مشابہ نصاریٰ کے ساتھ نہ ہووے اور اسی مشابہت کے سبب سے علماء نے ملانے کو مکروہ رکھا ہے اور فتویٰ یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں اکثر روزہ رکھتے تھے اور بعض حدیثوں میں آدھے شعبان کے بعد روزہ رکھنا منع آیا ہے اس سبب سے کہ ایسا نہ ہو کہ ناطاقتی رمضان کے روزوں کو مانع ہوجائے۔

مسئلہ۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا سنت ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے ایام بیض کے کبھی تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں کو رکھتے تھے اور کبھی شروع چاند میں اکٹھے تین روزے رکھتے تھے اور کبھی آخر چاند میں اور کبھی ہر دسویں کو ایک ایک روزہ اور کبھی جمعرات اور پیر اور جمعرات کو اور کبھی پیر اور جمعرات اور پیر کو رکھتے تھے اور کبھی ایک چاند میں ہفتے اور اتوار اور پیر کو اور دوسرے چاند میں منگل اور بدھ اور جمعرات کو رکھتے تھے۔ عرفے کے دن جو

شخص روزہ رکھتا ہے اس کے اگلے اور پچھلے دو برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر عاشورے کے دن روزہ رکھے گا تو پچھلے ایک سال کے گناہ بخشے جائیں گے اور مستحب یہ ہے کہ عاشورے کے ساتھ ایک دن اور ملاوے خواہ اس کے اوّل دن خواہ آخر کو اور صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا نزدیک بعض علماء کے مکروہ ہے اور نزدیک ابوحنیفہ اور محمد رحمہا اللہ کے مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۔ روزہ وصال کا یعنی کئی دن پے در پے روزے رکھنا بغیر افطار کے اور روزہ رکھنا تمام سال کا مکروہ ہے اور سب سے بہتر طریق روزہ رکھنے میں طریق داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے لاکن اس طور پر رکھنا بھی اس شرط پر ہے کہ ہمیشہ رکھ سکے کیونکہ عبادت ہمیشہ کی بہتر ہوتی ہے۔

مسئلہ ۔ عورت کو بغیر اذن خاوند کے اور غلام کو بدون حکم مالک کے روزہ نفل نہ چاہیے رکھنا۔

فصل تیسری اعتکاف کا بیان

اعتکاف کرنا کسی مسجد میں عبادت ہے لاکن جامع مسجد میں بہتر ہے اور اعتکاف واجب ہوتا ہے نذر کرنے سے۔

ف ۔ جب زبان سے کہا کہ میں نے اپنے اوپر اتنے دنوں کا اعتکاف لازم کیا یا یوں کہا کہ جس وقت یہ کام میرا ہووے گا تب میں اتنے دن اعتکاف کروں گا دونوں صورت میں اعتکاف واجب ہو جاوے گا لاکن پہلی صورت میں فی الحال ہوگا اور دوسری میں معلق اور مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کی نیت سے اسی کو شرع میں اعتکاف کہتے ہیں اور اعتکاف کی مدت میں اختلاف ہے اقل مدت اس کی ایک دن ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور آدھے دن سے زیادہ ہے نزدیک ابی یوسفؒ کے اور ایک ساعت ہے نزدیک محمدؒ کے اور رمضان کے اخیر دس دن میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ ہے اور جو اعتکاف واجب ہے اس میں روزہ رکھنا شرط ہے اور اسی طرح نفل اعتکاف میں بھی شرط ہے ایک روایت میں اور عورت کو چاہیے کہ گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے۔

مسئلہ ۔ معتکف کو چاہیے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے مگر پیشاب پائخانے یا جمعہ کی نماز کے واسطے اور جمعہ کے لئے اُس وقت جاوے کہ جس میں جمعہ اور اس کی سنتیں ادا ہو سکیں اور جمعہ مسجد میں نماز کے قدر ٹھہرے زیادہ اس سے دیر نہ کرے اگر دیر کی تو اعتکاف فاسد ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر معتکف بدون عذر کے ایک ساعت مسجد سے نکلے گا اعتکاف اس کا ٹوٹ جائے گا اور نزدیک صاحبینؒ کے جب تک آدھے دن سے زیادہ مسجد کے باہر نہ رہے گا فاسد نہ ہوگا اور کھانا اور پینا اور سونا اور بیچنا اور خریدنا مسجد میں بغیر حاضر کرنے اسباب کے معتکف کو جائز ہے اور غیر معتکف کو نہیں۔

مسئلہ۔ معتکف کو وطی اور جو چیز خواہش والے طریقے وطی کے مثلاً بوسہ وغیرہ سب حرام ہے اور وطی سے اعتکاف فاسد ہوتا ہے خواہ وطی جان کے کرے خواہ بھول کر اور مساس اور بوسے سے اعتکاف فاسد ہوتا ہے اگر انزال ہووے اور بدون انزال کے نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ اعتکاف میں بالکل چپ رہنا مکروہ ہے اور بیہودہ کلام کرنا اس سے زیادہ مکروہ نیک کلام کیا کرے مثلاً کلام اللہ یا حدیث یا درود پڑھا کرے۔

مسئلہ۔ اگر کئی دن کے اعتکاف کی نذر کی پس ان دنوں کی راتوں کو بھی اعتکاف کرنا لازم ہوگا اور اسی طرح اگر دو دن کی نذر کی تو دو رات کا بھی اعتکاف لازم ہوگا اور نزدیک ابی یوسفؒ کے صرف اس ایک رات کا لازم ہوگا جو دونوں کے درمیان ہے اور اگر نذر کیا ایک مہینے کے اعتکاف کا تو ایک لخت ایک مہینہ کا اعتکاف لازم ہوگا اگرچہ ایک لخت کا ذکر زبان سے نہ کیا ہو۔

مسئلہ۔ اعتکاف شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے مگر نزدیک امام محمدؒ کے نہیں ہوتا ہے۔

کتاب الحج

اسلام کے رکنوں میں ایک رکن حج ہے اور وہ فرض عین ہو جاتا ہے جس وقت اس کی شرطیں پائی جائیں اور جس نے حج کو فرض نہ جانا وہ کافر ہے اور اس کی شرطیں موجود ہونے پر جس نے ترک کیا وہ فاسق ہے لاکن چونکہ ان ملکوں میں اکثر شرطیں حج کی موجود نہیں اس لئے اس کے مسائل اس رسالہ مختصرہ میں مذکور نہ ہوئے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ساری عمر میں حج ایک مرتبہ واجب ہوتا ہے دبار بار پس حاجت کے وقت اس کے مسائل سیکھنا ہو سکتا ہے واللہ اعلم۔

ف۔ مصنف رحمہ اللہ نے اگرچہ مسائل حج کے ذکر نہیں کئے پر یہ عاجز بطور اختصار کے کچھ بیان کرتا ہے۔

مسئلہ۔ شرطیں حج کی یہ ہیں کہ حج کرنے والا آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور بیمار اور اندھا اور ضامن کسی کا نہ ہو اور سواری اور راہ کے خرچ پر قادر ہو اور اہل وعیال کا نفقہ پھر آنے تک کا دے سکتا ہو اور راہ میں امن بیشتر ہو یعنی اکثر لوگ اس راہ سے حج کر آتے ہوں گو بعض وقت بعض لوگ اتفاقاً ہلاک ہوں اس کا اعتبار نہیں اور عورت کے لئے اس کے شوہر یا محرم یا عاقل نیک بخت کا ساتھ ہونا۔

مسئلہ۔ فرض حج کے تین ہیں ایک تو احرام باندھنا دوسرا عرفات میں کھڑا ہونا اور تیسرا طواف الزیارۃ کرنا کہ اس کو طواف الافاضۃ اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ واجب حج کے پانچ ہیں ایک مزدلفے میں رات کو ٹھہرنا دوسرا جمرات میں کنکریاں مارنا تیسرا صفا و مروہ میں دوڑنا چوتھا بال منڈانا پانچواں طواف الصدر کرنا یعنی پھرتے وقت طواف رخصت کا کرنا جس کو طواف الوداع بھی کہتے ہیں۔ ان کے سوا سنتیں اور مستحبات ہیں۔

مسئلہ۔ جان تو کہ احرام باندھنے کے بعد حرام ہے وطی کرنا اور جھگڑا اور لڑائی کرنا اور جھوٹ بولنا اور غیبت تہمت اور بدی کرنا اور گالی دینا اور فحش بکنا اور شکار خشکی کا کرنا اور بدن کے بال منڈانا اور سر اور داڑھی خطمی سے دھونا اور ناخن اور مونچھیں کترنا اور موزہ پہننا اور پگڑی باندھنا اور سیئے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا۔ زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھ لے جس کو حاجت ہو۔

ارکان اسلام کے بعد یعنی نماز روزہ زکوٰۃ و حج کے مسائل جاننے کے بعد حرام اور مکروہ و مشتبہ کی چیزوں کو دریافت کرنا اور ان سے بچنا یہی اسلام میں ضرور ہے۔

ف۔ کیونکہ بدون جانے ان کے احتیاط کرنا ان سے مشکل ہے پس اگر مسلمان ان کو نہ جانے گا اور ان سے نہ بچے گا تو اس کی مسلمانی میں بیشک نقصان آوے گا پس اس واسطے اس کتاب التقویٰ کی پانچ فصلوں میں وہ چیزیں بیان کی گئیں۔

فصل پہلی کھانے کا بیان

مردار یعنی جو جانور کہ آپ سے مرا ہو اور بہنے والا لہو اور سُور اور وہ جانور کہ بلندی سے گر کر مرا ہو اور وہ جانور کہ گلا گھونٹنے سے یا کسی صدمہ سے مرا ہو اور وہ جانور کہ اس کو کسی کافر غیر کتابی نے ذبح کیا ان سب کا کھانا حرام ہے اور اسی طرح جو جانور کہ اس کو کسی مسلمان یا کتابی نے ذبح کیا اور قصداً بسم اللہ ترک کی وہ بھی حرام ہے اور اگر بھول کر ترک کی تو نزدیک امام مالکؒ کے حرام ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے حلال ہے۔

مسئلہ۔ جنگل سے پکڑے جانیوالے جانور اور پھاڑ کھانے والے چار پائے اگرچہ گفتار اور لومڑی ہوں اور ہاتھی اور گدھے اور خچر اور زمین میں گھسے رہنے والے جانور مانند چوہے اور نیولے اور سوا ان کے جو حشرات زمین کے ہیں جیسے کچھوے وغیرہ اور وہ جانور کہ اکثر نجاست کھاتا ہے ان سب کا کھانا حرام ہے اور جو کوا کہ دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے وہ مکروہ ہے اور گھوڑا حلال ہے اور نزدیک امام اعظمؒ کے مکروہ ہے اور کوے کھیتی کے کہ وہ فقط دانہ کھاتے ہیں حلال ہیں اور خرگوش اور دوسرے حیوانات جنگلی کہ درندوں میں سے نہیں وہ حلال ہیں اور دریائی حیوانوں میں سے نزدیک امام اعظمؒ کے سوائے مچھلی کے کوئی قسم کے جانور حلال نہیں اور اگر مچھلی اگر دریا وغیرہ میں بدون آفت کے مر کر پانی پر چت ہو کر بہے تو وہ حرام ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور مچھلی اور ٹڈی میں ذبح شرط نہیں ہے اسی واسطے کافر کی شکار کی ہوئی مچھلی بھی حلال ہے۔

مسئلہ۔ طعام اس قدر کھانا فرض ہے کہ جس میں زندگی باقی رہے اور اس قدر کھانا کہ جس میں نماز کھڑے ہو کر پڑھ سکے اور روزہ رکھنے کی طاقت حاصل ہو مستحب ہے اور آدھے پیٹ تک کھانا سنت ہے اور پیٹ بھر کھانا مباح ہے اور اگر جہاد میں طاقت ہونے کی نیت اور دینی علوم میں محنت کرنے کی نیت سے پیٹ بھر کھا وے تو بھی مستحب ہے اور پیٹ بھر سے زیادہ کھانا حرام

ہے مگر روزہ رکھنے کے قصد یا مہمان کی خاطر سے جائز ہے ۔ ناچاری کی حالت میں یعنی بھوک سے جب مرنے کا اندیشہ ہو اور اس وقت غذا حلال نہ ملے تو مردار حلال ہوتا ہے اور جو چیز ہے وہ بھی حلال ہوتی ہے بلکہ اس وقت فرض ہوتا ہے کھانا مردار وغیرہ کا نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر نہ کھایا اور مرگیا تو گنہگار ہوگا لیکن پیٹ بھر نہ کھاوے جان بچانے کے انداز کھاوے نزدیک ابی حنیفہؒ کے اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے ایک قول میں بھی یہی حکم ہے اور نزدیک امام مالکؒ کے پیٹ بھر کھاوے اور ایسی حالت میں اگر غیر کا مال جان رکھنے کے قدر کھاوے اور اس کی قیمت ادا کرنے کی نیت ہووے تو جائز ہے لیکن اگر اس نے احتیاط کیا اور غیر کے مال سے نہ کھایا اور مرگیا تو ثواب دیا جاوے گا گنہگار نہ ہوگا ۔

مسئلہ۔ مرض میں دوا کھانی جائز ہے نہ واجب اگر دوا نہ کھائی اور مرگیا گنہگار نہ ہوگا ۔

مسئلہ۔ قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کی غذائے لطیف کھانی جائز ہے لیکن اس میں خرچ حد سے زیادہ کرنا اسراف ہے اور منع ۔

مسئلہ۔ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مرد اور عورت دونوں کو حرام ہے ۔

مسئلہ۔ شراب انگوری نجاست غلیظہ اور حرام قطعی ہے جو شخص اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اس کو یوں بناتے ہیں کہ پانی انگور کا بدون جوش آنے کے رکھ چھوڑتے ہیں یہاں تک کہ وہ نشہ لانے والا ہو اور کف اس میں اٹھ آوے اور وہ شراب کہ ترخرما یا کشمش سے بناتے ہیں اور وہ طلا انگوری کہ انگور کے پانی کو جوش دیکر دو تہائی سے کم خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہیں مسکر ہونے اور کف لانے تک یہ تینوں قسمیں نجس ہیں لیکن نجاست ان کی خفیفہ ہے نہ غلیظہ[1] اور دوسری شرابیں کہ خرما یا کشمش کے پانی کو جوش دیکر بناتے ہیں یا شہد یا انجیر یا گیہوں یا جو یا جوار وغیرہ سے تیار کرتے ہیں اور مثلث انگوری کہ انگور کے پانی کو جوش دینے کے بعد ایک تہائی باقی رکھتے ہیں یہ سب شرابیں بھی ان تینوں کے مانند نجس ہیں اور حرام اور نزدیک امام محمدؒ کے اگرچہ ایک قطرہ بھی ہو دلیل ان کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز نشہ لاوے زیادتی سے اس کی حرام ہے ایک قطرہ اس کا اور جو چیز نشہ لانے والی ہے وہ شراب ہے یعنی مانند شراب کے ہے حرمت اور نجاست میں اور نزدیک امام اعظمؒ کے جو چار شرابیں پہلے کی ہیں یعنی شراب انگوری

---

[1] نجاست ان کی غلیظہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ۱۲

اور شراب خرمائے تر اور شراب کشمش اور طلا انگوری کے سوا اور جتنی شرابیں ہیں یہ سب نہ تو نجس ہیں نہ حرام ہاں جو شخص لہو و لعب کے ارادے سے پیوے تو حرام ہے اور اگر طاقت کے قصد سے پیوے تو جائز ہے لیکن یہ قول امام اعظمؒ کا متروک ہے اور فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

مسئلہ۔ شراب سے کسی طرح کا فائدہ اٹھانا درست نہیں پس چاہیئے کہ اس سے علاج چارپائے کا بھی نہ کیا جاوے اور نہ لڑکوں کو دی جاوے اور نہ زخم کے مرہم میں ڈالی جاوے۔

مسئلہ۔ کھانا کھانے اور پانی پینے کے وقت سنت یہ ہے کہ اول بسم اللہ کہے اور آخر اس کے الحمد للہ اور کھانے کے قبل اور کھا کر ہاتھ دھووے اور پانی تین بار کرکے پی دے اور ہر بار اول میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے۔ گھوڑی کا دودھ نشے کے سبب حرام ہے اور پیشاب ماکول اللحم حرام ہے۔

مسئلہ۔ گوشت اگر مسلمان یا کسی کتابی سے مول لیوے تو وہ حلال ہے اور اگر کسی بت پرست سے لیوے تو حرام ہے۔

مسئلہ۔ ہدیہ قبول کرنے کے لئے غلام اور لونڈی اور لڑکے کا قول بھی معتبر ہے۔

ف۔ یعنی مثلاً کسی غلام نے کہا کہ یہ ہدیہ تمہارے فلانے دوست نے بھیجا پس اس کا کہنا کفایت کرتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی عادل نے کہا کہ یہ پانی پاک ہے یا کھانا ناپاک ہے دونوں صورت میں قول اس کا قبول کیا جاوے گا اگر کسی فاسق نے یا جس کا حال معلوم نہیں اس نے خبر دی پانی کی نجاست پر پس اس صورت میں دل میں سوچے جس طرف دل کی رائے غالب ہو اسی پر عمل کرے پس اگر گمان غالب ہو کہ یہ کہنے والا سچا ہے پانی کو گرا دے اور تیمم کرے اور اگر گمان غالب ہو کہ یہ جھوٹا ہے تو وضو کرے اس سے لیکن بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور تیمم بھی کر لیوے۔

مسئلہ۔ سوداگر کے غلام کی ضیافت قبول کرنی درست ہے اور کپڑا یا نقدی یا غلہ اس سے لینا درست نہیں اس کے مولا کی اجازت کے بغیر۔

مسئلہ۔ ضیافت قبول کرنی ظالم امیروں اور ناچنے والے اور گانے والے اور چلا چلا کے رونے والی عورتوں کی اور قبول کرنا ہدیہ ان کا منع ہے اگر اکثر مال ان کا حرام ہی کا ہو دے اور اگر ان لیوے کہ اکثر حلال کا ہے تو درست ہے۔

فصل دوسرئ لباس کا بیان

کپڑا ستر ڈھانکنے کی قدر اور گرمی اور سردی جو ہلاکی کو پہونچانے والی ہیں ان کے دفع کرنے کی قدر پہننا فرض ہے اور اس سے زیادہ پہننا خدا کی نعمت ظاہر کرنے اور شکر ادا کرنے اور زینت کے لئے مستحب ہے اور سنت یہ ہے کہ لباس انگشت نما نہ پہنے اور دامن اور ازار آدھی پنڈلی تک پہنے اور ٹخنے تک بھی جائز ہے اور اس سے زیادہ نیچے لٹکانا حرام ہے اور سنت کی نیت سے شملہ بالشت بھر چھوڑنا مستحب ہے اور اسراف اور فخر دکھانے کی نیت سے زیادہ تکلف کرنا پوشاک میں مکروہ ہے یا حرام اور اگر یہ نیت نہ ہو تو مباح ہے اور زرد اور زعفرانی رنگ کے کپڑے مردوں کو حرام ہیں نہ عورتوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ مطلق سرخ رنگ مردوں کو مکروہ ہے مگر خط دار درست ہے مانند سوسی کے اور جو کپڑا تانا اور بانا اس کا دونوں ریشم ہوں وہ عورت کو درست ہے نہ مردوں کو مگر چار انگل کے برابر مانند سنجاف کے مردوں کو بھی درست ہے اور جو کپڑا کہ بانا اس کا ریشمی اور تانا سوت یا اون کا ہو اس کو فقط لڑائی میں پہننا درست ہے اور جس کپڑے کا بانا سوت اور تانا ریشمی ہے وہ مشروع ہے ہر حال میں وہ درست ہے اور ریشمی کپڑے کا بچھونا اور تکیہ بنانا درست ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک صاحبینؒ کے منع ہے۔

مسئلہ۔ چاندی اور سونے کا زیور عورتوں کو پہننا جائز ہے اور مردوں کو حرام ہے مگر انگوٹھی چاندی کی بنی ہوئی اور سونا اس کے نگینہ کے چاروں طرف لگا ہو درست ہے۔

مسئلہ۔ اور ٹوٹا ہوا دانت چاندی کے تار سے باندھنا جائز ہے نہ سونے کے تار سے اور صاحبینؒ کے نزدیک سونے کے تار سے بھی جائز ہے اور انگوٹھی لوہے اور پیتل وغیرہ کی جائز نہیں

مسئلہ۔ بادشاہ اور قاضی کو انگوٹھی مہر کے لئے رکھنی سنت ہے اور اوروں کو نہ رکھنی بہتر ہے۔

مسئلہ۔ جس برتن میں چاندی کی میخ وغیرہ لگی ہو اس میں کھانا پینا اور چاندی کی میخیں لگی ہوئی کرسی پر بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ چاندی کی جگہ سے منہ لگانے اور بیٹھنے میں احتیاط کرے اور نزدیک ابو یوسفؒ کے مکروہ ہے اور امام محمدؒ سے دو روایت ہیں ایک میں تو جائز ہے اور دوسری میں منع ہے۔

مسئلہ۔ لڑکے کو ریشمی کپڑا اور سونا چاندی پہنانا حرام ہے۔

فصل تیسری وطی اور جو چیز خواہش دلانے والی وطی کی ہے اس کا بیان

اپنی جورو یا لونڈے سے پیچھے کی راہ سے یا حیض و نفاس میں وطی کرنی حرام ہے اور لواطت حرام قطعی ہے جو اس کو حرام نہ جانے وہ کافر ہے اور اجنبی عورت اور مرد کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح اجنبی عورت پر شہوت سے ہاتھ ڈالنا اور حرام کاری کی کوشش میں چلنا پھرنا بھی حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ آنکھ کا زنا دیکھنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا اور زبان کا زنا بات کہنا ہے اور فرج ان سب کی تصدیق کرتی ہے یا سب کو جھٹلاتی ہے۔

مسئلہ۔ غیر کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے مگر طبیب یا ختنہ کرنے والے یا دائی یا حقنہ کرنے والے وغیرہم کو جائز ہے کہ بضرورت میں ضرورت کے قدر نظر کریں نہ زیادہ اور ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن دیکھنا درست ہے[1] ستر عورت کے سوا یعنی ناف سے زانو تک نہ دیکھے اور ایک عورت کو بھی دوسری عورت کا ناف سے زانو تک دیکھنا درست نہیں اور باقی بدن کا دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح عورت کو غیر مرد کے ستر کے سوا باقی بدن کا دیکھنا درست ہے بدون شہوت کے اور شہوت کے حال میں ہرگز درست نہیں اور مرد کو اجنبی عورت کا بدن دیکھنا بالکل درست نہیں مگر جو عورت ضروری کاموں کے واسطے باہر نکلتی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ دیکھنا درست ہے اگر شہوت نہ ہو اور اگر شہوت ہو تو درست نہیں قرآن مجید میں حق تعالے نے فرمایا کہ کہو اے محمدؐ مسلمان مردوں کو عورتوں سے آنکھیں بند کریں اور شرمگاہ کو نگاہ رکھیں اور کہو مسلمان عورتوں کو کہ مردوں سے آنکھ چھپا دیں اور شرمگاہ کو نگاہ رکھیں اور حدیث میں آیا ہے کہ جس نے عورت کی طرف شہوت سے نظر کی قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ اس کی آنکھوں میں ڈالا جائے گا اور اپنی عورت اور لونڈی کا سارا بدن دیکھنا درست ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ شرمگاہ نہ دیکھے اور ماں اور بہن اور بیٹی اور پوتی اور سوا ان کے جتنی عورتیں محرمات میں سے ہیں ان کے اور غیر کی لونڈی کے سر اور منہ اور پنڈلی اور بازو دیکھنا اور ان کو ہاتھ لگانا درست ہے اگر شہوت سے اس کو امن ہو اور پیٹ اور پیٹھ اور ران دیکھنا درست نہیں اور غلام اپنی مالکہ[2] کے حق میں مانند اجنبی کے ہے پس اس کو منہ اور دونوں ہاتھ کے سوا باقی اعضا

---

[1] اور جس قدر دیکھنا جائز ہے اس کا چھونا بھی جائز ہے ۱۲ ہدایہ

[2] یعنی عورت مالکہ ۱۲۔

مالک کا دیکھنا درست نہیں اور اجنبی عورت کی طرف نکاح کے ارادے سے یا مول لینے کے وقت شہوت کے ساتھ بھی دیکھنا جائز ہے اور اسی طرح گواہ کو بھی گواہ ہونے یا گواہی دینے کے وقت اور حاکم کو بھی حکم کے وقت دیکھنا درست ہے۔

مسئلہ۔ خوجے اور آختے کا حکم مرد کا ہے۔

ف۔ یعنی جس طرح عورت کو غیر مرد سے پردہ کرنا فرض ہے اسی طرح انھوں سے بھی خوجہ کہتے ہیں ذکر کٹے ہوئے کو اور آختہ کہتے ہیں جس کے خصیے نکال لئے گئے ہوں۔

مسئلہ۔ حمل رہنے کے خوف سے عزل کرنا یعنی وطی کرنے میں انزال کے وقت منی باہر ڈالنی منع ہے منکوحہ سے بغیر اذن اس کے اگر وہ حرہ ہے اور اگر وہ غیر کی لونڈی منکوحہ اس کی ہے تو اس کے مالک کے بدون حکم جائز نہیں اور اپنی لونڈی سے درست ہے بغیر اذن اس کے۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے باندی مول لی یا کسی نے اس کو ہبہ کیا یا میراث یا کسی اور سبب سے ہاتھ لگی پس نہ وطی اس کی درست ہے اور نہ بوسہ نہ مساس جب تک اس کی ملک میں آنے کے بعد ایک حیض پورا نہ ہو لیوے اور اگر باندی نابالغ ہے یا بڑھیا ہو کہ حیض موقوف ہو گیا تو بعد ایک مہینے کے وطی جائز ہو گی۔

مسئلہ۔ اگر کسی کی ملک میں دو لونڈی ایسی ہوں کہ نکاح دونوں کا ایک ساتھ کرنا شرع میں منع ہو مثلاً دونوں آپس میں بہن ہوں پس اس صورت میں اگر ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ اس نے وطی کی تو دوسری اس پر حرام ہو گی جب تک اس وطی کی ہوئی کو اپنی ملک سے الگ نہ کرے گا یا کسی اور سے نکاح نہ کر دے گا۔

فصل چوتھی کسب اور تجارت اور اجارے کا بیان

حدیث میں آیا ہے کہ تلاش کرنا حلال روزی کا فرض ہے بعد فرضوں کے۔

ف۔ یعنی جو فرائض کہ مقرر ہیں مانند نماز روزہ اور سوا ان کے اول مرتبہ ان کا ہے بعد ان کے طلب کرنا کمائی حلال کی فرض ہے اور سب کسبوں سے بہتر کسب اپنے ہاتھ کا ہے داؤد علیہ السلام زرہ اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور کھاتے تھے اور بہتر کسب کیا ہے بیع مبرور ہے یعنی وہ بیع کہ فساد اور کراہت سے پاک ہو۔

ف۔ فقہ میں تفصیل اس کی لکھی ہے اور افضل کسب جہاد ہے پھر تجارت پھر زراعت پھر

ہاتھ کی کمائی۔

مسئلہ۔ مبیع اگر مال نہ ہو مانند مردار یا حُر کے بیع اس کی باطل ہے اور اگر مبیع مال ہو لیکن قابل قیمت کے نہ ہو مانند اس جانور کے کہ ہوا میں اڑتا ہے یا وہ مچھلی کہ پانی کے اندر ہو ان کی بیع بھی باطل ہے۔

ف۔ ہاں اگر جانور کو پھر آنے کی عادت ہو جس طرح کبوتر یا مچھلی ایسے چھوٹے حوض میں ہو کہ ہاتھ سے پکڑ سکتے ہوں اس صورت میں بیع ان کی جائز ہوگی اور مانند شراب اور سُور کے کہ یہ دونوں اگرچہ کفار کے نزدیک قیمت دار مال ہیں پر شارع کے نزدیک کچھ ان کی قیمت نہیں پس اگر یہ دونوں نقد روپوں کے عوض بیچے جاویں تو اس صورت میں بھی ان کی بیع باطل ہوگی اور اگر مثلاً کپڑے اور کسی اسباب کے عوض بیچے جاویں تو اس صورت میں بھی ان کی بیع باطل ہوگی اور اسباب کی بیع فاسد ہوگی۔

ف۔ بیع کی چار قسمیں ہیں نافذ موقوف فاسد باطل جس میں مبیع اور ثمن دونوں مال ہوں اور بیچنے والا اور لینے والا دونوں عاقل ہوں خواہ وہ دونوں اپنے واسطے خرید و فروخت کرتے ہوں یا کسی اور کے وکیل یا ولی ہوں اس کو بیع نافذ کہتے ہیں اور اگر کسی نے غیر کا مال بدون اجازت اس کی بیچا نہ تو اس کا ولی ہے اور نہ وکیل اس کو بیع موقوف کہتے ہیں یہ بیع صحیح نہ ہوگی جب تک مال کا مالک اذن نہ دیوے اور اگر باعتبار اصل کے بیع درست ہو اور باعتبار عارض کے نادرست تو اس کو بیع فاسد کہتے ہیں مثلاً ایک کپڑا بیچا شراب کے عوض میں پس کپڑے کی بیع اصل میں درست ہے لاکن شراب کے عوض میں فاسد ہے کیونکہ شراب شرع میں مال متقوم نہیں ہے اور کپڑا مال متقوم ہے پس مال کو غیر مال کے ساتھ عوض کرنا درست نہیں اور اگر کسی وجہ سے درست نہ ہو اس کو بیع باطل کہتے ہیں مانند بیع مردار یا شراب کے بیع باطل میں خریدار مبیع کا مالک نہیں ہوتا ہے کس واسطے کہ وہ مال نہیں اور فاسد میں مبیع قصد کرنے کے بعد مالک ہوتا ہے لیکن بیع کو فسخ کرنا واجب ہے۔

ف۔ اور اگر فسخ نہ کیا تو واجب ہوگا اس پر قیمت اس کی یعنی نقدی میں سے مثلاً کسی نے شراب دیکر کپڑا لیا پس لینے والے پر واجب ہے کہ کپڑے کی قیمت نقود میں سے دیوے۔

مسئلہ۔ دودھ بغیر دوہنے کے جانوروں کے تھنوں میں بیچ ڈالنا درست نہیں یہ بیع باطل ہے کیونکہ اس میں دودھ ہونے میں شک ہے۔ احتمال ہے کہ ہوا ہو دودھ نہ ہو۔

مسئلہ۔ جو بیع بیچنے والے اور مول لینے والے میں جھگڑا ڈالنے والی ہو وہ فاسد ہے مانند بیع پشم کے بھیڑ بکری کی پشت پر یا کسی کڑی کی چھت میں یا بیع ایک گز کپڑے کی تھان میں سے یا بیع کرنی مدت مجہول کے ساتھ مثلاً خریدار نے کہا کہ جس دن مینہ برسے گا ہوا زور کی چلے گی اس دن قیمت دوں گا۔

ف۔ ان صورتوں میں جھگڑا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً خریدار چاہتا ہے کہ بال بھیڑ بکری کی جڑ سے ملا کے کاٹ لیوے یا کڑی اچھی سی چُن کر نکال لیوے یا گز بھر کپڑا اپنی پسند کے موافق پھاڑ لیوے یا مینھ برسنے اور تند ہوا چلنے کے دن قیمت مال کی دیوے اور بائع اس وجہ پر راضی نہیں ہوتا ہے اور اس کا راضی نہ ہونا بھی صورت آپس کے نزاع کی ہے پس مشتری کو لازم ہے کہ اس طرح کی بیع فاسد کو فسخ کرے اور اگر مشتری نے فسخ نہ کیا بلکہ بائع نے کڑی چھت سے نکال دی اور گز بھر کپڑا تھان سے پھاڑ دیا یا مشتری نے مدت مجہول کو موقوف کیا بیع صحیح و لازم ہو جاوے گی۔

مسئلہ۔ شرط فاسد سے بیع فاسد ہوتی ہے اور شرط فاسد وہ ہے کہ مقتضا عقد کا نہ ہو یعنی جن شرطوں کو عقد چاہتا ہے وہ اس میں نہ ہو اور اس میں نفع ہو بائع کو یا مشتری کو یا مبیع کو اگر مبیع مستحق نفع کا ہے۔

ف۔ یعنی مبیع نفع کو نفع سمجھتا ہو اور وہ اپنا فائدہ حاصل کرنے کی عقل اور شعور رکھتا ہو اور اگر مبیع کو یہ لیاقت نہیں ہے تو اس کا نفع معتبر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ کسی نے مثلاً مکان لیا اس شرط پر کہ بائع اس پر قبضہ کرا دیوے پس یہ شرط صحیح ہے فاسد نہیں اس لئے کہ یہ شرط مقتضائے عقد کا ہے اور اگر بائع نے کپڑا بیچا اس شرط پر کہ مشتری اس کو کسی اور کے پاس نہ بیچے پس یہ شرط اگرچہ مقتضا عقد کا نہیں ہے لیکن فاسد بھی نہیں اس لئے کہ اس میں کسی کا نفع نہیں اور اگر بائع نے گھوڑا بیچا اس شرط پر کہ خریدار اس کو فربہ کرے اس میں گھوڑے کو نفع ہے لیکن گھوڑا انسان نہیں ہے کہ نفع کو سمجھے اور مشتری سے فربہ ہونے کی غذا طلب کرے پس یہ شرط بھی فاسد نہیں اس طرح شرط کرنی لغو ہے اور بیع صحیح اور اگر کسی نے مکان بیچا اس شرط پر کہ بیچنے کے بعد ایک مہینے تک اس میں رہا کرے پس یہ شرط فاسد ہے کیونکہ اس میں بائع کو نفع ہے اور اگر کسی نے کپڑا اس شرط پر مول لیا کہ بائع اس کو پیراہن سی دیوے پس یہ شرط فاسد ہے کس واسطے کہ اس میں لینے والے کو نفع ہے اور اگر غلام بیچا اس شرط پر کہ لینے والا

اس کو بیکر آزاد کرے پس یہ شرط فاسد ہے اس سبب سے کہ اس میں غلام کو منفعت ہے پس اس طرح کی بیع وشراء سے بچنا واجب ہے کیونکہ ایسی شرطوں سے بیع فاسد ہوتی ہے اور بیع باطل اور بیع فاسد کے مسائل کی زیادہ تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

مسئلہ۔ سُود لینا حرام ہے بیع اور قرض دونوں میں اور گناہ کبیرہ ہے جو شخص اس کی حرمت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

مسئلہ۔ جان تو کہ بیاج دو قسم پر ہے ایک بیاج نسیہ دوسرا بیاج فضل بیاج نسیہ وہ ہے کہ نقد مال کے وعدے پر بیچے اور بیاج فضل وہ ہے کہ تھوڑے مال کو بہت کے عوض بیچے پھر اگر دو چیزیں پائی جاویں ایک اتحاد جنس دوسرا اتحاد قدر تو نزدیک امام اعظمؒ کے دونوں قسمیں ربٰوا کی حرام ہوتی ہیں یعنی ربٰوا نسیہ بھی اور ربٰوا فضل بھی اور قدر سے مراد ہے کیل یا وزن اور اگر ان دونوں چیزوں میں سے ایک پائی جائے یعنی صرف اتحاد جنس پائی جائے یا اتحاد قدر تو ربٰوا نسیہ کا حرام ہوگا نہ ربٰوا زیادتی کا پس اگر گیہوں عوض گیہوں کے اور جَو عوض جَو کے یا چنے عوض چنے کے یا سونا عوض سونے کے یا چاندی عوض چاندی کے یا لوہا عوض لوہے کے بیچا جاوے تو فضل اور نسیہ دونوں ان میں حرام ہیں کیونکہ اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں چیزیں ان میں موجود ہیں اور اگر گیہوں عوض چنے کے یا سونا عوض چاندی کے یا لوہا تانبے کے عوض بیچا جاوے تو فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کس واسطے کہ گیہوں اور چنے دونوں ایک طرح کے کیل سے بیچے جاتے ہیں اور لوہا اور تانبا دونوں ایک صورت کی ترازو اور بٹوں سے سونا اور چاندی ایک طرح کی ترازو اور بٹوں سے بیچے جاتے ہیں پس ان میں قدر متحد ہے، اور جنس مختلف اس لئے فضل حلال ہے اور نسیہ حرام اور اگر گزی کپڑا گزی کپڑے کے عوض اور گھوڑا گھوڑے کے عوض بیچا جاوے تو بھی فضل حلال ہے اور نسیہ حرام کیونکہ یہاں اتحاد جنس موجود ہے اور قدر نہیں اور اگر اتحاد جنس اور اتحاد قدر دونوں نہ پائے جائیں تو فضل بھی اور نسیہ بھی جائز ہے مثلاً گیہوں سونے یا لوہے کے عوض بیچے تو فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں اس لئے کہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے اور نہ اتحاد قدر کیونکہ گیہوں کیلی ہیں اور سونا اور لوہا وزنی اور اگر سونا لوہے کے بدل یا لوہا سونے کے بدل بیچے اس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں کیونکہ یہاں نہ اتحاد جنس ہے نہ اتحاد قدر کس واسطے کہ ترازو اور بٹے سونے کے اور ہیں اور ترازو اور بٹے لوہے کے اور ہیں اور اسی طرح اگر گیہوں چونے کے عوض بیچے اس میں بھی فضل اور نسیہ دونوں جائز ہیں اس لئے کہ گیہوں کے کیل اور ہیں اور چونے کے کیل

اور نزدیک امام شافعیؒ کے، کھانے کی چیزوں میں اور سونے اور چاندی میں ربوا جاری ہوگا ان کی جنس متحد ہونے کی صورت میں اور لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونا اور ان کے مانند میں ربوا جاری نہ ہوگا اور امام مالکؒ کے نزدیک کھانے کی چیزیں اگر لائق ذخیرے کے ہوویں گی تو ان میں ربوا جاری ہوگا اور اگر ایسی نہ ہوں گی تو نہ ہوگا پس تازے میوے اور ترکاری وغیرہ میں ان کے نزدیک ربوا نہیں

ف۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ حدیث شریف میں حکم ہے کہ سونا اور چاندی گیہوں جَو کھجور نمک ان کی جنس کے عوض یعنی سونا عوض سونے کے اور چاندی عوض چاندی کے اور گیہوں عوض گیہوں کے اور جَو عوض جَو کے اور کھجور عوض کھجور کے اور نمک عوض نمک کے برابر بیچیں اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لین دین کریں فضل اور نسیہ دونوں ان میں ربوا ہیں پس جب حدیث میں ان چھ چیزوں کا ربوا ذکر ہوا علما نے اور چیزوں کو ان پر قیاس کیا لیکن ان میں چھ میں علت ربوا کی کیا ہے اس میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان میں قدر ساتھ جنس کے علت ربوا کی ہے اور قدر سے مراد وزن یا کیل ہے پس سونا چاندی شرع میں دونوں وزنی ہیں اور ان میں وزن علت ہے ربوا کی اور ان دونوں کے سوا جو چیزیں وزنی ہیں مانند تانبے اور پیتل لوہے اور غیر ان کے ان میں بھی علت ربوا کی وزن ہے اور باقی گیہوں جَو خرما نمک یہ چاروں شرع میں کیلی ہیں گو عرف میں نہ ہوں پس ان میں کیل ربوا کی علت ہے پھر جو چیزیں کیلی ہیں مانند چونے وغیرہ کے ان میں بھی علت ربوا کی کیل ہے پس خلاصہ قول امام اعظمؒ کا یہ ہے کہ جو چیزیں خواہ وزنی ہوں خواہ کیلی ان کی جنس کو جنس کے بدل فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے اور اگر جنس مخالف ہو اور قدر ایک ہو مانند گیہوں اور چنے کے اس میں فضل حلال ہے اور نسیہ حرام اور اگر جنس ایک ہو اور قدر نہ پایا جائے اس میں بھی فضل حلال ہے اور نسیہ حرام چنانچہ اگر ایک تھان گزی دیکر دو تھان گزی لیوے تو درست ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ان چھوں میں علت ربوا کی ثمنیت اور قوت ہے پس سونے چاندی میں تو ثمنیت ہے اور باقی چاروں میں قوت پس ان کے نزدیک سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لینا دینا درست ہے فضل اور نسیہ ان میں درست نہیں اور گیہوں جَو خرما نمک ان چاروں کا بھی یہی حکم ہے اور ان کے سوا جن چیزوں میں قوت ہے مانند میوے اور ترکاری اور ادویات کے ان کا بھی یہی حکم ہے یعنی جنس کو جنس کے عوض برابر بیچنا اور اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ لینا درست ہے فضل اور نسیہ اس میں درست نہیں پس لوہے اور تانبے اور پیتل اور چونا اور ان کے مانند میں فضل

اور نسیہ دونوں جائز ہیں کیونکہ ان میں نہ تو ثمنیت ہے اور نہ قوت اور امام مالک کے نزدیک بھی سونے چاندی میں علت ربوا کی ثمنیت ہے اور باقی چاروں میں قوت و تذخر یعنی چاروں لائق جمع رکھنے کے ہیں پس ان کے نزدیک ان چاروں کو اور ان کے سوا جس میں قوت و تذخر ہے ان کو اتحاد جنس میں فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا حرام ہے پس ترکاری اور جو میوے کہ لائق ذخیرے کے نہیں ہیں ان کی جنس کو جنس کے عوض فضل اور نسیہ کے ساتھ بیچنا ان کے نزدیک حرام نہیں۔

مسئلہ۔ گیہوں کا گیہوں کے آٹے کے عوض برابر کیل اور خرمائے تر خرمائے خشک کے عوض برابر کیل اور انگور کشمش کے عوض برابر کیل بیچنا جائز ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اوروں کے نزدیک جائز نہیں اگر تازہ خرما اور انگور خشک ہو کر کم ہو دیں۔

مسئلہ۔ مال ربوا یعنی چھ قلوں میں ربوا کا بیان ہو چکا ان میں اچھے اور برے کو برابر بیچنا چاہیے اور اگر اچھا مال کم ہو اور برا اس سے زیادہ ہو اچھے کے ساتھ کوئی جنس اور ملا دیوے مثلاً جو شخص سیر بھر اچھے گیہوں دیکر دو سیر برے لینے چاہے تو اچھے کے ساتھ سیر یا دو سیر چنے وغیرہ ملا کر بیچے تاکہ بیع صحیح ہو جاوے اور حدیث میں آیا ہے کہ جس قرض کے سبب سے قرض دینے والے کو قرض لینے والے کی طرف سے نفع پہونچے وہ قرض حکم ربوا کا رکھتا ہے۔ پس قرض دینے والے کو چاہیے کہ قرض دار کی ضیافت اور ہدیہ قبول نہ کرے ہاں جس صورت میں دونوں کے درمیان کھانے پینے اور لینے دینے کی رسم سابق سے چلی آتی ہو تو مضائقہ نہیں اور قرض دار کی دیوار کی سایہ میں بیٹھنا بھی مکروہ ہے اور راہ کے خوف سے روپوں کی ہنڈوی کرنی مکروہ ہے جس صورت میں ہنڈاون نہ دینا ہو اور اگر ہنڈاون دیا جائے تو اس صورت میں حرام ہے اور بیاج۔

مسئلہ۔ جس طرح بیع فاسد اور بیاج سے پرہیز کرنا واجب ہے اسی طرح اجارۂ فاسدہ سے بھی پرہیز کرنا واجب ہے پس جس چیز پر اجارہ کیا جاتا ہے اگر وہ چیز مجہول ہے اس کی جہالت نزاع ڈالتی ہے اور اجارے کو فاسد کرتی ہے۔ مثلاً اگر کسی نے اجارہ کیا اس طور پر کہ آج کے دن گیہوں کے دس سیر آٹے کی روٹی ایک درہم سے پکادوں گا یہ اجارہ فاسد ہوگا۔

ف۔ سبب فساد کا یہ ہے کہ روٹیوں کی پکوائی کے عوض ایک درہم مقرر ہوا لیکن وہ روٹیاں کتنی ہیں یہ معلوم نہیں پس اگر اسے پکادی تو البتہ پکوانے والا بے عذر ایک درہم حوالے کرے گا اور اگر مثلاً چوتھائی باقی رہی تو چوتھائی درہم کم دیگا یا کچھ بھی نہ دیگا جب تک کام اس کا پورا نہ کرے گا اور یہ طلب کرے گا پورا درہم اس لئے کہ اس نے دن بھر مزدوری کی پس یہ جہالت معقود علیہ کی ڈالے گی

دونوں میں نزاع اور فساد کرے گا ان کا اجارہ اور شرط سے بھی اجارہ فاسد ہوتا ہے جس طرح اس سے بیع فاسد ہوتی ہے۔

مسئلہ۔ اجرت لینے والے کے ہاتھ سے جو چیز تیار کی جاوے اس میں سے بعض کی اجرت مقرر کرنے سے اجارہ فاسد ہوتا ہے مثلاً کسی نے ایک من گیہوں پیسنے والے کو دیا اس شرط پر کہ اس آٹے میں سے چوتھائی اس کی پسوائی میں دلیوے اور تیس سیر آٹا لیوے یا کتا ہوا سوت جولاہے کو دیا اس شرط پر کہ تہائی کپڑا اس کی بُنوائی میں دلیوے یا ایک من گیہوں گدھے پر لدوا یا دہلی لیجانے کو اس شرط پر کہ اس میں سے چوتھائی غلہ دہلی میں لدوائی کا دلیوے اس طرح کا اجارہ فاسد ہے پس اس میں مزدوری جس طور پر ٹھہری تھی وہ نہ ملے گی بلکہ مزدوری موافق دستور کے واجب ہوگی لیکن جو مقرر کیا ہے اس سے زیادہ نہ دیا جائے۔

مسئلہ۔ بیچنے والے کو حرام ہے کم کرنا مبیع کا وزن میں اور لینے والے کو حرام ہے کم کرنا قیمت کا وزن میں حق تعالےٰ نے کم کرنے والوں کے حق میں وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ فرمایا اور مبیع کی قیمت ادا کرنے میں اور جو قرض جلد دینے کا ہے اس کے ادا کرنے میں اور مزدوروں کی مزدوری ادا کرنے میں بے عذر تاخیر کرنی حرام ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار ہو کر حق ادا کرنے میں دیر کرنی ظلم ہے اور مزدور کو مزدوری دلیوے اس کے پسینہ خشک ہونے کے قبل اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قرض ادا کرتے تھے جس قدر آپ کے ذمے واجب ہوتا تھا اس سے زیادہ دیتے تھے مثلاً آدھے وسق کی جگہ میں ایک وسق اور ایک کی جگہ میں دو وسق دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس قدر تیرا حق ہے اور اس قدر زیادتی میری طرف سے ہے پس جان تو کہ بدون شرط کرنے کے اس طرح کا زیادہ دینا جائز ہے یہ سود نہیں بلکہ مستحب ہے اور عہد شکنی اور فریب اور جھوٹ یہ تینوں حلال کسب کو حرام کر دیتے ہیں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بازار میں ایک ڈھیر گیہوں کا دیکھا جب ہاتھ مبارک اس کے اندر کیا تو ڈھیر کے بیچ میں گیہوں گیلے پائے پس فرمایا کہ یہ کیا ہے بائع نے کہا کہ پانی مینہ کا اس میں پہنچا تھا آپ نے فرمایا گیلے گیہوں کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں کیا تو نے جو کوئی فریب دلیوے مسلمان کو وہ ہمارے میں سے نہیں۔

مسئلہ۔ جوانمردی کرنی یعنی اپنے حق سے درگذر کرنا بیچنے اور خریدنے اور قرض ادا کرنے اور قرض طلب کرنے میں مستحب ہے اور اگر لینے والا لیکر پشیمان ہووے اور بیچنے والا اس کی خاطر سے بیع فسخ کرے تو حق تعالےٰ بیچنے والے کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

مسئلہ۔ بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں بدون فرق کے پہلی قیمت کہہ دینی واجب ہے، بیع مرابحہ وہ ہے کہ پہلی خرید سے مثلاً چار آنے اضافے کے ساتھ بیچے اور تولیہ وہ ہے کہ سابق قیمت کے ساتھ بیچے اور اگر مبیع پر قیمت کے سوا مانند مزدوری اور دلالی اور ڈھلوائی کے خرچ ہوا ہو اس کو بھی قیمت کے ساتھ ملا دے اور کہے اس قدر روپے میرے اس اسباب میں خرچ ہوئے اور یوں نہ کہے کہ اتنے روپے سے میں نے خرید کیا تاکہ جھوٹ نہ ہو جاوے۔

مسئلہ۔ اگر ایک شخص نے مثلاً ایک کپڑا دس درم سے بیچا اور مول لینے والے نے اب تک روپے اس کو نہیں دیے پھر اس بائع نے اسی کپڑے کو مشتری سے پانچ درم سے مول لیا یا اس کپڑے کو ایک اور کپڑے کے ساتھ دس درم سے خرید کیا یہ بیع صحیح نہ ہوگی کس واسطے کہ یہ حکم میں ربوا کے ہے۔

مسئلہ۔ منقول کا بیچنا قبل قبض کرنے کے درست نہیں۔

ف۔ مثلاً دس من گیہوں خرید کئے اور اب تک ان پر قبضہ نہیں کیا پھر ان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالنا درست نہیں۔

مسئلہ۔ اگر مال کیلی خرید کیا کیل سے تول لینے کی شرط پر پھر مشتری نے بائع سے موافق شرط کے کیل سے تول لیا بعد اس کے دوسرے کے ہاتھ بیچا کیل سے دینے کی شرط پر پس پہلے خریدار کو اس مول لئے ہوئے غلہ میں سے کھانا یا کسی اور کے ہاتھ بیچنا درست نہ ہوگا جب تک دوبارہ کیل نہ کرے گا پہلے خریدار کا کیل کرنا کفایت نہ کرے گا کیونکہ شاید دوبارہ کیل کرنے میں کچھ زیادہ نکل آوے پس وہ مال بائع کا ہے نہ اس کا۔

مسئلہ۔ نجش[1] حرام ہے اور نجش وہ ہے کہ کوئی شخص لالچ یا پن سے یعنی خرید نامنظور نہ ہو اپنے تئیں خریدار ظاہر کر کے بیع کی قیمت بڑھا دے تاکہ دوسرا خریدار فریب کھا دے۔

مسئلہ۔ اگر ایک مسلمان کوئی چیز خریدتا ہے اور نرخ اس کا معین کر چکا ہے یا کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا پس اس چیز لینے پر یا اس عورت کے نکاح پر دوسرے کو مکروہ ہے پیغام دینا جب تک پہلے والے کا معاملہ درست ہو دے یا موقوف رہے۔

مسئلہ۔ شہر سے نکل کے اگر کوئی شخص غلے کے سوداگروں سے ملاقات کرے اور تمام غلہ

---

[1] نجش بفتحتین و بسکون جیم نیز آید ۱۲

ان کا مول لیوے اس کو تلقی جلب کہتے ہیں پس اس طور پر خریدنے میں اگر شہر والوں کو ضرر ہووے تو منع ہے اور اگر ان کو ضرر نہیں تو درست ہے مگر جس صورت میں شہر کا نرخ سوداگروں سے چھپاوے گا تو فریب ہوگا اور مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ شہر کے لوگ سوداگروں سے غلہ وغیرہ لیکر اگر شہر میں قیمت گراں کر کے بیچیں تو مکروہ ہے جس حال میں شہر کے اندر قحط اور تنگی ہووے۔

مسئلہ۔ جمعہ کی اول اذان کے وقت سے خرید فروخت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ اگر دو بردے چھوٹے ہوں اور آپس میں محرمیت کی قرابت رکھتے ہوں تو ان کو الگ الگ بیچنا مکروہ اور منع ہے اور ایک ان دونوں میں سے چھوٹا ہو اور دوسرا بڑا اس صورت میں بھی منع ہے بلکہ نزدیک بعض کے یہ بیع جائز نہیں۔

مسئلہ۔ مردار کی چربی بیچنی درست نہیں اور نجس روغن کا بیچنا درست ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک اور اماموں کے درست نہیں اور آدمی کا گوہ اگر مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا ہوا نہ ہووے تو بیچنا اس کا مکروہ ہے نزدیک امام اعظمؒ کے اور اگر ملا ہوا ہے تو جائز ہے اور گوبر کا بیچنا بھی درست ہے امام اعظمؒ کے نزدیک اور اکثر اماموں کے نزدیک ان چیزوں میں سے کسی چیز کی بیع درست نہیں اور جس چیز کا بیچنا درست نہیں اس سے فائدہ اٹھانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ۔ احتکار یعنی بند کر رکھنا اور نہ بیچنا قوت آدمی اور جانوروں کا مکروہ ہے۔ جس صورت میں شہر کے لوگوں کو اس سے ضرر پہنچے اور نزدیک امام ابی یوسفؒ کے جس جنس کو بند رکھنے سے عوام کو ضرر ہووے اس کا بند رکھنا مکروہ ہے حاکم کو چاہیئے کہ بند رکھنے والے کو حکم کرے کہ اپنی حاجت سے زیادہ کو بیچے پس اگر وہ نہ بیچے تو حاکم بیچے۔

مسئلہ۔ اگر اپنی کھیتی کا غلہ بند رکھا یا دوسرے شہر سے مول لاکر بند رکھا تو یہ احتکار میں شامل نہیں۔

مسئلہ۔ بادشاہ اور حاکم کو مکروہ ہے نرخ مقرر کرنا مگر جس وقت غلہ بیچنے والے بنیئے غلے کی گرانی کرنے میں زیادتی کریں تو اس صورت میں عقلمندوں کے مشوروں کے ساتھ نرخ کی تعیین کریں۔

فصل پانچویں متفرقات مسئلوں کا بیان

تیر اندازی میں یا گھوڑے یا اونٹ گدھے یا خچر دوڑانے میں ایک دوسرے سے مسابقت کرنا

درست ہے اور اگر آگے نکل جانے والے کے لئے صرف ایک کی طرف سے کچھ مقرر کیا جاوے یہ بھی درست ہے اور اگر دونوں طرف سے ایک دوسرے پر مقرر کریں تو حرام ہے مگر جس صورت میں ایک شخص تیسرا درمیان ہوا اور کہا جاوے کہ اگر ایک آدمی دو پر سبقت کرے گا تو اس کو اس قدر ملے گا اور اگر دو شخص آگے نکل جاویں تو کچھ نہ ملے گا اس صورت میں تیسرے سے کچھ نہ لیا جائے گا اور ان دونوں میں سے جو شخص آگے نکل جاوے وہ دوسرے سے لیوے اور یہی حکم ہے اس صورت میں کہ دو طالب علم ایک مسئلہ میں اختلاف کریں اور چاہتے ہیں کہ اُستاد کے روبرو بیان کریں پس جس کا حکم اُستاد کے موافق ہو اس کے لئے کچھ مقرر کریں۔

مسئلہ۔ ولیمہ نکاح کا سنت ہے اور جو شخص اس میں بلایا جائے چاہیئے کہ قبول کرے اور بغیر عذر کے قبول نہ کیا تو گنہگار ہوگا۔

ف۔ ولیمہ نام ہے اس کھانے کا کہ بعد نکاح کے جو یاروں کی ضیافت شکر یہ کیا کرتے ہیں۔

مسئلہ۔ دعوت کے کھانے میں سے اپنے گھر میں کچھ نہ لاوے اور سائل کو بھی نہ دیوے مگر مالک کی اجازت سے اور اگر جانے کہ اس جگہ لہو یا راگ ہے تو حاضر نہ ہووے اور دعوت قبول نہ کرے اور اگر بعد حاضر ہونے کے ظاہر ہو پس اگر منع کی طاقت رکھتا ہے تو منع کرے اور اگر طاقت نہ رکھے تو اس صورت میں اگر لوگوں کا پیشوا ہے یا کھانے کی مجلس میں لہو ہے تو بھی نہ بیٹھے اور اگر کسی کا نہ پیشوا ہے نہ لہو کھانے کی مجلس میں ہے تو بیٹھ جاوے امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی جگہ گرفتار ہوا تھا میں قبل پیشوا ہونے کے پس صبر کیا میں نے۔

مسئلہ۔ راگ حرام ہے کس واسطے کہ وہ روکتا ہے خدا کی یاد سے اور خواہش دلاتا ہے شہوت کو گناہوں کی طرف اور جس آدمی کو راگ سے خواہش گناہ کی طرف نہ ہو مثلاً ایک درویش صاحب نفس مطمئنہ کا ہے خدا کی محبت اور عشق کے سوا اور کچھ میل اور رغبت اس کے سر میں نہ ہو پھر یہ درویش جو مرد قابل شہوت کے نہیں ہے اس کی زبان سے کوئی کلام آواز موزوں کے ساتھ سنے اور وہ کلام اس کو یاد الہٰی سے مانع نہ ہو بلکہ خواہش دلاوے خدا کی محبت کی پس اس کے حق میں انکار کرنا نہ چاہیئے خواجہ عالیشان بہاء الدین نقشبندی قدس سرہٗ کہ کمال تابعداری سنت کی رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ نہ میں یہ کام کرتا ہوں کس واسطے کہ یہ سنت نہیں ہے اور نہ انکار کرتا ہوں اور ملاہی اور مزامیر اور طنبورا اور ڈھول اور نقارہ اور دف اور سوا ان کے سب حرام ہیں بالاتفاق مگر طبل یعنی نقارہ غازیوں کا یا دف بجانا نکاح کی خبر کے لئے جائز ہے۔

مسئلہ۔ شعر کلام موزوں ہے پس جس شعر کے مضامین خدا کی حمد اور رسول کی نعت اور مسائل دینیہ پر اور جو نیک باتیں ہیں ان پر شامل ہوں پس ویسے شعر کہنے درست ہیں اور جس شعر کے مضامین بُرے ہوں اس کا کہنا اور پڑھنا دونوں بُرا ہے لیکن جو شعر نیک ہے اس میں بھی اکثر اوقات ضائع کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ ریا اور سُمعہ دونوں عبادت کے ثواب کو باطل کرتے ہیں یعنی جو شخص عبادت کرتا ہے لوگوں کو دکھانے یا سنانے کے لئے خدا کے نزدیک ثواب اس کا نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ غیبت یعنی پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کہنی گو وہ برائی اس میں ہو حرام ہے خواہ اس کے دین کی برائی کہے خواہ اس کی صورت کی خواہ اس کے حسب ونسب کی یا ان کے سوا اور جس بات میں اس کو بُرا معلوم ہو اس کی برائی کہنی مگر ظالم کی غیبت کہنی حرام نہیں ہے اور غیبت جب ہوگی کہ ایک شخص کو معین کرکے بد کہے اور اگر ایک شہر کے سارے لوگوں کی غیبت کرے گا تو غیبت نہ ہوگی۔

مسئلہ۔ چغل کھانی یعنی ایک کی بات دوسرے کو پہنچانی کہ جس میں ان کے درمیان سبب ناخوشی کا ہووے یہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ۔ گالی دینا دوسرے کو زبان سے یا سر یا آنکھ یا ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے یا ہنسنا دوسرے پر اس طور سے کہ جس میں اس کی بے عزتی ہو حرام ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مال اور آبرو کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے مانند ہے اور کعبہ شریف کو فرمایا حق تعالےٰ نے تجھکو بہت حرمت دی ہے۔ لیکن مسلمان کے خون اور مال اور آبرو کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔

مسئلہ۔ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کروانی یا اپنی بی بی کو راضی کرنے یا ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقاموں میں جھوٹ ظاہر کرنا بہتر ہے اگر حاجت ہو اور بدون حاجت کے مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ سب جھوٹ سے بڑا زیادہ جھوٹی گواہی دینی اور جھوٹی قسم کھانی ہے کہ جس میں مسلمان کا مال ناحق ہلاک کرے حق تعالےٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر شمار کیا اور فرمایا کہ پرہیز کرو تم بت پرستی اور جھوٹ بات سے جس حال میں سیدھی راہ چلنے والے مسلمان ہو تم نہ شرک کرنے والے۔

مسئلہ۔ رشوت دینے والا اور رشوت کھانے والا دونوں دوزخ میں ہوویں گے۔ ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے رشوت دینی جائز ہے۔

مسئلہ۔ جو لوگ قرآن کے خلاف حکم کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو کافر کہا اور تلاش کرنا مسلمانوں کا ان کی برائی بیان کرنے کے لئے حرام ہے۔

مسئلہ۔ آپس میں جب جھگڑا فساد ہووے تو واجب ہے کہ شرع کی طرف رجوع کریں اور شرع جس طور پر حکم کرے اگرچہ طبیعت کے خلاف ہو تو بھی واجب ہے کہ اس حکم کو خوشی سے قبول کریں کیونکہ شرع کے حکم کو برا جاننا کفر ہے اور اس میں انکار شرع لازم آتا ہے۔

مسئلہ۔ غرور اور فخر کرنا اور اپنے نفس کو اوروں سے بہتر گننا اور غیر کو حقیر جاننا حرام ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی جانوں کو پاکی کے ساتھ نسبت مت کرو بلکہ خدا جس کو چاہتا ہے اس کو پاک کرتا ہے اور اعتبار خاتمے کا ہے اور خاتمہ معلوم نہیں کہ کیا ہوگا حدیث میں آتا ہے حق تعالیٰ نے بعض لوگوں کو بہشتی لکھا ہے اور وہ تمام عمر کام دوزخ کا کرتے ہیں اور آخر میں تائب ہوتے ہیں اور کام بہشت کا کرتے ہیں اور بہشتی ہوتے ہیں اور بعض لوگوں کو دوزخی لکھا ہے وہ ساری عمر کام بہشت کا کرتے ہیں آخر میں ازلی لکھا غالب آتا ہے اور عمل دوزخ کا کرتے ہیں دوزخی ہوتے ہیں شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ بیت

مرا پیر دانائے مرشد شہاب[1]   دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش   دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

مسئلہ۔ ایک دوسرے پر نسب کا فخر کرنا اور مال اور مرتبے کی زیادتی پر بڑائی کرنی حرام ہے کیونکہ عزت والا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو بڑا متقی ہے۔

مسئلہ۔ شطرنج یا تختہ نرد یا چوپڑ یا گنجفہ وغیرہ کے ساتھ کھیلنا حرام ہے اور اگر اس میں ہار جیت پر مال لینے دینے کی شرط ہو تو وہ جُوا اور حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور کبوتر بازی کرنا اور مرغ وغیرہ لڑانا بھی حرام ہے۔

مسئلہ۔ خوجوں سے خدمت لینی مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ بالوں سے پیوند لگا کر لمبا کرنا حرام ہے خصوصاً جوڑ لگانا آدمی کے بالوں کے بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۔ اذان کہنے پر اور امامت اور تعلیم قرآن اور فقہ اور ان کے سوا اور عبادت پر مزدوری لینی جائز نہیں نزدیک امام اعظمؒ کے اور نزدیک دوسرے اماموں کے جائز ہے اور اس زمانہ میں فتویٰ اسی

---

[1] یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

بات یہ ہے کہ تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینی درست ہے۔

مسئلہ۔ نوحہ کرنے اور گانے پر اور ان کے سوا گناہ کے اور کاموں پر اجرت لینی اور نر جانور کو مادہ کے ساتھ جفت کروانے کی اجرت لینی حرام ہے۔

مسئلہ۔ قاضیوں اور مفتیوں اور عالموں اور غازیوں کو بیت المال سے روزینہ دینا چاہیئے موافق حاجت کے بدون شرط کے۔

مسئلہ۔ آزاد عورت کو بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنا درست نہیں اور باندی اور ام ولد کو درست ہے اور خلوت میں غیر عورت کے ساتھ بیٹھنا خواہ وہ عورت آزاد ہو خواہ لونڈی خواہ ام ولد حرام ہے۔

مسئلہ۔ غلام اور لونڈی کو عذاب کرنا یا طوق ان کے گردن میں ڈالنا حرام ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے وقت اخیر کلام میں نماز کے لئے اور غلام اور لونڈی کے ساتھ نیکی کرنے کے لئے وصیت فرمائی پس چاہیئے کہ اپنے غلام و لونڈی کو جو آپ کھلائے سو کھلاوے اور جو آپ پہنے سو پہنا دے اور اس کی طاقت سے زیادہ کام میں حکم نہ کرے اور اگر کسی سخت کام میں حکم کرے تو چاہیئے آپ بھی اس میں شریک ہووے۔

مسئلہ۔ جس غلام کے بھاگنے کا اندیشہ ہووے اس کے پاؤں میں بیڑی ڈالنی جائز ہے۔

مسئلہ۔ غلام کو مولا کی خدمت سے بھاگنا حرام ہے۔

مسئلہ۔ داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم کرنی حرام ہے اور داڑھی وغیرہ سے سفید بالوں کو اکھاڑنا مکروہ ہے اور داڑھی چھوڑنی اور مونچھ اور ناخن کتروانا اور بغل اور زیر ناف کے بال منڈوانا سنّت ہے۔

مسئلہ۔ مرد اور عورت کو ایک حمام میں داخل ہونا درست ہے اگر پردہ ہو اور ازار پہنے ہوں۔

مسئلہ۔ نیک کام میں حکم کرنا اور برے کاموں کو منع کرنا واجب ہے پس اگر مقدور رکھتا ہو تو ہاتھ سے منع کرے اور اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو زبان سے اور اگر زبان سے نہ ہو سکے یا زبان سے ہو سکتا ہے لیکن اثر نہیں کرتا ہے تو دل سے برا جانے اور صحبت ان کی ترک کرے اور اگر اس قدر بھی نہ کیا تو ان کے وبال میں شریک ہوگا دنیا اور آخرت میں۔

مسئلہ۔ دوست رکھنا خدا کے تابعداروں کو خدا کے واسطے اور بغض رکھنا خدا کے دشمنوں کو خدا کے واسطے فرض ہے۔

مسئلہ۔ جس پر کسی نے احسان کیا ہیں احسان کرنے والے کا احسان ماننا اور اس کے احسان کا بدلا دینا مستحب ہے یا واجب، اور احسان کا انکار کرنا اور ناشکری کرنی بڑا گناہ ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بندے کا شکر نہ کیا اس نے خدا کا شکر نہ کیا۔

مسئلہ۔ علماء اور صلحاء کی مجلس میں بیٹھنا بہتر ہے اگر میسر ہو اور اگر نہ ہو تو گوشہ اختیار کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا بڑی کثرت سے مستحب ہے اور خدا کا ذکر اور پیغمبر کے درود سے مجلس خالی رہنی مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ مردوں کو صورت بنانی عورتوں کی اور عورتوں کو صورت بنانی مردوں کی اور خواہ مرد ہوں خواہ عورت ان کو صورت بنانی کافروں اور فاسقوں کی حرام ہے۔

مسئلہ۔ ماکول اللحم جانور کو بغیر غرض کھانے کے قتل کرنا حرام ہے اور موذی جانوروں کو قتل کرنا درست ہے۔

مسئلہ۔ مسلمان کا حق مسلمان پر چھ چیزیں ہیں بیمار کی عیادت کرنا جنازے میں حاضر ہونا دعوت قبول کرنا سلام علیک کرنا چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا لیکن جب وہ کہے الحمد للہ اور روبرو اور پیٹھ پیچھے دونوں حال میں خیر خواہی کرنا۔

مسئلہ۔ چاہیے پیار رکھے مسلمانوں کے واسطے جس چیز کو پیار رکھتا ہے اپنے نفس کے واسطے اور ناپسند رکھے ان کے حق میں جس چیز کو ناپسند رکھتا ہے اپنے حق میں۔

مسئلہ۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ۔ جان لو کہ کبائر تین طور پر ہیں ایک تو کفر کرنا کہ وہ سب کبیروں سے بڑا ہے اور اس کے قریب گناہ ہیں عقائد باطلہ جیسے کہ عقائد روافض وغیرہم کے دوسرا حقوق بندوں کا ہلاک کرنا یعنی ظلم کرنا مسلمانوں کے مال پر اور خون کرنا اور ان کو حق تعالیٰ اپنے حقوق بخشے گا اور حقوق بندوں کے نہ بخشے گا اور امام بغوی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن عرش کی جانب سے پکارنے والا پکارے گا کہ اے امت محمد کی حق تعالیٰ نے تم سارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دیا تم بھی سب آپس میں حقوق ایک دوسرے کے بخشو اور بہشت میں داخل ہو حافظ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ بیت

مباش در پے آزار ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر از یں گناہے نیست

یعنی کوئی گناہ برابر اس گناہ کے نہیں تیسرا قصور کرنا خاص خدا کے حقوق میں یعنی اس کی بندگی بجا نہ لانی پس جتنے کبائر حدیثوں میں آئے ہیں ان کو ایک ایک کرکے میں شمار کرتا ہوں شرک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا کسی کو ناحق مار ڈالنا جھوٹی قسم کھانا جھوٹی گواہی دینا اور خاوند والی عورت کو زنا کی تہمت کرنا اور یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا اور دو چند کافروں کی لڑائی سے بھاگنا اور جادو کرنا اور اولاد کو قتل کرنا جس طرح کفار لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اور زنا کرنا خصوصاً ہمسائے کی عورت سے حدیث میں آیا ہے کہ دس عورت کے ساتھ زنا کرنا کمتر ہے یعنی گناہ اس کا بہت کم ہے بہ نسبت اس کے کہ زنا کرے ہمسائے کی عورت کے ساتھ چوری کرنا اور راہ لوٹنا کہ یہ لڑائی کرنی ہے خدا اور رسول کے ساتھ اور امام عادل سے بغاوت کرنا اور حدیث میں آیا ہے کہ گناہ کبیرہ وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیوے عرض کیا صحابہ نے کہ ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دیگا فرمایا کہ جب کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیگا۔

مسئلہ۔ فاسق کی تعریف کرنی حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ اس پر غضبناک ہوتا ہے اور عرش اس کے سبب سے کانپتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے کسی پر لعنت کی پس جس پر لعنت کی اگر وہ لائق لعنت کے نہیں ہے تو وہ لعنت اس لعنت کرنے والے پر پھر آتی ہے۔

ف۔ حدیث میں آیا ہے کہ منافق کی علامتیں چار ہیں جھوٹ بولنا اور وعدہ خلاف کرنا اور امانت میں خیانت کرنا اور قول دیکر پھر دغا کرنا اور جھگڑے کے وقت گالی دینا۔

مسئلہ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریک مت کر خدا کے ساتھ اگرچہ قتل کیا جائے تو اور جلایا جاوے تو اور نافرمانی مت کر ماں باپ کی اگرچہ حکم کریں تجھ کو کہ چھوڑ دے اپنی جورو اور مال اور اولاد کو۔

مسئلہ۔ خاوند کا حق عورت پر اس قدر ہے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر خدا کے سوا اور کے واسطے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورت کو میں حکم کرتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اگر شوہر عورت کو حکم کرے کہ زرد پہاڑ کے پتھر اٹھا کر سیاہ پہاڑ میں پہنچا اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ میں پہنچا پس عورت کو چاہیئے کہ اسی طرح کرے۔

مسئلہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم میں سب سے وہ آدمی بہتر ہے کہ اپنی بی بی کے ساتھ خوب ہو وے اور میں اپنی بیبیوں کے حق میں خوب ہوں اور عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے راست

ہونا ممکن نہیں پس ان کی کجی پر صبر کرنا چاہیئے اور نیکی چاہیئے کرنی اور عورت کو دشمن نہ بنا رکھے اگر راضی نہ ہو تو طلاق دیوے۔

مسئلہ۔ گناہ صغیرہ کو سہل جان کر ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہے اس کو بھی حلال جاننا قطعی کفر ہے۔ بخاریؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا انسؓ نے کہ بہت کاموں کو تم سب کرتے ہو اور ان کو بال سے باریک اور سہل ذلیل جانتے ہو اور ہم ان سب کاموں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے جانتے تھے۔

ف۔ شرع میں ایسی باتیں بہت ہیں بڑی بڑی کتابیں ان باتوں سے پُر ہیں کفایت کی قدر ان ورقوں میں لکھی گئیں زیادہ اس سے اگر حاجت پڑے تو عالموں کی طرف رجوع کرنا ہوسکتا ہے۔

کتاب الاحسان والتقرب

جان تو نیک بخت کرے تجھ کو اللہ تعالیٰ یہ سارے مسائل جو مذکور ہوئے ایمان اور اسلام اور شریعت کی صورتیں ہیں یعنی شرع کے ظاہری احکام ہیں اور شریعت کی حقیقت مغز درویشوں کی خدمتوں میں تلاش کرنا چاہیئے اور یوں نہ کہنا چاہیئے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے یہ بات جاہلوں کی ہے اور اس طور پر کہنا کفر ہے بلکہ یہ شریعت ہے اولیا اللہ کی خدمتوں میں اور رنگ پیدا کرتی ہے یعنی دل جب علاقہ جسمی اور علاقہ محبت اور اللہ کے سوا تمام علاقوں سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کی برائیاں دور ہو کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور خدا کی بندگی میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے پس یہی شریعت اس کے حق میں با مغز ہو جاتی ہے اور اس کی نماز خدا کے نزدیک اور علاقہ بہم پہنچاتی ہے یعنی دو رکعت اس کی اوروں کی لاکھ رکعت سے بہتر ہوتی ہے اور یہی حال اس کے صوم و صدقے وغیرہ کا بھی ہوتا ہے۔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم سب اُحد کے پہاڑ کے مانند سونا خدا کی راہ میں خرچ کرو گے ایک سیر یا آدھ سیر جَو کے برابر نہ ہوگا جو صحابہؓ نے خدا کی راہ میں دیئے ہیں یہ مرتبے ان کے قوت ایمان اور اخلاص کے سبب سے تھے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنی نور کو درویشوں کے سینے سے چاہیئے ڈھونڈنا اور اسی نور سے اپنے سینے کو چاہیئے روشن کرنا تاکہ ہر نیک و بد تیج فراست سے دریافت ہو جائے قرآن شریف میں دل متقی کو فرمایا اور حدیث میں فرمایا کہ علامت اولیاء اللہ کی وہ ہے کہ ان کی صحبت سے خدا یاد آوے یعنی ان کی صحبت سے محبت دنیا کی کم ہو جاوے اور محبت خدا کی زیادہ ہو وے لیکن جو آدمی متقی نہیں ہوتا وہ ولی نہیں ہوتا ہے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

حضرت عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں رباعی

با ہر کہ نشستی نشد جمع دلت   وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش   ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ف یعنی اگر ان کی صحبت سے پرہیز نہ کریگا تو روح پاکوں کی تیری بخشائش کی طرف متوجہ نہ ہوگی ۱۲ عبدہٗ۔

ترجمہ باب کلمات الکفر

فتاوائے برہانی سے

کلمات کفر اور بدعت کے بیان میں دستور القضاۃ میں خلاصہ سے نقل کیا کہ ایک مسئلے میں اگر کئی وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ کفر کی نہ ہو تو فتوی کفر پر نہ چاہیئے دینا شیخین کو یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے سے کافر ہوتا ہے اور علی کرم اللہ وجہہ کو ان دونوں پر فضیلت دینے سے کافر نہ ہوگا بدعتی کہلاوے گا خدا کے دیدار سے انکار کرنے سے کافر ہوتا ہے اور یوں کہنا کہ خدا کا جسم ہے اور ہاتھ پاؤں ہیں یہ کفر ہے اگر کفر کا کلمہ اپنے اختیار سے کہے گا اور نہیں جانتا ہے کہ یہ کفر کا کلمہ ہے کافر ہوگا نزدیک اکثر علماء کے اور نہ جاننے کا عذر قبول نہ ہوگا اگر کلمہ کفر کا بدون قصد کے زبان سے نکل آوے تو کافر نہ ہوگا اگر ارادہ کیا کافر ہونے کا ایک مدت دراز کے بعد پس بالفعل کافر ہو جاوے گا اگر قطعی حرام کو حلال یا قطعی حلال کو حرام کہے گا یا فرض کو فرض نہ جانے گا تو کافر ہوگا اگر گوشت مردار کا بیچتا ہے اور کہے کہ یہ گوشت مردار کا نہیں حلال گوشت ہے تو کافر نہ ہوگا مگر کاذب ہوگا اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا ہے اگر وہ کہے کہ نہیں تو کافر ہوگا لیکن محمد بن فضل کے نزدیک یہ ہے کہ اگر قطعی گناہ میں اس طور پر انکار کریگا تو کافر ہوگا نہیں تو نہیں اگر کہے کہ وہ شخص اگر خدا ہوگا تو بھی میں اپنا حق اس سے لوں گا کافر ہوگا اگر کہے کہ خدا تیرے مقابلہ میں کفایت نہیں کرتا ہے میں تیرے ساتھ کیونکر کفایت کرسکوں گا تو کافر ہوگا اگر یوں کہے کہ آسمان پر میرا خدا ہے زمین پر تو ہے کافر ہوگا اور اگر کسی کا لڑکا مر جاوے اور وہ کہے کہ خدا اس کا محتاج تھا کافر ہوگا اور اگر دوسرا کوئی کہے کہ خدا نے تجھ پر ظلم کیا پس یہ شخص کافر ہوگا اگر کوئی کسی پر ظلم کرے اور مظلوم کہے کہ اسے خدا تو اسے مت قبول کر اگر تو قبول کرے گا تو میں قبول نہ کروں گا کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ میں عذاب اور ثواب سے بیزار ہوں کافر ہوگا اگر کوئی بدون گواہ کے نکاح

کرے اور کہے کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا میں نے یا کہے کہ فرشتوں کو گواہ کیا میں نے کافر ہوگا اور مجمع
النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کہے داہنے یا بائیں فرشتوں کو گواہ کیا میں نے تو کافر نہ ہوگا اگر کسی جانور
نے آواز کی پس کہا کہ مریض مرے گا یا کہا کہ غلہ مہنگا ہوگا یا کسی جانور نے آواز کی پس سفر سے پھرا
یعنی گھر سے نکلا تھا سفر کے قصد سے جانا موقوف کیا اس شخص کے کفر میں اختلاف ہے اگر کہے
کہ خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تجھکو یاد کرتا ہوں اس میں بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا اگر کہے گا کہ
خدا جانتا ہے کہ تیری خوشی اور غمی میں میں ایسا ہوں کہ جس طرح اپنی خوشی اور غمی میں ہوں اس
صورت میں بھی بعضوں نے کہا کہ کافر ہوگا اور بعض نے کہا کہ اگر اس آدمی کی نیکی اور بدی میں اپنی
جان اور مال سے اس طرح حاضر رہتا ہے کہ جس طرح اپنی نیکی اور بدی میں مستعد رہتا ہے تو کافر
نہ ہوگا اگر کہے کہ قسم خدا اور تیرے پانوں کی کافر ہوگا اگر کہے کہ روزی خدا کی طرف سے ہے لیکن
بندے سے ڈھونڈھ لینا ضرور چاہیے تو کافر ہوگا اگر کہے کہ فلانا اگر نبی ہوگا تو اس پر ایمان نہیں
لاؤں گا یا کہے کہ اگر خدا مجھکو نماز کا حکم کرے گا تو بھی میں نماز نہ پڑھوں گا کافر ہوگا یا کہے اگر
قبلہ اس طرف ہوگا تو نماز نہ پڑھوں گا کافر ہوگا اگر کسی پیغمبر کی اہانت کی تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے
کہ آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے۔ دوسرا کوئی کہے پس ہم سب جولاہے کے بچے ہیں کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ
آدم علیہ السلام اگر گیہوں نہ کھاتے تو ہم سب بدبخت نہ ہوتے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ پیغمبر علیہ
الصلوٰۃ والسلام ایسا کرتے تھے دوسرا کہے کہ یہ بے ادبی ہے کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ ناخن
تراشنا سنت ہے دوسرا کہے اگرچہ سنت ہے مگر میں نہ تراشوں گا کافر ہوگا اور اگر کہے کہ سنت کیا کام
آوے گی کافر ہوگا اگر کوئی امر معروف کرتا ہے دوسرا اس کے قول رد کرنے کے واسطے کہے کہ یہ
کیا شور وغل تم نے مچایا کافر ہوگا فتاوی سراجی میں لکھا ہے کہ قرض مانگنے والا اگر کہے کہ وہ اگر
جہاں کا خدا ہے تو بھی اس سے میں اپنا قرض لے لوں گا تو کافر ہوگا اور اگر یوں کہے کہ اگر وہ پیغمبر ہے
تو بھی لے لوں گا کافر نہ ہوگا۔ اگر کسی نے کہا کہ حکم خدا کا اسی طرح ہے دوسرا کہے کہ میں خدا کے حکم
کو کیا جانتا ہوں کافر ہوگا۔ اگر کوئی شخص فتویٰ دیکھ کر کہے کہ یہ کیا کارنامہ فتویٰ کا لایا اگر
شریعت کو سبک جان کر کہا تو کافر ہوگا۔ اگر کسی نے کہا کہ حکم شرع کا ایسا ہے دوسرے نے زمین
سے ڈکار لی اور کہا یہ شریعت تو کافر ہوگا اگر کسی نے کہا کہ فلانے آدمی کے ساتھ صلح کر اس نے
کہا بت کو سجدہ کروں گا لیکن اس سے صلح نہ کروں گا کافر نہ ہوگا کیونکہ منظور اس کو یہ ہے کہ ایک
بت کو سجدہ کرنے سے بھی زیادہ بد ہے اس کے ساتھ صلح کرنی اگر کوئی شخص فاسق متقیوں سے

کہے کہ آؤ مسلمانی کی سیر کریں اور اشارہ کرے فساق کی مجلس کی طرف تو کافر ہوگا اگر کسی شراب خوار
نے کہا کہ خوش رہے وہ آدمی کہ خوش رہتا ہے ہماری خوشی پر ابو بکر طرخان ؒ نے کہا وہ کافر ہوا اگر کوئی
عورت کہے کہ لعنت ہے دانشمند شوہر پہ تو کافر ہوگی اگر کسی نے کہا کہ جب تک حرام مجھکو ملے حلال
کے گرد کیوں پھروں کافر ہوگا اگر کوئی بیماری کی حالت میں کہے کہ اگر چاہے تو مجھکو مسلمان مار چاہے
تو کافر مار کافر ہوگا فتاوی سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا روزی مجھ پر کشادہ کر یا مجھ پر ظلم مت کر[1]
ابو نصر نے توقف کیا اس کے کفر میں ظاہر یہ ہے کہ کافر ہوگا کس واسطے کہ خدا پر ظلم کا اعتقاد کرنا
کفر ہے ایک نے اذان کہی اگر دوسرا کہے کہ تو نے جھوٹ کہا کافر ہوگا اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا عیب کرے گا یا موئے مبارک کو حقارت سے مویک کہے گا تو کافر ہوگا اگر کوئی ظالم بادشاہ
کو عادل کہے امام ابو منصور ماتریدی نے کہا کہ کافر ہوگا اور امام ابو القاسم نے کہا کہ کافر نہ ہوگا اسلئے
کہ البتہ کبھی اس نے عدل کیا ہوگا حادیہ اور سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی اعتقاد کرے کہ جو خراج وغیرہ
بادشاہ کے خزانے میں ہیں یہ سب بادشاہ کی ملک ہیں تو کافر ہوگا اور سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کوئی
کہے کہ تو علم غیب رکھتا ہے وہ کہے کہ ہاں تو کافر ہوگا اگر کوئی کہے کہ اگر خدا بغیر تیرے مجھکو بہشت میں
لے جاوے تو مجھے بہشت منظور نہیں اس کے کفر میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا اگر کسی نے
کہا کہ میں مسلمان ہوں دوسرا کہے کہ تجھ پر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہے کافر ہوگا اور جامع الفتاوی میں
لکھا ہے کہ اظہر یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا سراجی میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر فرشتے اور پیغمبر سب گواہی
دیویں کہ تیرے پاس چاندی نہیں ہے تو بھی یقین نہ کروں گا تو کافر ہوگا اگر ایک شخص نے دوسرے سے
کہا کہ اے کافر اور وہ کہے کہ اگر میں ایسا نہ ہوتا تو تیرے ساتھ خلا ملا نہ رکھتا بعض نے کہا کہ کافر ہوگا
اور بعض نے کہا نہ ہوگا اگر کہے کہ کافر ہونا بہتر ہے تیرے ساتھ رہنے سے کافر نہ ہوگا کس واسطے کہ مراد
اس کی کیا ہے دور رہنا اس سے اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ نماز پڑھ وہ کہے کہ اتنی مدت تو نے نماز
پڑھ کے کیا حاصل کیا یا یوں کہے کہ اتنی مدت نماز پڑھ کے کیا حاصل کیا میں نے کافر ہوگا اگر کوئی
کسی سے کہے کہ کیا کافر ہو گیا تو وہ جواب دے کہ اپنے نزدیک ہم کو کافر جان لے کافر ہوگا اگر
کہے میرے تئیں اپنی عورت خدا سے زیادہ پیاری ہے کافر ہوگا لازم ہے کہ توبہ کرے اور پھر اس
عورت سے نکاح پڑھوا لیوے اگر کوئی کافر کسی مسلمان سے کہے کہ مجھکو مسلمانی بتلا تا کہ تیرے نزدیک

---

[1] یعنی اگر روزی میری فراخ نہیں کرتا ہے تو مجھ پر ظلم کرتا ہے ۱۲

میں مسلمان ہوجاؤں اگر مسلمان کہے تو توقف کر جب تک فلانا عالم یا فلانے قاضی کے پاس جاوے تو کہہ وہ تجھکو بتلادیں گے پس اس وقت تو ان کے نزدیک مسلمان ہونا اس کے کفر میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا اور اگر کوئی یا عظ کہے تو توقف کر کہ فلانے دن میرے وعظ کی مجلس میں تو مسلمان ہونا اس صورت میں فتوی یہ ہے کہ کافر ہوگا اگر کہے کہ مجھکو خدائے تعالے نماز اور روزے کے بارے جلدی اٹھاوے کافر ہوگا اگر کہے کہ اتنے دن نماز درست پڑھا تھا حلاوت بے نمازی کی دیکھے کافر ہوگا اگر کہے کہ کام عقلمندوں کا بھی وہی ہے اور کام کافروں کا بھی وہی ہے یعنی دونوں کا ایک ہے تو کافر ہوگا اور اس کام کا اشارہ کسی عالم معین کی طرف کرے گا تو کافر نہ ہوگا دعا مانگنے میں یوں کہنا کہ اے اللہ اپنی رحمت مجھ سے دریغ مت رکھ یہ لفظ الفاظ کفر میں سے ہے اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو مرتد ہوجا اس صورت میں تو اپنے شوہر سے جدا ہوجائے گی کہنے والا کافر ہوگا کفر پہ راضی ہونا خواہ اپنے لئے خواہ غیر کے لئے کفر ہے صحیح یہ ہے کہ اگر کفر کو برا جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ دشمن کافر ہوجائے اس چاہنے پر یہ چاہنے والا کافر نہ ہوگا اگر کوئی شخص شراب پینے کی مجلس میں بلند جگہ پر واعظوں کے مانند بیٹھ کے ہنسی کی باتیں کرے اور سارے اہل مجلس ان باتوں سے ہنسیں اور خوش ہوویں تو وہ سب کافر ہوویں گے اگر کوئی شخص آرزو کرے اور کہے کہ اگر زنا یا ظلم یا قتل ناحق حلال ہوتا تو کیا خوب ہوتا کافر ہوگا اگر کوئی آرزو کرے اور کہے کہ شراب حلال ہوتی یا روزے مہینے رمضان کے فرض نہ ہوتے تو کیا خوب ہوتا کافر نہ ہوگا اگر کوئی کہے کہ خدا جانتا ہے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا اور حال یہ ہے کہ اس نے کیا ہے پس اس کے کفر میں دو قول ہیں قول صحیح یہ ہے کہ یہ کافر ہوگا اور امام سرخسیؒ سے منقول ہے کہ اگر قسم کھانے والا اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کلام میں جھوٹ بولنا کفر ہے اس صورت میں وہ کافر ہوگا اور اگر اعتقاد نہیں رکھتا ہے تو نہیں ہوگا حسام الدین کا فتویٰ امام سرخسیؒ کے قول پر ہے۔

مسئلہ۔ امام طحاوی نے کہا کہ مومن ایمان سے خارج نہ ہوگا مگر جب انکار کرے گا اس چیز کا کہ جس پر ایمان لانا واجب ہے امام ناصر الدینؒ نے کہا کہ جس چیز کے اختیار کرنے سے یقیناً مرتد ہوجاتا ہے اس چیز کے ظاہر ہونے سے حکم ردت کا کیا جائے گا اور جس چیز کے اختیار کرنے سے مرتد ہونے میں شک ہووے اس امر کے ظاہر ہونے سے مرتد کا حکم نہ چاہیے کرنا کیونکہ امر یقینی زائل نہیں ہوتا ہے شک کے سبب سے اور حال یہ ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ہے مسلمان کو کافر کہنے کا فتوی جلدی نہ چاہیے دینا کیونکہ کفار کے جبر سے جس نے کلمۂ کفر کہا

علماء نے اس پر بھی حکم کفر کا نہیں فرمایا بلکہ فرماتے ہیں کہ ایمان اس کا قائم ہے تاتارخانیہ میں ینابیع سے نقل کیا ہے کہ ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جب تک کفر پر اعتقاد نہ کرے گا کافر نہ ہوگا اور ذخیرے میں لکھا ہے کہ مسلمان کافر نہیں ہوتا مگر جس وقت کفر کا قصد کرے گا کافر ہوگا مضمرات میں نصاب الاحتساب اور جامع صغیر سے نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے کلمہ کفر کا قصداً کہا لیکن اعتقاد کفر پر نہیں رکھتا ہے علماء نے کہا کہ کافر نہ ہوگا کیونکہ کفر اعتقاد سے علاقہ رکھتا ہے اور اس کو کفر پر اعتقاد نہیں ہے اور بعضے نے کہا کہ کافر ہوگا اس لئے کہ یہ رضائے کفر ہے اگر کوئی جاہل کفر کا کلمہ کہے اور جانتا نہیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہے بعض علماء نے کہا کہ کافر نہ ہوگا نہ جاننے کے سبب سے اور بعض نے کہا کہ کافر ہوگا کیونکہ جہل عذر نہیں۔

مسئلہ۔ منتقی میں ہے جورو خاوند میں سے ایک کے مرتد ہو جانے کے ساتھ ہی الحال نکاح ٹوٹ جاتا ہے قاضی کے حکم پر موقوف نہیں رہتا۔

مسئلہ۔ اگر کسی نے آتش پرستوں کے مانند ٹوپی پہنی یا ہندوؤں کے مانند لباس پہنا بعضے علماء نے کہا کہ کافر ہوگا اور بعضے نے کہا کہ نہ ہوگا اور بعضے متاخرین نے کہا کہ ضرورت کے سبب پہنے گا تو کافر نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر زنار باندھا اس صورت میں قاضی ابوحفصؒ کہتے ہیں اگر کفار کے ہاتھ سے خلاصی پانے کے لئے باندھا ہوگا تو کافر نہ ہوگا اور اگر تجارت کے فائدے کے واسطے باندھا تو ہوگا جب مجوس نوروز کے دن یا ہنود دیوالی اور ہولی کے دن خوشی کریں اس وقت اگر کوئی مسلمان کہے کہ ان لوگوں نے کیا اچھی سیرت رکھی ہے کافر ہوگا مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مرد گناہ کرے خواہ صغیرہ ہوں خواہ کبیرہ پس دوسرا شخص کہے کہ توبہ کرو اور وہ کہے کہ کیا میں نے کیا ہے جو توبہ کروں کافر ہوگا اگر حرام مال سے صدقہ کیا اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہوگا صدقہ لینے والا اگر جانتا ہے کہ صدقہ حرام مال کا ہے باوجود جاننے کے اگر دعا کرے اور صدقہ دینے والا آمین کہے تو دونوں کافر ہوں گے کوئی فاسق شراب پی رہا تھا اس حالت میں اس کے اقربا آئے اور درہم اس پر تصدق کئے یا سب نے اس کو مبارکباد دی ان دونوں صورتوں میں وہ سب کافر ہوئے اپنی عورت سے لواطت حلال سمجھنے سے کافر نہ ہوگا اجنبی عورت کے ساتھ حلال جاننے سے کافر ہوگا حیض کی حالت میں وطی حلال جاننا کفر ہے اور استبرا کے حال میں حلال جاننا بدعت ہے خسروانی میں لکھا ہے کہ ایک مرد اگر بلند جگہ پر بیٹھ جاوے اور لوگ ٹھٹھے کی راہ سے اس سے مسائل پوچھیں اور وہ

ٹھٹھے کے جواب دیوے تو کافر ہو جاوے گا دینی علوم کے ساتھ ہنسی کرنا کفر ہے۔ ہنسی کرنے والا چاہے بلندی پر بیٹھے چاہے پستی میں اگر کہے کہ مجھکو علم کی مجلس سے کیا کام یا کہے کہ جن باتوں کو علمار کہتے ہیں ان کو کون کر سکتا ہے یا کہے کہ میں عالموں کے کہنے کا منکر ہوں کافر ہوگا اگر کہے کہ نہ چاہیئے علم کیا کام آویگا کافر ہوگا اگر کہے کہ ان عملوں کو کون سیکھے یہ تو کہانیاں ہیں یا یوں کہے کہ یہ تو مکر و فریب ہیں کافر ہوگا اگر ایک شخص کہے کہ چل شرع کی طرف دوسرا کہے کہ پیادہ لے آ کافر ہوگا اور اگر کہے چل قاضی کے پاس اور وہ کہے کہ پیادہ لے آیا کافر ہوگا اگر کوئی کسی سے کہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھ وہ کہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی کافر ہوگا۔

ف ۔ کیونکہ آیت قرآن کی یہ ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ تنہیٰ کے معنی منع کے ہیں اس نے ہنسی سے اکیلے کے معنی مراد لئے اور ہنسی کرنی قرآن کی آیت کے ساتھ کفر ہے اگر کوئی قرآن کی آیت پیالے میں رکھے اور پیالے کو پُر کرکے کہے کاۡسًا دِھَاقًا کافر ہوگا دیگی میں جو کچھ باقی رہ جاوے اس پر اگر کہے وَالۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کافر ہوگا اگر کوئی مرد بسم اللہ کہہ کر شراب پی وے یا زنا کرے تو کافر ہوگا اگر بسم اللہ کہہ کر حرام کھاوے اس صورت میں بھی کافر ہوگا اگر رمضان آوے اور کہے کہ کیا رنج سر پر آیا کافر ہوگا اگر کوئی کسی سے کہے کہ چل فلانے کو امر بالمعروف کریں پس اگر وہ جواب دیوے کہ اس نے میرا کیا کیا ہے کہ میں اس کو امر بالمعروف کروں کافر ہوگا کوئی مرد اگر قرضدار سے کہے کہ میرا زر دنیا میں دے کیونکہ آخرت میں زر نہ ہوگا اگر وہ جواب دیوے کہ دس اشرفی اور دے آخرت میں مجھ سے لینا میں دونگا کافر ہوگا۔ بادشاہ کو اگر سجدۂ عبادت کرے گا بالاتفاق کافر ہوگا اور اگر جس طرح سلام تحیت کا کرتے ہیں اسی طرح اگر سجدہ تحیت کا کرے گا تو علمار کو اس میں اختلاف ہے ظہیریہ میں لکھا ہے کہ کافر ہوگا ہدایہ کی شرح فوائد الہدایہ میں لکھا ہے کہ سجدہ کرنا نہیں جائز ہے بالاجماع لیکن خدمت کرنی دوسری وضع سے مثلاً کھڑا رہنا بادشاہ کے روبرو یا ہاتھ چومنا یا پیٹھ جھکانا جائز ہے جو کوئی بتوں کے نام پر یا کسی کنوئیں یا دریا یا نہر یا گھر اور چشمہ وغیرہ پر ذبح کریگا پس وہ ذبح کرنے والا مشرک ہوگا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل جاوے گی اور جانور ذبح کیا ہوا مردار ہوگا دستور القضاۃ میں امام زاہد ابو بکر سے نقل کیا کہ جو شخص کافروں کی عید کے دن مثلاً مجوس کے نوروز میں اور اسی طرح ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور دسہرے میں جاوے اور کافروں کے ساتھ بازی میں شریک ہووے تو کافر ہوگا۔

مسئلہ۔ یاس کا ایمان قبول نہیں اور یاس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اصح قول یہ ہے کہ قبول ہوتی ہے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ جو شخص انکار کرتا ہے عالم کے حدوث کا یا انکار کرتا ہے حشر جسموں کے ساتھ ہونے کا یا کہتا ہے کہ حق تعالےٰ کو علم جزئیات کا نہیں اور ان کے مانند جو ضروریات دین کے ہیں ان میں انکار کرتا ہے پس وہ شخص کافر ہے بالاتفاق جن کے عقیدے اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں مثل روافض اور خوارج اور معتزلہ اور غیر ان کے جو فرقہ باطلہ ہیں کہ دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے منتقی میں ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ہوں میں اور ابو اسحاق اسفرانی نے کہا کہ جو کوئی اہل سنت کو کافر جانتا ہے میں بھی اس کو کافر جانتا ہوں اور جو کوئی کافر نہیں جانتا ہے میں بھی اس کو کافر نہیں جانتا ہوں علامہ عالم الہدیٰ نے بحر المحیط میں لکھا ہے کہ جو ملعون پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دیوے یا اہانت کرے یا ان کے دین کے امور میں سے کسی امر میں ......
یا ان کی صورت مبارک میں یا ان کے اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب کرے اگرچہ دل لگی کی راہ سے ہو خواہ وہ آدمی مسلمان ہو خواہ ذمی خواہ حربی وہ کافر ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے توبہ اس کی قبول نہیں اجماع امت اس بات پر ہے کہ نبیوںؑ میں سے چاہے کوئی نبیؑ ہو ان کی جناب میں بے ادبی کرنا اور ان کو خفیف جاننا کفر ہے بے ادبی کرنے والا کافر ہوگا خواہ حلال جان کے بے ادبی کی ہو یا حرام جان کے روافض جو کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دشمنوں کے خوف سے خدا کے بعض احکام کو نہیں پہونچایا یہ کفر ہے۔

روض الریاحین کا اردو ترجمہ

نزہۃ البساتین

★ اولیاء اللہ کی زیارت و صحبت جس طرح انسان کی علمی و اخلاقی اصلاح کے لیے نسخۂ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجے میں ان کے حالات، کشف و کرامات کے واقعات، اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت ان کے اعلیٰ مقامات اور ان کے ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مجرب ہے

آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ

حضرت یافعی یمنی کی کتاب ”روض الریاحین“

ایسی ہی مستند و معتبر اور نہایت مفید کتاب ہے جس کی قدر اہل دین و اصلاح پہچانیں گے

کاغذ سفید معیاری کتابت و طباعت،

قیمت مجلد

اسی موضوع پر ایک اور گرانمایہ تصنیف

اسوۃ الصالحین یعنی تذکرۃ الکاملین

اسے مشہور مؤرخ اسلام جناب انتظام اللہ شہابی نے مرتب کیا ہے اور اس میں صحابہ کرامؓ صحابیاتؓ اور صوفیائے کرامؒ کے اخلاص و محبت کے نمونے پر چند حالات کے ساتھ ہی سلاطین اسلام کی خدا پرستی و عمل گستری کے واقعات بھی موجود ہیں۔

کاغذ سفید اعلیٰ کتابت و طباعت، قیمت مجلد

ایچ-ایم سعید کمپنی

مالکان ایجوکیشنل پریس

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

باسمہ تعالیٰ

مالابد منہ فارسی

کلمات کفر، وصیت نامہ، احکام اضحیہ، احکام عقیقہ

مصنف

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

محشی

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب رح

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی